



آیات قرآنیہ، احادیث مصطفویہ  
و نیز محتاطہ کے سینکڑوں دلائل  
و براہین مبین کتاب الجواب

# دلائل قویہ

یعنی

# اثباتِ مسیحاؑ

مسیحی



پیشکش کنندہ: مولانا محمد رفیع الدین صاحب، جامعہ اسلامیہ، لاہور

آیات قرآنیہ۔ احادیث مصطفویہ و سیرت مختلفہ  
کے سینکڑوں دلائل و براہین سے مزین کتاب لاجواب

دلائل قویہ

یعنی

اثبات میلاد مصطفیٰ ﷺ

مصنف

شیخ الحدیث صاحبزادہ مقبول احمد مدظلہ

نویسہ و منظرہم: اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

شبیر برادرز



## فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۶	عاشق الہی میرٹھی	۱۱	کتابیات
۳۶	محمود الحسن دیوبندی	۱۳	وجہ تالیف
۳۶	مولوی مودودی	۱۴	سعادت انتساب
۳۶	دیگر وہابی تراجم		کیا صرف بخاری شریف ہی حدیث کی
۳۶	چار طرح کی خیانت	۱۶	کتاب ہے؟
۳۹	مضامین نافعہ	۱۸	مقام حیرت
۴۰	ذات مصطفیٰ سراپا رحمت	۲۷	فضائل کے باب
۴۲	(۴) آیت مبارکہ اول و آخر		میں ضعیف روایات بھی قابل قبول ہوتی
۴۳	حضور علیہ السلام اول بھی ہیں آخر بھی	۲۷	ہیں
۴۳	(احادیث)		بے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ ﷺ
۴۶	(۳) آیت مبارکہ اولیت مصطفویہ	۳۰	پہلے
۴۸	(۴) آیت مبارکہ اقرار توحید	۳۰	(۱) آیت مبارکہ رحمت
۴۹	(۵) آیت مبارکہ بیثاق	۳۰	السلام للذی
۴۹	مصدق اور مصدق	۳۱	ایک مثال
۵۰	مصدق پہلے ہوتا ہے	۳۱	قرآن کریم سے مثال
۵۱	(۶) بشارت عیسیٰ علیہ السلام	۳۲	رب العالمین اور رحمۃ للعالمین
۵۲	مہتر اور مہتر	۳۲	عالمین کی تفسیر
۵۲	لفظ "یا قی" پر غور کریں!	۳۵	آیت کریمہ میں لفظ "رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ"
۵۳	تہہارا قانون محتاج دلیل اور محل نظر ہے	۳۵	اور وہابیہ دیانہ کی کئی ترانیاں
۵۵	پوری ذریت وہابیہ سے سوال	۳۶	اگر عقلی تھانوی

## اثبات میلاد مصطفیٰ ﷺ

محمد مصطفیٰ ﷺ کی تاریخ پیدائش و وفات

دلائل قویہ

اثبات میلاد مصطفیٰ ﷺ

کتاب شیعہ

با اہتمام

سن شامت ۱۴۳۳ھ

سن شامت

پروفیسر

پروفیسر

طالع

طالع

کپڑے

کپڑے

سودق

سودق

قیمت

قیمت



### ضروری القسام

اور یہ کتاب ہم نے اپنی سادہ کے مطابق اس کتاب کے متن کی کچھ کچھ تبدیلی کی ہے، تاہم ہم بھی آپ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے اور اگر ضرورت پڑے تو اس کتاب کو درست کر دیں گے۔ آپ کو یہ کتاب ملے گا اور وہاں۔



صفحہ	صفحہ	عنوان	صفحہ
۹۱	۵۶	اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جس طرح چاہے	ساں پہلے ہوگی
۹۲	۵۶	پیدا کرے	بسم اللہ کا ثواب
۹۳	۵۶	فرشتے نور سے پیدا ہوئے اور جن آگ	قلم و خط مصلیٰ ﷺ کا صلہ
۹۶	۵۶	سے	ایک نفس روایت
۹۱	۵۷	روح ایک عظیم فرشتہ ہے	مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:
۹۱	۶۳	شجر ایلین	”بیان حضرت ﷺ کے نور کا“
		احادیث مبارکہ... اقلیت نور مصطفیٰ	میلاد پر خوشی نہ کرنے والا مسلمان نہیں
۹۹	۶۷	علیہ التحیۃ والثناء	ہے اوبالی امام و مجدد کا ارشاد
۱۰۰	۶۸	(۲) حدیث جابر رضی اللہ عنہ	آمد مصطفیٰ (ﷺ) مرحبا مرعبا
۱۰۰		وجود نور مصطفیٰ آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار	جہنم لگانے کا ثبوت
۱۰۱	۷۳	ساں پہلے	قاضی سلیمان منصور پوری و بالی
۱۰۳		تحقیق آدم علیہ السلام سے پہلے حضور ﷺ	یہ ایک امر واقع ہے
	۷۳	نبی تھے	مولوی صدیق الحسن جھوپالوی اور میلاد
۱۰۴	۷۷	اسے جبریل امین و ہی متارویوں	کے جہنم سے
	۷۷	(۱۲) جبریل سے بھی پہلے	شب ولادت پر تین جہنم سے اللہ نے
۱۰۴	۸۰	نبی اکرم ﷺ باعث ایجا و کائنات ہیں	گوائے
	۸۰	بنے دو جہاں تمہارے لیے	شب انتقال نور مصطفیٰ حضرت جبریل نے
۱۰۶		آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ساڑھے تین لاکھ	جہنم الہراہ ملائکہ نے جشن منایا
	۸۷	ساں قبل تحقیق نور مصطفیٰ ﷺ	ایلیس نے اس رات بھی اپنی عادت
۱۰۷		اسے آدم اگر مصطفیٰ نہ ہوتے تو میں تمہیں	پوری کی
	۸۷	پیدا نہ کرتا	بروز محشر جہنم خود سرکار ﷺ کے دست کرم
۱۰۸		نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء جبین حضرت	میں بھی ہوگا الحدیث
۱۰۸	۸۸	آدم علیہ السلام میں	پوس قیامت شب مصطفیٰ کا دن ہے
		تحقیق نور مصطفیٰ تمام موجودات سے نواکھ	حضور نے فتح خیر کی خوشخبری جہنم سے

صفحہ	صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۲۸	۱۱۰	دی	پانچواں آسمان
۱۲۸		شب ولادت لائیک خود ذات باری تعالیٰ	چھٹا آسمان
۱۲۹	۱۱۲	نے کروائی	ساتواں آسمان
۱۲۹		میلاد انبی ﷺ کے موقع پر شیطان نے	نوریوں کا مشعل بردار جوس
۱۲۹	۱۱۵	وا دیا کیا	جشن آمد رسول پر نور یوں کا جلوس
		حدیث مبارکہ میں تیسری عید کا ثبوت	جلوس میں شہد حضرت کی کے والد حضور
۱۳۲	۱۱۷	موجود ہے	کے تبرکات کی شہادت
	۱۱۷	جمعہ کا دن عیدین سے بھی زیادہ معظم ہے	اس تابوت میں کیا تھا جسے ملائکہ اٹھا کر
۱۳۴		جمعہ کا دن تخلیق و وفات آدم علیہ السلام کا	جوس کی شکل میں لائے تھے؟
	۱۱۸	دن ہے	ذکر آیات ولادت یعنی آیات جشن میلاد
۱۳۸	۱۲۰	یوم عاشورہ کا روزہ	از قرآن کریم
۱۳۰	۱۲۱	مزید ثبوت تیسری عید کا بخاری شریف سے	میلاد النبی اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم
۱۳۳	۱۲۳	جشن آمد رسول پر آیات جلوس	اللہ کی نعمت کا ذکر کرو
۱۳۴	۱۲۴	مدینہ منورہ میں جشن آمد رسول کے جلوس	اپنے رب کی نعمت کا پتہ چا کرو
		مکرمین جوس میلاد قیامت کے میدان	خود اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
۱۳۵	۱۲۵	میں جلوس نکالیں گے	میلاد بیان فرمایا
۱۳۸		غلامان مصطفیٰ بھی بروز محشر جلوس کی شکل	بشارت (خوشخبری) میلاد حضرت یحییٰ علیہ السلام
	۱۲۶	میں جنت جاکیں گے	جشن مناد: ارشاد خداوندی ہے:
۱۳۹	۱۲۷	جلوس آمد مصطفیٰ ﷺ اور شب اسری	”قل قیوم حو“
۱۵۰	۱۲۷	جشن آمد محبوب پر بیروز بھی لگائے گئے	اللہ تعالیٰ کا فضل کبیر نبی کریم ﷺ ہیں
۱۵۰	۱۲۸	پہلا آسمان	”رحمۃ للعالمین“ بھی نبی کریم ﷺ ہیں
	۱۲۸	دوسرا آسمان	حضور ﷺ کی آمد کی بشارت دینا سنت
۱۵۱	۱۲۸	تیسرا آسمان	انبیاء ہے
۱۵۲	۱۲۸	چوتھا آسمان	انہیں اللہ کے دن یاد دلائے ”آیت“



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۵۴	ایامِ نہایت کو روزہ رکھ کر منایا گیا	۱۵۶	علماء امت کا اجتماع
۱۵۵	نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے بڑی نعمت اللہ ہیں	۱۵۷	کسی امر کو ناجائز بدعت منع کہنے کے لیے
۱۵۶	ایام اللہ سے مراد کیا ہے؟	۱۵۸	بدعت کا مفہوم کیا ہے؟
۱۵۹	نبی کریم ﷺ نے خود "ذکر ہم یا یا م اللہ" پر عمل فرمایا	۱۵۹	بدعت کی پانچ قسمیں ہیں
۱۶۰	خلاصہ تفسیرات	۱۶۰	(۱) بدعت واجبہ
۱۶۰	اشیاتِ میلاد اور احادیث مبارکہ	۱۶۰	(۲) بدعت مستحبہ
۱۶۳	نبی کریم ﷺ نے خود اپنا میلاد منایا	۱۶۰	(۳) بدعت مباحہ
۱۶۳	حضور ﷺ نے خود اپنی ولادت کے حالات بیان فرمائے	۱۶۱	بدعت مکروہہ
۱۶۵	یومِ میلاد کی اہمیت	۱۶۱	بدعت ضالہ
۱۶۶	اہلِ حرمین کا میلاد منانا ہمارے لیے کافی ہے	۱۶۵	مندمانگہ انعام پائیں
۱۶۷	(حاجی امداد اللہ مہاجر کی)	۱۶۶	ذکر ولادت مبارکہ مصطفویہ ﷺ
۱۶۸	میلاد النبی ﷺ اور صحابہ کرام	۱۶۸	حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے
۱۶۸	حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدینہ منورہ کی تعلیم کی	۱۶۸	سیدنا ابوبکر صدیق اکبر علیہ السلام نے انگوٹھے چومے
۱۶۲	اصحابِ طاہرہ و ارحامِ طیبہ میں یہ نور منتقل ہوتا رہا	۱۶۹	اصحابِ طاہرہ و ارحامِ طیبہ میں یہ نور منتقل ہوتا رہا
۱۶۳	اس ماں دیاں ربیاں کون کرے؟	۱۶۹	حافظ قرآن اپنے خاندان کے جنسیوں کو شفاعت سے جنت میں لے جائے گا
۱۶۴	بعد ہجرت مدینہ منورہ افضل ہے مکہ معظمہ سے بھی	۱۶۹	دس جنتی جانور
۱۶۵	اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ شہر مدینہ منورہ	۱۶۹	حضور کے دست مبارک سے مس شدہ آٹا
۱۶۵	نبی اکرم ﷺ کا محبوب شہر مدینہ منورہ	۲۰۱	ساجدین سے مراد نمازی ہیں
۱۶۵	صحابی رسول کا عقیدہ	۲۰۲	آیت کریمہ کی مزید تفسیر ملاحظہ ہو

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰۵	نورِ مصطفیٰ جبینِ ہاشم میں	۲۰۵	دورانِ ایامِ حمل نورِ خوشبوؤں کے حلقے
۲۰۷	نورِ مصطفیٰ حضرت عبدالطلب کی پیشانی میں	۲۰۷	ربیع الاول شریف کی بابرکت راتیں
۲۰۷	نورِ مصطفیٰ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں	۲۰۷	پرنور ہے زمانہ صبح شب وادوت
۲۱۰	مجھ سے نور خارج ہوا حضرت آمنہ خاتون کا ارشاد پاک	۲۱۰	شبِ میلاد
۲۱۲	عمورتوں کا رشک و سد میں مرجانا	۲۱۲	جھ سے نور خارج ہوا حضرت آمنہ خاتون
۲۱۲	انتقالِ نورِ مصطفیٰ پر شیطان کا دلو بلا اور چیخ و پکار	۲۱۲	جناپہ آمنہ کے ہاں جنابہ حواء سارا
۲۱۲	جشنِ نورِ مصطفویہ	۲۱۲	آئینہ مریم کی آمد
۲۱۲	شبِ انتقالِ نورِ مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۲۱۲	انبیاء و مرآت میں زندہ ہیں
۲۱۶	سیدہ آمنہ کو انبیاء کی مبارکبادیں پہنچا مہینہ اور آمد حضرت آدم علیہ السلام	۲۱۶	شبِ ولادت کعبہ اللہ مقامِ ابراہیم کی
۲۱۷	دوسرا مہینہ اور آمد حضرت شیث علیہ السلام	۲۱۷	طرف جھک گیا
۲۱۷	تیسرا مہینہ اور آمد لیس علیہ السلام کی آمد	۲۱۷	دیگر واقعات شبِ ولادت
۲۱۸	چوتھا مہینہ اور نوح علیہ السلام کی آمد	۲۱۷	اس سال سب کوڑے کے عطاء کیے گئے
۲۱۸	پانچواں مہینہ اور حود علیہ السلام کی آمد	۲۱۷	نداء آئی: درستی کھول دو ایوانِ قدرت کے
۲۱۹	چھٹا مہینہ اور آمد حضرت خلیل اللہ علیہ السلام	۲۱۸	ہے کعبہ دی جھلک احمد علیہ السلام دے دے دے
۲۱۹	ساتواں مہینہ اور آمد ذریع اللہ علیہ السلام	۲۱۸	ان کا نام محمد (ﷺ) رکھنا
۲۲۰	آٹھواں مہینہ اور آمد موسیٰ علیہ السلام	۲۱۹	لوری دیکر سیدہ آمنہ کے حجرہ طاہرہ میں
۲۲۰	نواں مہینہ اور آمد عیسیٰ علیہ السلام	۲۱۹	محفلِ نوس جانی رکھو اوپر دے اون داویلا
۲۲۱	حضرت آمنہ علیہا السلام عوارضاتِ نساء سے محفوظ رہیں	۲۲۱	اے
۲۲۲	حضرت عبداللہ والد رسول ﷺ کا انتقال	۲۲۱	مکاشفاتِ سیدہ آمنہ علیہا السلام
		۲۲۱	ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
		۲۲۱	بے مثل نبی کی بے مثل ولادت
		۲۲۱	پہلے محمد ہے پھر روزِ ازل سے درود



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۸۵	محمد مصطفیٰ آئے بہاراں مسکرا پاپاں	۲۳۸	آپ نے وہاں ہندوؤں کو تہجد کی
۲۸۵	تہجد کے حسن کا کوئی نہیں جو اب نہیں	۲۳۹	مہر نبوت اور حکومت مصطفیٰ (علیہ السلام)
۲۸۶	خدائی حکیم آگئے	۲۵۰	مشرق مغرب ان کی حکومت
۲۸۶	رہنے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت	۲۵۱	نبوت بنی اسرائیل سے رخصت ہو گئی
		۲۵۲	پھوکوں مار بھجائیوں لوڑن
		۲۵۳	اکھاس وچہ قدرتی سر سے دی دھاری
		۲۵۴	آئے محمد (علیہ السلام) رحمتاں والے
		۲۵۵	کیا ہی چہتا تھا اشاروں پر کھنڈ نور کا
		۲۵۵	مضور کا نوری بھولا
		۲۵۶	مہارک تجھے یہ بڑائی حلیمہ (رضی اللہ عنہا)
		۲۵۸	قدرت کا انتخاب ..... حضرت حلیمہ (رضی اللہ عنہا)
		۲۵۹	حضرت حلیمہ (رضی اللہ عنہا) کے حالات
		۲۶۰	اپنے اپنے مقدر دی ہندے اے گل
		۲۶۰	تے کیجے دا سجدہ محمد دے درتے
		۲۶۳	جانوروں کے کام کرنے کا ثبوت
		۲۶۳	اصحاب کہف کا کتابولا
		۲۶۴	یعقوب علیہ السلام سے بھیڑپے کا کلام
		۲۶۵	کنعان کی ڈاچی کا کلام
		۲۶۶	مضور علیہ السلام کی اونٹنی نے کلام کیا
		۲۶۸	دھور گدھا بولا
		۲۸۰	اصحاب قبل کا ہاتھی بولا
		۲۸۱	سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی نے کلام کیا
		۲۸۳	پرہ نے کلام کیا
		۲۸۵	یہ کس بارغ سے بھول لائی حلیمہ

## سعادت انتساب

یہ صحیفہ عشق رسول  
ہر اس صحیح العقیدہ سنی خفی بریلوی عاشق رسول کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے جو ہر  
وقت نعت رسول میں رطب اللسان رہتا ہے اور اس عقیدت کو حرز جان بنائے ہوئے  
ہے کہ ۔

غلامی رسول میں موت بھی حیات ہے  
فقیر اس انتساب کو اپنے لیے عظیم سعادت تصور کرتا ہے کیونکہ ۔  
جہوے غلام رسول اللہ دے اسیں غلام اوہناں دے  
اور یہ سعادت ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ سعادت بخشے والا خود کسی کا  
انتخاب نہ کرے اس کا حصول ممکن ہی نہیں ۔

ایں سعادت بزرور بازو نیست  
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ  
اور فقیر اس سعادت کو نجات اخروی کی دلیل و شہادت سمجھتا ہے کیونکہ بقول حبیب  
خدا:

الْمَوْتُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (ترمذی "مقولات")

"مرد اسی کے ساتھ (اٹھایا جائے گا) جس سے محبت کرے گا"۔

جس معیت کے حصول کی دعا حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ المعروف سمندر  
والوں نے ان الفاظ میں کی تھی کہ ۔

غلامان رسالت کی غلامی مل گئی مجھ کو  
غلامان رسالت کا رہے مجھ پر سدا سایہ  
آمین بحاجہ النبی الکریم علیہ التحیة والتسلیم وعلی الہ  
وصحبہ اجمعین ۔

نیازمند

فقیر گداے کو پڑھتے شاہ نقشبانی قدس سرہ النورانی

محمد مقبول احمد سرور

خادم آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت سندھ دینی وعلی

فیصل آباد

## کتابیات

قرآن کریم	تفسیر روح البیان	تفسیر نیشاپوری
تفسیر بنوی	تفسیر لورامریان	تفسیر ابن کثیر
تفسیر دمنثور	تفسیر روح المعانی	تفسیر عرسل البیان
تفسیر جبین	تفسیر احمدی	تفسیر کبیرہ امرامزی
تفسیر احسانات	تفسیر ضیاء القرآن	تفسیر ابن جریر
تفسیر طبری	تفسیر عبدالرزاق	تفسیر مظہری
تفسیر لیبی متصل	تفسیر ضیاء القرآن	تفسیر ابن عباس
تفسیر جلالین شریف	تفسیر جمل	تفسیر عزیزی
تفسیر نسیمی	سخن داری	بغدادی شریف
مسلم شریف	جامع الترمذی	ابوداؤد شریف
ابن ماجہ شریف	نسائی شریف	الحاکم نسائی
المستدرک للحاکم	المصنف لابن شیبہ	مسند اظہار دین للحدادی
بدی الساری شرح بخاری	عمدة القاری شرح بخاری	فتح الباری شرح بخاری
اسنن الکبریٰ للبیہقی	مسند امام احمد	کنز العمال
مسند ابی یعلیٰ	مختلوفہ شریف	امید ان الکبریٰ
الحاکم نسائی	بیان امید واندوئی ابن ابی حازی	موند اعروسی ابن ابی حازی
مطالع المسرات لفقہ	تاریخ نقیبین	تاریخ نقیبین
شرح تصدیقہ لخواجہ ہوتی	ابن کثیر لہدائی	الرحالہ السنیہ



دارقلمت	معانی الدنوت	دراصل الدنوت
شرح خلاصی الفتاوی	جامع الاما	الفتاویٰ العظمیٰ
لمحمد علی بن ابی حمزہ	کتاب السعفی	تذکرہ الامجدین
لمحمد علی بن ابی حمزہ	تاریخ الامجدین	انوار الہدیٰ
شرح تصدیق الہادی	اصناف السید و الملک و الہدیٰ	مصنف عبد الرزاق
جمع الزوائد	جمع الاما مع السعفی	شواہد الدنوت از علامہ جامی
احوال ابن ابی حمزہ	الدریۃ المسمیٰ	الدرر العظمیٰ
برس الازف السعفی	چند علی اکبرین	انوار محمدیہ
مختصر الشہدہ	الدرر السعفی	فتاویٰ حدیثیہ
سیرت حدیثیہ	نور الدنوت	الدرر السعفی
تعلیٰ الہدیٰ	کتابات الامامہ	الدرر السعفی
بہار النور	المسند العظمیٰ	الدرر السعفی فی مولد النور
موضوعات کبر علی القاری	تاریخ الامجدین	تاریخ الامجدین
الامام ابو القریب القاری	الطبقات الکبریٰ	تاریخ و مشق ابن مسعود
الکافی السعفی	تاریخ بقرہ الخطیب	المواہب اللدیہ
ازرقانی شریف	کتاب النور لابی الفتح	المواہب اللدیہ
ماہیت و سیرت از شیخ متقی	حدیث العظمیٰ	انوار الہدیٰ فی مولد البشیر و ولدہ
اصول المساعیات از شیخ متقی	مظاہر حق	فتاویٰ فیض الرسول
جامع الاما فی شفاہد سیدہ امین	درہ التاج	جامع الاما
جامع الحق	سلسلہ سعید ابن مسعود	نور الہدیٰ
چشم بینا، الفتی کی شرعی مشیت	اصول الکلام	ہدیہ الحرمین

جذب القلوب	شرف الہدیٰ	سنان النور
شامی شریف	توت القلوب	مستطاب حدیث
کتاب الاما لکشی علی	امام الکبیر السعفی	مختصر سیرت رسول
بہار علما از قاضی	سیرت و سیرت امامین	سیرت و سیرت امامین
بہار علی سادق سیاحی	سیرت و سیرت امامین	اکرام محمدی مولوی عبد الستار
احسن الاما امامہ السعفی	ترجمہ مولوی محمد قاضی	ترجمہ مولوی مسعودی
ترجمہ مولود الحسن	ترجمہ مولوی محمد قاضی	اشہاد الہدیٰ
نور الہدیٰ امامہ السعفی	الافاضات السعفی	بہار الاما و القاضی
نور الہدیٰ امامہ السعفی	اشہاد العظمیٰ	تذکرہ الشہدہ
فتاویٰ رشیدیہ	سیرت شامی	تاریخ اہل حدیث
رسالہ الاما	اہل حدیث و امرت	انوار محمدی اہل حدیث
آداب نبوت قاری طیب	عطر النور	ادب المؤمنین از قاضی
اشرف الاما	احسن القصص	نسبت باسب بنت
یوسف زلیخا	جامع الصغیر	اشرف السعفی
الصدوق الحرق	برق سوزان	روایت الشہدہ
کتاب الدرر السعفی فی الاما الشریف	حاشیہ علی	طہرانی کبیر و الاما
اصناف الاما	تعلیٰ الحق	مصاحف الاما
سیرت محمدیہ ترجمہ و اسب لکشی	القول الہدیٰ	حیات القلوب
اسنی المطالب فی حیاة الی جانب	سلسلہ الہدیٰ و امرت	



## وجہ تالیف

براہِ رطریقت جناب محمد حنیف انصاری صاحب ایک مصلوب مذہبی رجحان رکھتے ہیں اور ان کے عشقِ رسول میں دن بدن فروغ اس لیے بھی ہو رہا ہے کہ وہ اکثر وقت درود شریف کے پاکیزہ ورد سے اپنی زبان کو تر رکھتے ہیں تو ان کے درجات میں ترقی کو دیکھ کر بہت سے بد عقیدہ لوگ خواہ مخواہ ان سے الجھا کرتے ہیں اور وہ اپنے طور پر دلائل کے اہار لگا کر ان کے دانت کھٹے کیا کرتے ہیں۔

یہ غالباً اس لیے بھی کہ وہ گدائے آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف اور سنگ حضرت سرکار نقش لاٹانی قدس سرہ النورانی علی پوری ہونے کے ساتھ ساتھ شہنشاہِ اقیم عشق رسالت حضرت تاجدارِ بریلی شاہِ امام احمد رضا خان الملقب بہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی اس فرمودہ حق بات پر مکمل عمل پیرا رہتے ہیں کہ

ذکر ان کا چھیڑے ہر بات میں  
چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے  
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا  
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

گزشتہ دنوں کچھ گستاخانِ رسول بد مذہب لوگوں سے انصاری صاحب کا مباحثہ ہو گیا تو انہوں نے حسبِ عادت ایک طاقتور مناظر کی طرح میدان مارا اور پھر اس کے بعد جب فقیر سے ملاقات ہوئی تو گر مجبوشیِ شدید سے یہ تقاضہٰ جدید کیا کہ میں ”میلا و مصطفیٰ“

کے موضوع پر ایک مدلل کتاب تحریر کروں بالخصوص اس میں ”اولیتِ نورِ مصطفیٰ“ حضور علیہ السلام کا باعثِ تخلیق کائنات ہونا، ان عنوانات کو مستند کتابوں اور ہتھافضائے گستاخان رسالت بخاری شریف سے ثابت کیا جائے تو فقیر نے چند اوراقِ حوالہ قلم کیے ہیں جس میں بالخصوص درج ذیل عنوانات:

- (۱) کیا صرف بخاری شریف ہی حدیث کی کتاب ہے؟
  - (۲) اولیتِ نورِ مصطفیٰ قرآن و حدیث کی روشنی میں
  - (۳) حضور علیہ السلام باعثِ تخلیق کائنات ہیں
  - (۴) ضعیف روایات فضائل کے باب میں معتبر ہیں وغیرہ وغیرہ
- و دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عشق و محبت سے تحریر کردہ کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میرے لیے ذریعہٴ نجات و توشیحہٴ آخرت بنائے۔ آمین

محمد مقبول احمد سرور  
فیصل آباد

## کیا صرف بخاری شریف ہی حدیث کی کتاب ہے؟

وہابی حضرات ہر دعویٰ کی دلیل بخاری شریف سے دکھانے کا مطالبہ کرتے ہیں ان سے فقیر کا یہ سوال ہے کہ کیا صرف بخاری شریف ہی حدیث کی کتاب ہے؟ اس کے علاوہ پانچ کتب جن کا شمار صحاح میں ہوتا ہے کہ وہ احادیث کی کتب نہیں ہیں؟ علاوہ ازیں سینکڑوں کتب احادیث کیا قابلِ اعتماد نہیں ہیں؟

موطا امام مالک، مسند امام عقیلم جو کہ بخاری سے پہلے مدون ہو چکی ہیں کیا ان کی ذخیرہ کتب احادیث میں کوئی اہمیت نہیں ہے؟ جبکہ موطا کی شرح خود کتب اہل حدیث کے علامہ نواب وحید الزماں نے تحریر کی ہے۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ بخاری شریف ہے ایسا کہنا کہاں تک درست ہے؟ یہ قانون کس نے وضع کیا ہے؟

کیا یہ قرآن کی کسی آیت سے قانون بنا ہے؟

حدیث کی کسی روایت سے وضع کیا گیا ہے؟

کسی صحابی کے قول سے یا صحابہ کے اجماع سے یہ قانون بنایا گیا ہے؟

اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے تو پھر اس پر اتنا زور کیوں دیا جاتا ہے؟

حالانکہ بخاری شریف میں بھی ضعیف روایات موجود ہیں کیونکہ ان کی اسناد میں جہی، قدری، رافضی اور مرجہ عقائد کے راوی موجود ہیں اور ایسے راوی بھی ہیں جو منکر الحدیث، داعی اور داعی تھے جیسا کہ ہدی الساری مقدمہ فتح الباری میں ابن حجر عسقلانی

نے اس کی وضاحت کی ہے مثلاً:

(۱) باب الاستنجاء بالماء کے تحت امام بخاری نے ایک روایت اس سند کے ساتھ ذکر کی ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مُعَاذٍ وَأَسْمَةَ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ الْحَدِيث (بخاری شریف جلد اول ص ۲۷)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے: عطاء بن ابی میمونہ اس کے بارے میں خود امام بخاری فرماتے ہیں کہ

عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ أَبُو مُعَاذٍ مَوْلَى أَنَسٍ وَقَالَ يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ وَكَانَ يَرَى الْقَدْرَ .

(کتاب المغازی، صفحہ ۲۷۱)

یعنی یہ شخص عقائد قدریہ کا حامل تھا۔ (تذکرہ المحدثین ص ۲۱۲)

(۲) اسی طرح امام بخاری نے کتاب المغازی میں ایک حدیث ذکر کی ہے:

حَدَّثَنِي عَبَّاسُ وَالْوَحِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ أَيُّوبَ ابْنِ عَائِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مَسْلَمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ ابْنَ شَهَابٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . الْحَدِيث (بخاری جلد ثانی ص ۲۲۳)

اس روایت میں ایک راوی ہے: ایوب ابن عائذ اس کو بھی امام بخاری نے خود مرجئی لکھا ہے فرماتے ہیں: "ایوب بن عائذ الطائی کان یروی الارجاء۔"

(کتاب المغازی، صفحہ ۲۵۳)

ایوب ابن عائذ الطائی عقائد مرجہ کا حامل تھا۔ (تذکرہ المحدثین ص ۲۱۲)



### مقام حیرت

حافظ ذہبی، ایوب بن عائد کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ

وكان من المرجحة قال له البخاري وأورده في الضعفاء  
لأرجائه والعجب من البخاري يغمزه وقد احتج به .

(کتاب الضعفاء، الصغیر ص ۲۵۲)

امام بخاری نے ایوب بن عائد کو مرجحہ قرار دے کر اس کا شمار ضعیفاء میں کیا ہے اور حیرت ہے کہ اس کو ضعیف قرار دے کر پھر اس سے استدلال بھی کرتے ہیں۔ (تذکرۃ المحققین ص ۲۱۳)

(۳) اسماعیل بن ابان کوئی ایک راوی ہے اس کے بارے میں امام بخاری فرماتے ہیں کہ  
اسماعیل ابن ابان عن هشام بن عروة منروك الحديث كنيته  
ابو اسحاق كوفي . (حدی الساری جلد ثانی ص ۱۵۱)

اسماعیل بن ابان جو هشام بن عروہ سے روایت کرتا ہے متروک الحدیث ہے۔  
(تذکرۃ المحققین ص ۲۱۲)

اس متروک الحدیث راوی سے امام بخاری نے اپنی تصحیح (البخاری) میں متعدد احادیث روایت کی ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

اسماعیل ابن ابان الوراق الكوفي احد شيوخ البخاري ولم  
يكثر عنه . (کتاب الضعفاء، الصغیر ص ۲۵۲)

اسماعیل بن ابان الوراق کوئی امام بخاری کے اساتذہ میں سے ایک ہیں اور  
امام بخاری نے ان سے بہت زیادہ احادیث روایت نہیں کی ہیں۔

ان کے علاوہ زبیر بن محمد التیمی، سعید بن عروہ، عبد اللہ بن ابی لبید، عبد الملک بن  
امین، عبد الوارث بن سعید، عطاء بن السائب بن یزید، خمس بن منہال یہ تمام  
راوی ضعیف ہیں اور کتاب الضعفاء الصغیر میں امام بخاری نے ان کے ضعف کی

تصریح کی ہے اس کے باوجود صحیح بخاری میں ان لوگوں کی روایات کو درج کیا ہے۔

(۴) شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ

ضعیف لوگوں سے روایت کے علاوہ کبھی امام بخاری سے سند (حدیث) میں  
راویوں کے نام کے سلسلے میں بھی خطا واقع ہو جاتی ہے چنانچہ امام بخاری نے  
”اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة“ کے تحت ایک حدیث اس  
سند کے ساتھ وارد کی ہے کہ

حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن  
ابيه عن حفص بن عاصم عن عبد الله بن مالك بن يحيى قال  
ابن . (اصح البخاری جلد اول ص ۹۱)

اس سند کے بیان میں امام بخاری سے دو غلطیاں واقع ہوئی ہیں ایک تو یہ کہ  
نحسبہ عبد اللہ کی والدہ کا نام ہے نہ کہ مالک کی اور امام بخاری نے اسے مالک کی  
والدہ قرار دیا ہے دوسری یہ کہ آگے چل کر فرماتے ہیں:

سمعت رجلا من الازد يقال له مالك بن يحيى ان رسول الله  
صلى الله عليه وسلم رأى رجلا الحديث .

اس حدیث دانشوں نے مالک سے روایت کیا ہے حالانکہ یہ حدیث مالک کے  
بیٹے عبد اللہ بن مالک سے مروی ہے مالک تو مشرف بہ اسلام بھی نہیں ہوئے  
تھے۔ مسلم نسائی ابن ماجہ نے بھی اس سند کو بیان کیا ہے لیکن ان کی سند میں یہ  
غلطیاں نہیں ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ

الروهم فيه موضعين احدهما ان يحيى والد عبد الله لا مالك  
وقالیهما ان الصحبة والرواية لعبد الله لا لمالك .

(فتح الباری ج ۲۹)



اس روایت میں دو جگہ وہم ہے اول یہ کہ تحسینہ عبد اللہ کی والدہ ہے نہ کہ مالک کی ثانی یہ کہ صحابی اور راوی عبد اللہ ہیں نہ کہ مالک۔ (تذکرہ المجتہدین ص ۲۱۵)  
(۵) سند کے علاوہ نفس حدیث کے متن میں بھی امام بخاری سے کافی تسامح واقع ہوئے۔  
سطور ذیل میں ان میں سے بعض غلطیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

کتاب الزکوٰۃ میں امام بخاری نے ایک حدیث وارد کی ہے:

عن عائشة ان بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلن  
للسبی صلی اللہ علیہ وسلم اینا اسرع بک لحوقا قال اطول لکن  
یدا فاحذوا قصبة یدرعونها فكانت سودۃ اطولھن یدا فاعلمنا  
بعدا انما كانت طول یدھا الصدقة وکانت اسرعا لحوقا بہ  
صلی اللہ علیہ وسلم وکانت تحب الصدقة .

(بخاری شریف جلد اول ص ۱۹۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی ازواج میں سے کون سب سے پہلے آپ کے ساتھ واصل ہوگی؟ فرمایا: جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے یہ سن کر سب اپنے اپنے ہاتھ ماپنے لگیں اور ان میں لمبے ہاتھ سودہ کے تھے اور بعد میں ہم کو معلوم ہوا کہ ہاتھوں کی لمبائی سے مراد صدقہ ہے اور سودہ کا سب سے پہلے انتقال ہوا اور وہ صدقہ سے محبت رکھتی تھیں (یعنی صدقہ کثرت سے دیا کرتی تھیں)۔

اس حدیث کے جملہ ”کانت اسرعا لحوقا بہ“ میں ”کانت“ کی ضمیر سودہ کی طرف راجع ہے جس کا مفاد یہی ہے کہ آپ کے بعد ازواج مطہرات میں سب سے پہلے سودہ کا وصال ہوا اور یہ بات تمام اصحاب سیر اور ارباب تاریخ کی شہادت سے قطعاً باطل ہے کیونکہ آپ کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بنت

تجش کا ۲۰ ہجری میں وصال ہوا اور حضرت سودہ کا وصال تو اس کے بہت بعد ۵۴ ہجری میں ہوا ہے۔ (عمدة القاری ج ۸ ص ۲۸۲) اس حدیث میں راوی سے زینب کا لفظ چھوٹ گیا ہے عبارت یوں ہونی چاہیے تھی: ”و کانت زینب اسرع لحوقا بہ“ صحیح مسلم میں یہ جملہ اس طرح ہے:

کانت زینب اطول یدا لانھا کانت تعمل وتصدق .

حضرت زینب لمبے ہاتھ کی تھیں اس لیے کہ وہ زیادہ صدقہ دیا کرتی تھیں۔

بہر حال یہ امام بخاری کا کام تھا کہ وہ اس راوی کی روایت کو اپنی صحیح میں درج کرتے جس کی روایت میں یہ تاریخی غلطی نہیں ہوئی جیسا کہ امام مسلم نے کیا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ایک طویل بحث کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس روایت میں ابو عوانہ کو وہم ہوا ہے۔ (فتح الباری جلد چہارم ص ۲۹)

(تذکرہ المجتہدین از علامہ امام رسول سعیدی شارح صحیح مسلم ص ۲۱۵-۲۱۶)

(۶) باب احوال المرأة علی غیر زوجہا کے تحت امام بخاری نے یہ حدیث وارد کی ہے کہ

عن زینب بنت ابی سلمۃ قالت لما جاء نعی ابی سفیان من الشام دعت أم حبیبۃ بصفرة فی يوم الثالث من الحديت .

(بخاری شریف جلد اول ص ۱۷۰)

زینب بنت ابی سلمہ کا بیان ہے کہ جب شام سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر آئی تو حضرت ام حبیبہ نے تین دن کے بعد سوگ ختم کر دیا۔  
اس حدیث میں امام بخاری نے یہ بیان کیا ہے کہ ابوسفیان کی وفات کی اطلاع شام سے آئی تھی حالانکہ یہ بات تاریخی طور پر قطعاً غلط ہے کیونکہ با اتفاق مؤرخین ابوسفیان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا تھا چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

..... قال اسی وجہ سے بعض مفسرین نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے اور حافظ ابوبکر بیضاوی نے کہا ”اس آیتان کے صحیح مسلم سے بڑھ کر کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے“۔ (تذکرہ المجتہدین ص ۲۰۶)







فی رواية معمر فجلد الوليد اربعين حلدة وهذه الرواية اصح من رواية يونس والوهم فيه من الراوى۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۵۷)  
معمر کی روایت میں ہے کہ ولید کو چالیس کوڑے لگائے گئے اور صحیح تر روایت یہی ہے اور اس روایت میں راوی کو وہم لاحق ہوا ہے۔  
حافظ بدرالدین عینی بھی (عمدة القاری ج ۶ ص ۲۰۳ پر) یہی تحریر فرماتے ہیں۔

(۹) باب ما ذکر فی الاسواق کے تحت امام بخاری نے مذکور ذیل حدیث وارد کی ہے:

عن ابي هريرة الدوسي قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم في طائفة النهار لا يكلمني ولا اكلمه حتى اتى سوق بني قينقاع فجلس بفناء بيت فاطمة۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۲۸۵)  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم عبدہا خیرہ وسلم دن کے وقت گھر سے باہر نکلے میں اور آپ دونوں خاموش تھے یہاں تک کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے صحن میں جا کر بیٹھ گئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ کا گھر بنی قینقاع کے بازار میں تھا حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں تھا بلکہ ان کا مکان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے مکانات کے درمیان تھا ناقول کو اس روایت میں وہم ہوا ہے صحیح مسلم کی روایت میں یہ وہم نہیں ہے اس میں اس طرح ہے کہ

حتى جاء سوق بني قينقاع ثم انصرف حتى اتى فناء فاطمة .  
یعنی حضور بنو قینقاع گئے بازار تشریف لائے پھر واپس تشریف لے گئے حتی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صحن میں داخل ہوئے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال الداؤدی سقط بعض الحديث عن النافل او ادخل حديثاً في حديث لان بيت فاطمة ليس سوق بني قينقاع انهي وما ذكره او لا احتمالاً هو الواقع۔ (فتح الباری ج ۵ ص ۲۳۵)

داؤدی نے کہا کہ ناقل سے حدیث کے بعض الفاظ ساقط ہو گئے یا اس نے ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کر دیا کیونکہ حضرت فاطمہ کا مکان بنو قینقاع کے بازار میں نہیں تھا علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ داؤدی نے جو پہلا احتمال ذکر کیا ہے (یعنی ناقل سے بعض الفاظ ساقط ہو گئے) اصل میں وہی واقعہ ہے۔ مزید تفصیل کے لیے عمدة القاری ج ۱۱ ص ۲۳۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(تذکرۃ المحدثین ص ۲۱۹-۲۱۸)

(۱۰) امام بخاری نے تقصص الحائض المناسك كلها الا الطواف کے عنوان سے ایک باب ذکر کیا ہے اور اس کے تحت تعلیقا یہ حدیث لائے ہیں:

كان النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل احيائه۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۴۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔  
اس حدیث کو بیان کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جنسی شخص اور حائضہ عورت قرآن کریم کی تلاوت کر سکتے ہیں حالانکہ یہ بات شرعاً ممنوع ہے چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہیں کہ

اراد البخاري بابا هذا وبما ذكره في هذا الباب الاستدلال على جواز قراءة الجنب والحائض لان الذكر اعم من ان يكون بالقول او بغيره۔ (عمدة القاری ج ۳ ص ۱۷۴)

اس حدیث کو بیان کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جنسی شخص اور حائضہ عورت قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں کیونکہ ذکر عام ہے اور قرآن وغیر قرآن



دونوں کو شامل ہے اور حافظ ابن حجر اس باب کے تحت لکھتے ہیں کہ  
ان مراده الاستدلال علی جواز قراۃ الحائض والمجنب .  
(فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۲)

اس حدیث سے امام بخاری کی مراد حائضہ اور جنبی کی قرأت قرآن پر  
استدلال ہے۔ (تذکرہ المحدثین ص ۲۲۰-۲۱۹)

اس ساری بحث سے ہماری مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا ان کی کتاب الصحیح  
البخاری کو تنقید کا نشانہ بنانا نہیں ہے بلکہ جو لوگ بات بات پر صحیح بخاری سے دلیل  
کے خواہاں ہوتے ہیں ان سے سوال کرنا مراد ہے کہ تم جو کہتے ہو صرف بخاری شریف ہی  
سے دلیل دکھاؤ کیونکہ وہ ہی صحیح کتاب حدیث ہے تو تسامح و اغلاط تو اس میں بھی موجود  
ہیں اگرچہ وہ تمہارے نزدیک قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے تو باوجود اغلاط و  
تسامح کے اس سے دلیل مانگتے ہو تو دوسری کتب احادیث تمہیں کیوں قابل قبول و لائق  
حجیت معلوم نہیں ہوتیں جبکہ مسلم شریف کو بھی بعض مغاربہ نے سب کتابوں سے صحیح شمار  
کیا ہے اور جامع الترمذی کہ جس کی ہر ہر حدیث کے بعد امام ترمذی نے اس حدیث کا  
پایہ و مرتبہ بھی بیان فرمادیا ہے باقی تمام کتب احادیث کو تم قابل قبول اور لائق حجیت تسلیم  
کیوں نہیں کرتے بالخصوص جس موضوع پر ہم آئندہ اوراق میں تحریر کرنے والے ہیں وہ  
فضائل نبوی کا موضوع ہے اور جن محدثین نے کتاب اللہ کے بعد بخاری کا قانون وضع  
فرمایا ہے انہوں نے ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ ضعیف روایات بھی فضائل کے ابواب میں  
قابل قبول ہیں لیکن تم اپنے مطلب کا قانون تو تسلیم کرتے ہو اور دوسرے قانون کو  
جھٹلاتے ہو کیا یہی انصاف ہے؟

ع بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

## فضائل کے باب

### میں ضعیف روایات بھی قابل قبول ہوتی ہیں

(۱) حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ارشاد فرمایا:

من بلغه عن اللہ عز وجل شیء فیہ فضیلۃ فاحذ بہ ایماناً بہ  
ورجاء ثوابہ اعطاه اللہ تعالیٰ ذلک وان لم یکن کذلک .

(کنز العمال ج ۱۵ ص ۹۱ نمبر ۲۳۱۳۲۰)

جسے اللہ تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور  
ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا  
فرمائے اگرچہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

(۲) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا:

من بلغه عن اللہ عز وجل شیء فیہ فضیلۃ فاحذ بہ ایماناً بہ  
ورجاء ثوابہ اعطاه اللہ ذلک الثواب وان لم یکن ما بلغہ

حقاً۔ (الموسمات لابن الجوزی ج ۳ ص ۱۵۳)

جسے اللہ تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچی وہ اپنے یقین اور اس  
ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ ثواب عطا



کرے اگرچہ جو حدیث اسے پہنچی حق نہ بھی ہو۔

(۳۳) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما جاءكم خيس مني قلته او لم اقله فاني اقول له وما جاءكم عني من شر فاني لا اقول الشر۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۳ ص ۶۷۷)

جو تمہیں میری طرف سے اچھی بات کا حکم پہنچے خواہ میں نے وہ بات کہی ہو یا نہیں تو تم یہ سمجھو کہ وہ بات میں نے کہی ہے اور جو میری طرف کوئی بُرا حکم منسوب کرے سن او! میں بُری بات کا حکم نہیں دیتا۔

(۳۴) حضرت حمزہ بن عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں حطیم کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان! ہمیں حضور سے حدیث پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کوئی حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اس حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عزوجل اسے وہ ثواب عطا فرمائے اگرچہ وہ حدیث باطل ہو۔“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ای ورب هذه البلدة اله مني وأنا قلته۔

ہاں! اس شہر کے رب کی قسم! بے شک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے

فرمائی ہے۔ (الذوالکلیبی بحوالہ جامع الاحادیث جلد ۱ ص ۶۶۹)

(۵) حضرت ابو حمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من بلغه عن الله تعالى فضيلة فلم يصدق بها لم ينلها۔

جسے اللہ تعالیٰ سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ مانے اس فضل سے محروم رہے گا۔ (مسند ابی یوسف ج ۳ ص ۲۸۷)

مندرجہ بالا روایات سے سورج کی طرح ظاہر ہو گیا کہ فضائل میں ضعیف روایات بھی قابل قبول ہوتی ہیں اور جو انہیں تسلیم نہ کرے وہ فضل سے محروم رہتا ہے۔

تو جب فضائل اعمال یا فضائل انبیاء و اولیاء میں وارد احادیث قبول کرنا نہ قبول کرنے سے بہت زیادہ فضیلت و اہمیت رکھتا ہے تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و مناقب میں کیوں قابل قبول نہ ہوگا۔

اور پھر حضور کے فضائل و محامد اور مناقب کے لیے ہی صحیح بخاری کی روایات کیوں طلب کی جائیں گی؟ مقام حیرت ہے کہ اپنے مولویوں کے فضائل میں تو کتابوں کی کتابیں تحریر کر دی جائیں، کوئی شرک و بدعت لازم نہ آئے اور امام الانبیاء کے فضائل و مناقب پر شرک و بدعت کے بیٹھے ہو جائیں؟ کیا کبھی کسی گستاخ رسول نے ”حیات نواب و حید الزماں وغیرہ یا اشرف السوانح“ تذکرۃ الرشید“ وغیرہ پر صحیح کی کسی روایت کی دلیل طلب کی ہے بلکہ ان کے فضائل میں تو مسئلہ نورانیت کو بھول کر مولوی رشید گنگوہی کو فوراً اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق ”میں کبھی نہیں بھولا“ کے الفاظ تحریر ہوں۔ (تذکرۃ الرشید اور ہیرت ثانی) مگر حضور علیہ السلام کے لیے دلائل از بخاری طلب کیے جائیں۔

تف ہے ایسے اسلام اور ایسے مسلمانوں پر۔



## بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ ﷺ پہلے

(۱) آیت مہارکہ رحمت

ارشاد ربانی ہے کہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پ ۱۶۷ انبیاء: ۱۰۷)

”اور (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے آپ کو تمام عالمین کے لیے

رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔“

اس آیت کریمہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام عالمین سے پہلے موجود

ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عالمین سے قبل موجود نہ ہوں تو

عالمین ان کی رحمت سے کیسے مستفیض و مستفید ہوں؟

ع جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

عالم ارواح سے عالم حشر تک بے شمار عالمین ہیں اور حضور علیہ السلام تمام عالمین

کے لیے رحمت ہیں تو آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ عالم ارواح سے بھی پہلے میرے آقا

علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود تھے۔

اللام للنفع

علماء نحو کے نزدیک حرف لام کئی معانی میں مستعمل ہے کہیں نسبت کے لیے تو کہیں

اضافت کے لیے نحو کی کتب میں متعدد معانی لکھے ہوئے ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ

”اللام للنفع“ لام نفع کے لیے بھی آتا ہے آیت کریمہ مندرجہ بالا میں عالمین پر لام

داخل ہے ”رحمة للعالمین“ تو مطلب صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والاصفات کی رحمت سے تمام عالمین نفع لے رہے ہیں اور لیتے رہیں گے میرے آقا نافع ہیں اور تمام عالمین اس نفع سے مستفید و مستفیض ہونے والے حضور علیہ السلام چونکہ نافع ہیں اس لیے محتاج الیہ ہیں اور تمام عالمین محتاج اور قاعدہ یہ ہے کہ ہمیشہ محتاج الیہ پہلے ہوا کرتا ہے اور محتاج بعد میں۔

ایک مثال

مثال کے طور پر ہر پیدا ہونے والا بچہ سب سے پہلے اپنے لیے خوراک کا محتاج

ہوتا ہے کیونکہ اگر اسے خوراک نہ ملے گی تو وہ زندہ نہیں رہ سکے گا تو خوراک اس کی زندگی

کے لیے نافع ہے اور محتاج الیہ تو اللہ تعالیٰ نے بچہ کو بعد میں پیدا فرمایا اور اس کی پیدائش

سے پہلے اس کی والدہ کے پستانوں میں اس کی خوراک کا انتظام فرمادیا اس مثال سے

ثابت ہوا کہ محتاج الیہ پہلے اور محتاج بعد میں ہوا کرتا ہے۔

قرآن کریم سے مثال

دیکھئے! انسان اپنی زندگی کے لیے چھت فرش پانی دانہ وغیرہ کا محتاج ہے تو اللہ

تعالیٰ نے انسان کو بنانے سے پہلے یہ سب کچھ بنا کر انسان کو پیدا فرمایا اور اسے جتلا کر

ارشاد فرمایا:

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ

السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ (پ ۱۱۲ البقرہ: ۲۲)

”وہی (اللہ تعالیٰ) جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا (فرش) اور آسمان

کو چھت بنایا اور اتارا آسمان سے پانی (بارش) اور نکالا اس کے ساتھ

تمہارے لیے رزق پھلوں سے۔“

غور فرمائیے! آیت کریمہ ”هَذَا“ میں ضمیر ”لَكُمْ“ پر بھی لام داخل ہے اور وہ بھی



نفع کا فائدہ دے رہا ہے، یعنی تمہارے نفع کے لیے زمین کو فرش آسمان کو چھت بنایا اور تمہارے نفع کے لیے آسمانوں سے زمین پر بارش برسا کر پھل پیدا کیے تاکہ تمہارا رزق (خوراک) مہیا ہو سکے۔

تو انسان بعد میں بنا کیونکہ محتاج تھا اور زمین آسمان پھل وغیرہ پہلے بنائے کیونکہ محتاج الیہ تھے اسی طرح عالمین بعد میں بنے کیونکہ رحمت مصطفیٰ کے محتاج تھے اور حضور علیہ السلام پہلے تخلیق ہوئے کیونکہ محتاج الیہ تھے۔

اب عالمین میں ہرشی داخل ہے زمین و آسمان جن و انسان حور و ملک غرضیکہ عالمین کا ذرہ ذرہ عالمین کو شامل ہے تو یہ سب کچھ بعد میں اور حضور اس سب کچھ سے پہلے۔

فرشتہ تھا نہ آدم تھا نہ ظاہر تھا خدا پہلے

بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے (ﷺ)

غور فرمائیے! یہی لفظ عالمین اللہ تعالیٰ نے اپنے بیان ربو بیت کے لیے ارشاد فرمایا۔

رب العالمین اور رحمۃ للعالمین

ارشاد بانی ہے کہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (پ ۱ الفاتحہ)

”تمام تعریفات اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام عالمین کا پالنے والا ہے۔“

تو عالمین اس کی ربو بیت کے محتاج تھے اور ربو بیت ذات خدا محتاج الیہ اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز کے پہلے اور سب کچھ بعد میں اور جو جو چیز عالمین کی اس کی ربو بیت سے مستفید ہو رہی ہے وہ وہ چیز عالمین کی نبی رحمت کی رحمت سے مستفیض ہو رہی ہے۔

اگر رب ہو کر کوئی ہستی ہر چیز سے پہلے ہے تو وہ ذات خدا ہے  
اگر رحمت ہو کر کوئی ہستی ہر چیز سے پہلے ہے تو وہ ذات مصطفیٰ ہے

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی

ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی

اب اگر کوئی بیوقوف شخص یوں کہے کہ معاذ اللہ عالمین پہلے تھے اور رب بعد میں تو اس کا یہ قول شرعاً عقلاً نقلاً ہر طرح سے باطل ہوگا کیونکہ جو عالم بھی اس کی ربو بیت سے پہلے متصور ہوگا وہ اس کی ربو بیت سے مستفیض نہ ہو سکے گا اور کسی بھی عالم کا اس کی ربو بیت سے مستفیض نہ ہونا محال ہے اسی طرح اگر کوئی بے عقل یوں کہے کہ عالمین پہلے اور رحمت مصطفیٰ بعد میں تو اس کا یہ قول بھی مردود ہوگا کیونکہ جو عالم بھی ذات مصطفیٰ علیہ السلام سے پہلے متصور ہوگا وہ حضور علیہ السلام کی رحمت سے مستفیض نہ ہو سکے گا اور یہ امر محال اور آیت کریمہ رحمت کے خلاف ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

عالمین کی تفسیر

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ  
ان المراد من العلمین جمیع الخلق وهو صلی اللہ علیہ وسلم  
رحمة لكل منهم الا ان الحفظ متفاوتة وبشترك الجميع  
فی انه علیہ السلام سبب لوجودهم بل قالوا ان العالم كله  
مخلوق من نوره صلی اللہ علیہ وسلم. (روح المعانی پ ۷۷ ص ۱۰۰)  
عالمین سے تمام مخلوق مراد ہے اور واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالمین میں  
سے ہر ایک کے لیے رحمت ہیں لیکن ہر ایک کا حصہ رحمت مختلف ہے البتہ



اس بات میں تمام شریک ہیں کہ سب کے وجود کا سبب آپ کی ذات ہے بلکہ صوفیاء نے فرمایا ہے کہ تمام عالم کا ظہور حضور کے نور سے ہوا ہے۔  
ملا علی قاری کہتے ہیں کہ

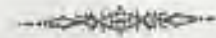
فان العلمین لا شک انه حقیقة فیما سواہ (شرح شفاء من ۳۷)

حقیقۃ علمین کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شے پر ہوتا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ اللہ کی ذات پاک کے سوا سب کچھ عالمین میں شامل اور رحمت

مصطفویہ کا محتاج ہے لہذا سب کچھ بعد میں بنا ہے اور ذات مصطفویہ و حقیقت محمدیہ سب سے پہلے ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے  
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے



## آیت کریمہ میں لفظ ”رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ اور وہابیہ دیانہ کی لن ترانیاں

ہم نے ”رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ کی تشریح و توضیح لفظ ”رَبِّ الْعَالَمِينَ“ سے کی اور اس طرح شان مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء اجاگر کرنے کی اپنی سی کوشش کی مگر دیوبندی وہابی اس حقیقی شان کو بھی گھٹا کر پیش کرنے کے لیے پرتو لگتے ہیں اور لفظ ”رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ کے متعلق بھی معاندانہ انداز بیان رکھتے ہیں اس مقام پر صاحب تفسیر نعیمی علامہ مفتی افتخار احمد نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ و تفسیر ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ

”قرآن مجید میں کیسی شان کی طرز بیانی ہے کہ اپنی ربوبیت عالمینی کا چرچا و تذکرہ اپنے محبوب اور محبوب کی اُمت کی زبان سے کروایا کہ اے بندو! تم کہو: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“ مگر اپنے حبیب کی رحمت عالمینی کا چرچا اور تذکرہ خود فرمایا وہاں بھی تمام جہانوں کا ذکر اور یہاں بھی تمام جہانوں کا ذکر فرما کر بتا دیا کہ جہاں تک میری ربوبیت کی وسعت ہے وہیں تک میرے حبیب کی وسعت رحمت ہماری شہنشاہی ہمارے نبی کی وزارت مصطفائی ہے نہ ربوبیت سے کوئی جگہ خالی نہ رحمت سے اظہار ربانیہ عالمینی کے لیے بھی پوری ایک مکمل آیت اور اظہار رحمتہ عالمینی کے لیے بھی ایک مستقل آیت یہ فائدہ دونوں جگہ عالمین فرمانے سے حاصل ہوا مگر اتنی صاف واضح آیت و کلام کے باوجود وہابی دیوبندی اپنا جلا پا عداوت نبوت حسد بغض گستاخی جہالت بلکہ اوجہلیت چھپانہ سکے آیت تو بدل نہ سکے چونکہ وہ مخالفت الہی میں ہے البتہ



ترجمہ و تفسیر میں عقر بنی ڈنگ اور احمقانہ نشر چلائی دیئے چنانچہ تھانوی صاحب ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

اشرف علی تھانوی

اور ہم نے ایسے مضامین نافذ کرے کر آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں یعنی مکلفین پر مہربانی کرنے کے لیے۔ (ترجمہ تھانوی طبع تاج کبئی)

عاشق الہی میرٹھی

میرٹھی وہابی ترجمہ اس طرح کیا گیا:

اور ہم نے دنیا جہان کے لوگوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(عاشق الہی میرٹھی طبع تاج کبئی)

محمود الحسن دیوبندی

محمود الحسن وہابی صاحب اس طرح ترجمہ کرتے ہیں:

اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر جہان کے لوگوں پر۔ (ترجمہ محمود الحسن)

مولوی مودودی

مودودی صاحب وہابی ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

اے محمد! ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت

ہے۔ (مودودی تفسیر)

دیگر وہابی تراجم

اور ہم نے تم کو دنیا والوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔ (وہابی ترجمہ)

چار طرح کی خیانت

ان (تراجم) میں چار طرح خیانت اور بدعتی ہے عام طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہ

فقط جلاپا اور حسد کی عداوت ہے۔

پہلی خیانت: آیت کے الفاظ میں دنیا جہان کا لفظ نہیں ہے۔

دوم: آیت میں مکلفین لوگوں کا لفظ نہیں ہے یہ صرف انسانوں کو کہا جاتا ہے۔

سوم: بنا کر بھیجا آیت میں بنا کر کا لفظ نہیں ہے اس خیانت نے بتایا کہ نبی کریم

پہلے رحمت نہیں تھے جب بعثت ہوئی تب رحمت بنے۔

چہارم: دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہیں یہ الفاظ آیت میں نہیں۔

اس ترجمے کا مضمون ہے کہ نبی کی ذات بالکل رحمت نہیں ان کو بھیجنا ہماری رحمت

ہے اگر آیت کا یہی مقصود یہاں ہوتا تو ”رحمة منا“ ہوتا میں کہتا ہو: اگر یہاں عالمین

کا ترجمہ اپنی بدعتی اور خیانت سے ”دنیا والے مکلفین کرنا ہے“ یا یہ کہنا ہے کہ ”اور کسی

بات کے واسطے نہیں“ تو رب العالمین میں بھی عالمین کا ترجمہ صرف دنیا والوں اور مکلفین

لوگوں کا رب کہو اور آدھی جہنم کیوں لیتے ہو پوری جہنم حاصل کرو بہر کیف یہ علمی جہالت

نہیں بلکہ حسد و عداوت کی جہالت ہے۔ (تفسیر فیسی ج ۷ ص ۵۳۳-۵۳۵)

فقیر المحتاج ابی المولیٰ القدر محمد مقبول احمد سرور عرض کرتا ہے کہ آیت کریمہ کا یہ

ترجمہ کرنا کہ ”دنیا جہان کے لوگوں“ اور پھر یعنی کے لفظ سے اس ترجمہ میں اپنی رائے

داخل کرنا کہ ”یعنی مکلفین پر مہربانی کے لیے“ صراحۃً قرآن وحدیث کی مخالفت اور تفسیر

بالرائے کے مترادف ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا نَكَاةً لِلنَّاسِ۔ (پ ۲۲ سہ ۲۸)

”اور اے محبوب! ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام

آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔“

اب اس آیت میں بلا قید مکلفین اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کی رسالت کو عامۃ

الناس کے لیے ثابت فرمایا تو اس رسالت کو مکلفین سے مقید کرنا قرآن کریم کی اس نص

قطعی کی سراسر مخالفت نہیں تو اور کیا ہے ایسے ہی رب العالمین کی وضاحت سورۃ والناس کی



آیت: "میں موجود ہے ارشادِ ربّانی ہے کہ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (پ ۳۰ ص ۱۰۰)

"اے محبوب! آپ فرمادیجئے کہ میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ہے۔"

اب تھانوی اور ذریت تھانویہ سب مل کر بتائیں کہ کیا اللہ تعالیٰ صرف مکلفین ہی کا رب ہے؟ کیا وہ دیوبندیوں، وہابیوں، سکھوں، ہندوؤں، عیسائیوں، بدعت مت، یہودیوں، نصرانیوں و دیگر غیر مکلفین کا رب نہیں ہے؟

کیا چنڈ پرند، حیوانات وغیرہ کا رب کوئی اور ہے معاذ اللہ؟ اور کیا یہ عقیدہ شریک نہیں ہے؟ اور پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ

ارسلت الی الخلق كافة۔ میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۹) (مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۱۱) (سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۳)

تو کیا نبی کریم علیہ السلام کی رسالت و رحمت کو صرف مکلفین تک محدود کرنا اس حدیث مبارکہ کی صریح مخالفت نہیں اور بیکاران و ہابیہ و دیابہ کے حکیم الامت کے تعصب و عداوتِ نبوت پر مبنی نہیں؟ جبکہ لفظ "رب العلمین" اور "رحمة للعالمین" پکار پکار کر یہ عقیدہ بیان فرما رہا ہے کہ۔

رب نے فرمایا میری قدرت کی حد کوئی نہیں

اور میرے محبوب کی رحمت کی حد کوئی نہیں

پھر حضرت تھانوی اور ان کے تبعین بتائیں کہ سینکڑوں احادیث و واقعات جو کہ

احادیث و سیر کی کتب میں موجود ہیں کہ جانوروں نے حضور کی رحمت سے استعانت کی

اور سرکار نے ان کی دھگیری فرمائی، ہرنی، اونٹ، کبوتر، بکریاں وغیرہم سب حضور سے

طلبِ رحمت کرتے رہے اور حضور نبی رحمت ان کو اپنی رحمت سے نوازتے رہے ان سب

واقعات و احادیث کا انکار کیا ممکن ہے؟

اس سلسلہ میں خود تھانوی صاحب کی اپنی ہی کتب "نثر الطیب" بمال الاولیاء

وغیرہ ناطق ہیں مطالعہ کیجئے اور اس دورگی چال پر ماتم کیجئے کہ

ع ناطقہ سر بگڑیاں ہے اسے کیا کہئے

پھر تھانوی، میرٹھی، محمود الحسن اور مسودوی و دیگر کا یہ کہنا کہ "جہان کے لوگوں کے

لیے" یا "دنیا والوں کے حق میں" کیا صریح جہالت نہیں ہے؟ اس لیے کہ لفظ عالم نہیں

فرمایا گیا بلکہ "عالمین" فرمایا گیا ہے مگر گستاخانِ رسالت علمی طور پر جہنم ہوا کرتے ہیں اور

دوسری بات یہ ہے کہ

خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے

عقل مند آدمی اتنا تو جانتا ہے کہ آخرت میں حضور علیہ السلام کی شفاعت سے

ہمیں جنت ملے گی تو حضور دنیا و آخرت والوں کے لیے رحمت قرار پائے مگر یار لوگ اس

بات کو تب تسلیم کریں جبکہ پہلے حضور کو آخرت میں شفیع المذنبین تسلیم کریں؟

مضامین نافعہ

تھانوی صاحب کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں کہ

اور ہم نے ایسے مضامین نافعہ دے کر آپ کو اور کسی بات کے لیے نہیں بھیجا مگر دنیا

جہان کے لوگوں یعنی مکلفین پر مہربانی کرنے کے لیے۔ (تجرہ تھانوی ملبورہ ج ۱ ص ۱۰۰)

تھانوی صاحب کا یہ قول بھی ان کے علمی طور پر جہنم ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ

یہ مضامین ظاہر ہے قرآن کریم کے ہی مضامین ہو سکتے ہیں اور قرآن کریم اقوالِ مصطفیٰ کا

نام ہے ارشادِ ربّانی ہے کہ

اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِهٍ (پ ۳۰ ص ۱۰۰)

"بے شک یہ عزت والے رسول کا بڑھنا (کہنا) ہے۔"

اور بقول ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا یہ قرآنِ صفت

مصطفیٰ کا نام ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ



سئلت عائشة الصديقة عن اخلافه صلى الله عليه وسلم قالت  
كان خلقه القرآن. (کنز العمال ج ۷ ص ۸۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: نبی اکرم علیہ السلام کے  
اخلاق کے متعلق تو فرمایا کہ حضور کا اخلاق قرآن ہے۔

تو ثابت ہوا کہ قرآن صفت ہے اور صاحب قرآن موصوف ہیں تو حیرت کی بات  
ہے کہ صفت مصطفیٰ (مضامین) تو نافعہ (نفع دینے والی یعنی رحمت ہوں) اور موصوف  
رحمت نہ ہو؟

ع بدیں عقل و دانش بیاہد گریت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ (پ ۵ آئیہ اسرا نکل: ۸۲)

”اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفاء اور  
رحمت ہے۔“

حیرانی ہے تھانوی صاحب کے عقیدہ پر کہ اللہ تعالیٰ تو صفت محبوب کو بھی (یعنی  
قرآن کو بھی) رحمت قرار دے اور تھانوی صاحب صاحب قرآن اور موصوف قرآن کو  
رحمت تسلیم نہ کریں اور ترجمہ میں آئیں بانی شائیں کا سہارا لے کر صرف یہ کہیں کہ  
”مکلفین کے لیے مہربانی کرنے کے لیے“ مہربانی تو عام انسان ایک عام انسان پر بھی  
کر سکتا ہے پھر خاصہ نبوت کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ عقیدہ درست یہی ہے کہ میرے آقا علیہ  
السلام کا وجود مسعود سراپا رحمت ہی رحمت ہے اور ابتداء آفرینش سے منجاء قیامت تک  
سراپا رحمت ہے انشاء اللہ ہم جیسے گنہگار جیسے اب ان کی اس رحمت سے مستفیض ہو رہے  
ہیں محشر میں بھی ہوں گے۔

ذات مصطفیٰ سراپا رحمت

مولوی مودودی صاحب ان سے بھی چند ہاتھ آگے بڑھ گئے وہ لکھتے ہیں کہ

اے محمد! ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری

رحمت ہے۔ (مودودی تفسیر)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود رحمت نہیں آپ کا تشریف لانا دراصل  
(صرف) اللہ کی رحمت ہے۔

ع اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوچھی

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں:

انسی لم ابعث لعلانا انما بعثت رحمة: انما بعث رحمة ولم

ابعث عذاباً. (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۹۱)

میں لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا میں تو (سراپا) رحمت بھیجا گیا ہوں۔

مگر مودودی صاحب کو تعصب نبوت کے اتھاہ اندھیروں میں گم ہونے کی وجہ سے  
ذخیرہ کتب میں یہ حدیث کہیں نظر نہ آئی اور ذات مصطفیٰ کو سراپا رحمت تسلیم کرنے سے  
بڑی ڈھٹائی سے انکاری ہو گئے اور آڑ پیلی کہ حضور کا آنا اللہ کی رحمت ہے۔

بھلا اس علم و عقل سے ہماری ماڈرن مفسر سے کوئی پوچھے کہ اللہ کی رحمت کا کون منکر  
ہے؟ جو تم اس قدر تفسیر بالرائے کا سہارا لے کر جہنم کا ایندھن بن رہے ہو حضور نے فرمایا:  
من فسر القرآن برأيه فليتوء مقعده من النار۔

(ترمذی مشکوٰۃ شریف ص ۳۵)

جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لے۔

منکر تو رحمت مصطفیٰ کے پیدا ہونے تھے اس لیے ذات مصطفیٰ کو رحمت قرار دیا گیا  
تاکہ ان بے ایمانوں کا رد ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ تو رحیم و رحمان ہے قرآن کی متعدد آیات اس پر شاہد ہیں اللہ تعالیٰ نے  
قرآن کریم میں اپنی ذات پاک کو رحمت قرار نہیں دیا کیونکہ وہ جبار و قہار بھی ہے ہاں  
ذات مصطفیٰ کے لیے فرمایا کہ



وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ .

”اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام عالمین کے لیے رحمت۔“

جانور کو ذبح کرتے وقت صرف اللہ کا نام لیا جاتا ہے باقی ہر جگہ اللہ و رسول دونوں کا اس کی وجہ یہی ہے کہ عند الذبح جانور پر صفت رحمت کا ظہور نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے دو وقت قہر کا وقت ہے اس لیے ارشاد ہوا کہ اس وقت میرا اور صرف میرا نام ہی لو کہو کہ میں قہار بھی ہوں میرے حبیب کا نام نہ لو کیونکہ وہ قہار نہیں صرف رحمت ہی رحمت ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شیعہ بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

(۲) آیت مبارکہ اول و آخر

ارشاد خداوندی ہے کہ

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(پ ۲۷، الحدید: ۳)

”وہی اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہی ہر شے کا جاننے والا ہے۔“

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”خداوند ہا یہ مولوی ابوالخیر میرزا کلوی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ان سے ”تجلیات“ (انوار الہیہ میرزا کلوی) کو علم و فضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے سن عقیدت ہے آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کر رہا ہوں۔ (تاریخ اشباح ص ۳۹۸)

ابا یہ نجد کے مشہور دانشور حکیم عبدالرحیم شرف ایڈیٹر المشرق لائل پور لکھتے ہیں کہ

اندھروہل کی حکمت نے تین عظیم المرتبت شخصیتوں کو پیدا فرمایا جو اس حکمت کے منہ شدہ (ہائی مائٹیا گلے منہ پر)

کہ یہ آیت کریمہ خدا بھی ہے اور نعمت مصطفیٰ بھی۔ اہل ان نبوت جلد اول ص ۷  
تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام اول بھی ہیں اور آخر بھی۔



(ابا یہ حاشیہ کثرت سے) چہرہ کو اپنی اصلی نورانیت کے جلو میں پھر سے نکال کر یہی ان حضرات نے قرآن و سنت کے تشکک سوتوں کو زسر لو چادی کر دیا اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو واقعی اسلام خداوندی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش کیے گئے تھے۔ علامہ کو بے کتاب کیا گیا ان کی اجارہ داری کو منسوخ کیا اور وہ اکاف کیا گیا کہ ان کے اقوال اس قائل و ضرور ہیں کہ انہیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے لیکن اس لائق ہرگز نہیں کہ انہیں اسلام کی تعمیر و تعمیر کے طور پر جیت شری بنایا جائے یہ عظیم تجدیدی کارنامے جن میں تین پاکیزہ نقوش نے انجا دیئے ان کے اسم گرامی یہ ہیں:

اول: حضرت شیخ احمد ربیع رحمۃ اللہ علیہ جنہیں دینا کے اسلام مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔

دوم: شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیث نبوی کے علوم کو عام کیا۔

سوم: شیخ احمد بن عبد الرحیم جنہیں عالم اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(۱۱۱) تصادم ص ۱۹۵ تاریخ ۱۹۵۳ء

ابا یہ کی اہل حدیث کا فخر نس دہلی کے خطیب استہادیہ میں ہے کہ دسویں صدی ہجری میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نشر و اشاعت قرآن و حدیث پر کافی توجہ فرمائی۔

(اہل حدیث امرتسر ص ۲۱۲ اپریل ۱۹۵۳ء)

مولوی محمد رفوی دہلوی نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ”سیدی خاتم الکائنات والحمد لمن“ لکھا ہے حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: اشباح ص ۱۵۷ ج ۱ ص ۱۹۲ء

دو بند یوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانی لکھتے ہیں کہ

بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرتے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو بار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضور کی کہلاتے ہیں انہی میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ (۱۱۱) فاضل الیوم ص ۹ ج ۱ ص ۸



## حضور علیہ السلام اول بھی ہیں آخر بھی

(احادیث)

(۱) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ عز وجل آدم اخبرہ بنیہ فجعل یری فضائل بعضهم علی بعض فرانی اسفلہم نوراً ساطعاً فقال هذا ابنک احمد هو الاول وهو الآخر وهو اول شافع واول مشفع .

(کنز العمال ج ۱ ص ۳۷۷ رقم ۳۲۰۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کیے مجھے ان سب کے آخر میں بلند نور (کی صورت میں) دیکھا عرض کی: اہی ایہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا گیا۔

(۲) سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا: "السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن" میں نے فرمایا: اے جبریل! یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں جبریل

نے عرض کی: اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے۔

وسمک بالاول لانک اول الانبیاء خلقاً وسمک بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصر وخاتم الانبیاء الی آخر اعم .

(شرح شفاء بحوالہ جامع الاحادیث ج ۵ ص ۵۰۵)

آپ کا نام اول رکھا کہ آپ سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور آپ کا نام آخر رکھا کہ آپ سب پیغمبروں سے زمانے میں مؤخر خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔

(۳) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا:

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث .

(کنز العمال ج ۱ ص ۳۲۱۲۶) اول النبیات الی قیم جلد اول ص ۶۹ تفسیر در منثور للسیوطی جلد پنجم ص ۱۸۳ تاریخ

کامل ابن عدی ج ۱ ص ۱۱۳۱۲۶۱۲۷۲ البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد ثانی ص ۳۰۷

میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔

(۴) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کنت اول الناس فی الخلق و آخرهم فی البعث .

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد اول ص ۹۶ کنز العمال رقم الحدیث ۳۱۹۱۶) کامل ابن عدی ج ۱ ص ۱۱۳۱۲۶۱۲۷۲

جامع الاحادیث جلد پنجم ص ۳۶۷

میں تمام لوگوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب سے آخر میں بھیجا گیا۔

(۵) حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



نے ارشاد فرمایا:

اتما بعثت فاتحا وخاتما۔ (صحیح بخاری ج ۹ ص ۷۷۹)

میں بھیجا گیا (باب نبوت) کھول اور بند کرتا ہوا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

فتح باب نبوت پہ روشن درود

ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: اے حبیب!

جعلتک اول النبیین خلقا و آخرهم بعثا وجعلتک فاتحا وخاتما۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸)

میں نے تمام نبیوں سے پہلا نبی آپ کو بنایا مگر ان تمام سے آخر میں مبعوث کیا اور میں نے تجھے ہی افتتاح کرنے والا اور انتہاء کرنے والا بنایا۔

(۳) آیت مبارکہ اولیت مصطفویہ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ

قُلْ اِنْ صَلَوَتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحَبَّتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(پ ۸ انعام ۱۶۲-۱۶۳)

”تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا

سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا ۝ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۝“

اس آیت مبارکہ میں لفظ ”انا اول المسلمین“ ”ہو الاول“ کے مفہوم کو واضح کر رہا ہے مطلب یہ ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اول ہیں اس لیے کہ آپ

تمام مسلمانوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں۔

مفسر بے نظیر محدث شبیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ ہماری مخلوق میں سب سے پہلے مومن حضور ہیں حضرت جبریل و میکائیل سے پہلے بھی آپ عابد بلکہ نبی تھے ”اَلْاَوَّلُ بِرَبِّكُمْ“ کے جواب میں سب سے پہلے حضور نے ”بلیٰ“ فرمایا تھا پھر اور انبیاء نے پھر دوسرے لوگوں نے۔

(تفسیر نور امر لان ص ۲۳۸ حاشیہ ۴)

مجدد الوہابیہ نواب صدیق الحسن بھوپالوی لکھتے ہیں کہ

آپ مخصوص تھے ساتھ اس بات کے کہ اول عینین تھے خلق میں اور آپ کی نبوت مقدم تھی اور آپ اپنی طینت میں منجزل تھے۔

پیش از ہمہ شاہاں غیور آمدہ

ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ

ای ختم رسل قرب تو معلوم شد

دیر آمدہ ذرا دور آمدہ

اور سب سے پہلے آپ ہی سے بیٹاق لیا گیا اور سب سے پہلے آپ ہی نے ”اَلْاَوَّلُ بِرَبِّكُمْ“ کے جواب میں ”بلیٰ“ کہا اور آدم و جمیع مخلوقات آپ کے لیے پیدا ہوئے۔

(حیات وحید الزماں المسلمینہ العصر یہ سن مولد خیر البریہ ص ۲۰ آفتاب نبوت قاری حبیب دیوبندی عطر اور دھ ص ۱۸ ذوالفقار علی دیوبندی)

چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اول المسلمین ہیں اور حقیقی میں اول ہیں اس لیے فرمایا گیا کہ ”اَلْاَوَّلُ بِرَبِّكُمْ“ ”اَوَّلُ“ شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اول... مولد داؤد غزنوی وہابی اور مولانا ابوبکر غزنوی وہابی نے نواب صدیق الحسن کو مجدد تسلیم کیا ہے۔



نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر  
وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہ  
اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔  
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر  
اسی کے جلوے اسی سے ملے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

اب ان تمام احادیث مبارکہ کی تصدیق ہوگئی جن میں نبی کریم علیہ السلام نے اپنا  
نور اول ہونا بیان فرمایا ہے کہ جبکہ آپ اول المسلمین ہیں اور صوال اول کے مصداق ہیں تو  
سب اشیاء سے پہلے آپ کا وجود نوری ہی ہو سکتا ہے اور وہ نور اول مخلوق ہے اس کا بیان  
انشاء اللہ العزیز احادیث مبارکہ کے باب میں کیا جائے گا۔

(۴) آیت مبارکہ اقرار توحید

ارشادِ ربانی ہے کہ

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰی شَهِدْنَا .

”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں! ہم نے گواہی  
دی۔“

تمام مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ

اَوَّلُ مَنْ قَالَ بَلٰی فَهُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(علاجات گزر چکے ہیں)

سب سے پہلے جس نے بلیٰ کہا وہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

گویا کہ یہ آیت مبارکہ ”اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ“ کی اور ”هُوَ الْاَوَّلُ“ کی توضیح و

۱۔ امام جمال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ

كان محمد صلى الله عليه وسلم اَوَّلُ مَنْ قَالَ بَلٰی . (الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱)

مولوی اشرف علی تھانوی نے شعر الطیب ص ۹ پر یہ حدیث درج کی ہے۔

تائید بن گئی اور یہ ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام اول مؤمن ہیں اس لیے کہ وہ تخلیق میں  
اول ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ میں وارد ہے کہ ”اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِي“ اس کا  
عنقریب انشاء اللہ العزیز بیان کیا جائے گا اس حدیث مبارکہ کو اکابرین و ہادیہ دہانہ نے  
اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ گویا کہ۔

تیرے ہی مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات تیری  
تیری ہی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات تیری

اور

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی  
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

(۵) آیت مبارکہ یشاق

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَّا اَقْبَلْتُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَ حِكْمَةٍ ثُمَّ  
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ لَتَنْصُرُنَّهُ .

(پ ۳ آل عمران ۸۱)

”اور یاد کیجئے جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور  
حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی  
تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد  
کرتا۔“

مصدق اور مصدق

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں لفظ ”مُصَدِّقٌ“ اہل علم کو بار بار دعوتِ فکر دے رہا  
ہے کہ ذرا غور کیجئے یہ لفظ جس کا مصدر ”تصدیق“ ہے اس سے اسم فاعل ہے جس کا معنی  
ہے ”تصدیق کرنے والا اور جس کی تصدیق ہوئی وہ ہے اسم مفعول یعنی ”مصدق“۔



مصدق پہلے ہوتا ہے

قاعدہ یہ ہے کہ "مصدق" پہلے ہوتا ہے اور "مصدق" بعد میں مثال کے طور پر میں یہ کہوں کہ

"میں تصدیق کرتا ہوں" زید عالم ہے۔

تو اگر میں زید سے پہلے ہوں گا تو زید کی تصدیق کروں گا اور اگر زید مجھ سے پہلے ہے میں بعد میں تو میں زید کی تصدیق کیونکر کروں گا۔

آیت کریمہ میں فرمایا گیا: اے گروہ انبیاء! یہ رسول اعظم تم سب کی رسالتوں اور نبوتوں اور کتابوں و صحائف کی تصدیق فرمائے گا تو اگر میرے آقا ان تمام انبیاء و رسل سے پہلے ہوں گے تو جیسی ان کی تصدیق فرمائیں گے اسی لیے فرمایا کہ

كُنْتَ نَبِيًّا وَاَدَمَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ وَاَدَمَ بَيْنَ السُّورِ وَالْجَسَدِ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

میں اس وقت بھی نبی تھا کہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے روح و جسد کے درمیان تھے۔

اور فرمایا کہ

كُنْتَ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ .

میں تمام انبیاء سے خلقت میں اول اور بعثت میں آخر ہوں۔

انشاء اللہ آئندہ اوراق میں یہ احادیث مکمل حوالیات و توضیحات کے ساتھ بیان کی جائیں گی فی الحال تو آیت کریمہ میں لفظ "مصدقاً" کی تفہیم مقصود ہے کہ

ع "شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

آیت کریمہ مندرجہ بالا میں یہ الفاظ بھی اولیت مصطفیٰ کو ثابت کر رہے ہیں کہ

لَتَوَكَّلْ عَلَيْهِمْ وَلَنُصْرَهُ .

تم البتہ ضرور بالضرور ان پر ایمان لانا اور البتہ ضرور بالضرور ان کی مدد کرنا۔

اب اگر ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے پہلے نہ ہو تو ان پر ایمان لانا کیسا اور ان کی مدد کرنا کیسا؟ ایمان مفصل میں ہر مسلمان یہ اقرار کرتا ہے کہ

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكِتٰبِهِ وَرَسَلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ .

میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ اس کے ملائکہ اس کی کتابوں اس کے رسولوں اس کی طرف سے اچھی بُری تقدیر پر اور موت کے بعد پھر دوبارہ اٹھائے جانے پر۔

تو اب ذاتِ باری ملائکہ کتابیں رسل عظام اور اچھی بُری تقدیر کا وجود پہلے ہے تو ان پر ایمان لایا جائے گا بصورت دیگر تو ایمان لانے کا تصور بھی محال ہوگا بالکل اسی طرح عالم ارواح میں میرے آقا پر ایمان لانے کا وعدہ تمام انبیاء سے لیا جا رہا ہے اور تمام انبیاء نے شبِ معراج آپ کے پیچھے نماز پڑھ کر اس کا ثبوت بھی فراہم فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام پہلے سے موجود تھے۔۔۔ موجود تھے تو ان کے پاس تشریف لائے۔

ہمہ انبیاء در پناو تواند

مقیم در بارگاہ تواند

تو بدر منیری ہمہ اخترند

تو سلطان مکی ہمہ لشکرند

یہی وجہ تھی کہ حضور سے قبل آخری نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی آمد کی بشارت دی۔

(۶) بشارتِ صلی علیہ السلام

ارشاد فرمایا:

وَمِمَّنْ سَبَقَ بَرَسُوْلِيْ يَّاتِيْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ اَسْمَةُ اَحْمَدَ . (پ ۶۸ الف ۶)



”اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔“

آتا وہی ہے جو پہلے موجود ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنے کی بشارت دی معلوم ہوا حضور پہلے موجود تھے۔

مبشر اور مبشر

آیت کریمہ میں لفظ ”مبشر“ پر غور کیجئے یہ بھی اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے خوشخبری دینے والا اور جس کی خوشخبری دی گئی وہ ہے ”مبشر“ (اسم مفعول) ظاہر ہے خوشخبری دینے والا یعنی مبشر بعد میں ہوگا اور جس کی خوشخبری دی جائے گی یعنی مبشر وہ پہلے ہوگا مثال کے طور پر میں ایسے کہوں کہ

لوگو! میں تمہیں زید کے آنے کی خوشخبری دیتا ہوں۔

تو زید پہلے موجود ہوگا تو آئے گا جیسا تو اس کے آنے کی بشارت درست ہوگی بالکل اسی طرح نبی کریم علیہ السلام پہلے موجود تھے تو آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری دی گئی اسی لیے میرے آقا نے فرمایا:

انا دعوة ابي ابراهيم وبشارة عيسى. (مقلد شریف ص ۵۱۳)

میں اپنے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا شمر اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں۔

لفظ ”یاتی“ پر غور کریں!

اسی طرح آیت کریمہ میں لفظ ”یاتی“ بھی اولیت مصطفویہ کو ظاہر کر رہا ہے کیونکہ آتا وہی ہے جو پہلے موجود ہو مثلاً کسی عالم دین کا اعلان ہوا کہ  
للاں علامہ صاحب آج رات خطاب فرمائیں گے۔

تو وہ علامہ صاحب خطاب کے لیے جیسی آئیں گے جبکہ پہلے زندہ موجود ہوں گے

اگر ان کا وجود ہی نہیں ہوگا تو اعلان باطل اور کذب بیانی پر مبنی ہوگا اسی طرح ”یاتی“ وہ آئیں گے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام پہلے سے موجود اور زندہ ہیں بصورت دیگر آمد کا اعلان معاذ اللہ تعالیٰ باطل اور کذب بیانی پر مبنی ہوگا اور انبیاء جھوٹ سے پاک ہوتے ہیں وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا کرتے کیونکہ اگر معاذ اللہ ان سے جھوٹ سرزد ہو تو سارے کا سارا دین ہی مشکوک ہو جائے گا اور ایسا ہو نہیں سکتا ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان جب ہی مبنی بر صداقت ثابت ہوگا جبکہ حضور علیہ السلام پہلے سے موجود ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جب بھی ذکر آمد محبوب فرمایا تو ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے مثلاً:

(۷) قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ. (پ ۶، النور: ۱۵)

”تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آ گیا۔“

پہلے موجود تھا تو آیا۔

(۸) اسی طرح فرمایا:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى. (پ ۱۰، النور: ۳۳)

”وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا۔“

پہلے کہیں موجود تھا تو بھیجا۔

(۹) ایسے ہی ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا. (پ ۲۸، البقرہ: ۲۱۳)

”وہی ہے جس نے اُمیوں میں رسول مبعوث فرمایا۔“

پہلے موجود تھا تو مبعوث فرمایا۔

یہ تمام نصوص قطعاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت پر دلالت کرتی ہیں ان کے مقابلہ میں صرف بخاری شریف کی روایات کا مقابلہ کرنا اور ان آیات مبارکہ سے اغماض برتنا اور تسامح سے کام لینا صرف جہالت ہی نہیں بلکہ انکار قرآن کے



متزاد بھی ہے اور قانون محدثین کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم کے مقابلہ میں صرف حدیث مشہورہ ہی پیش کی جاسکتی ہے دیگر تمام اقسام حدیث نص قطعی یعنی آیات قرآنی کے مقابل پیش نہیں کی جاسکتیں اگر وہابیہ اس اصول سے واقف ہیں تو انہیں بخاری سے ان آیات کے مقابل دلائل کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے۔

تمہارا قانون محتاج دلیل اور محل نظر ہے

مخالفین و معتزضین کا یہ کہنا کہ ہم صرف بخاری ہی کو مانتے ہیں کیونکہ قرآن کے بعد بخاری ہی کا درجہ ہے خود محتاج دلیل اور محل نظر ہے کیونکہ  
اولاً: بخاری کا درجہ قرآن کے بعد ہے لہذا پہلے قرآن سے دلائل لو۔  
ثانیاً: بخاری کا اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہونا قرآن کی کسی آیت سے ثابت ہے وہ آیت پیش کرو۔

ثالثاً: اگر قرآن سے ثابت نہیں تو بخاری کی ہی کسی روایت سے ثابت کرو۔  
رابعاً: اگر بخاری میں نہیں تو حدیث کی کسی کتاب سے ثابت کرو۔  
خامساً: اگر کسی صحیح سے نہیں تو ضعیف روایت سے ہی ثابت کرو۔  
سادساً: اگر قرآن و حدیث سے ثابت نہیں تو کسی صحابی کے قول سے ہی ثابت کرو۔  
سابعاً: اگر کسی صحابی کے قول سے ثابت نہیں تو کسی تابعی کے فتویٰ سے ثابت کرو۔  
ثامناً: اگر قرآن و حدیث و صحابہ کے قول یا تابعی کے فتویٰ سے ثابت نہیں تو کیا یہ قانون بدعت ہے کہ نہیں؟

تاسعاً: اگر بدعت نہیں تو دلیل دو اگر ہے تو کون سی بدعت ہے؟  
عاشرأ: اگر بدعت سیئہ ہے تو چھوڑ دو اگر حسنہ ہے تو باقی بدعات حسن کو بھی قبول کرو۔  
بَلِّغْ عَشْرَةَ كَامِلَةً۔

تم اہل سنت کے معمولات حسنہ کی مخالفت کا دھندورا صرف یہ کہہ کے پیٹتے ہو کہ یہ حضور کے دور میں نہیں تھے ہاؤ! کیا بخاری حضور علیہ السلام کے دور میں تھی؟

اگر نہیں تھی اور یقیناً نہیں تھی تو پھر یہ ترجیح بلا مرجح کیوں؟ دیگر کتب احادیث سے اعراض کس وجہ سے؟ کیا اگر کوئی حدیث بخاری میں نہیں لیکن دیگر کتب احادیث میں ہے تو اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا؟

پوری ذریت وہابیہ سے سوال

میں پوری ذریت وہابیہ کو سوال کرتا ہوں کہ ایک ایسی حدیث جو کہ بخاری ہی کیا مسلم ترمذی نسائی اور ابوداؤد میں بھی نہیں ہے صرف ابن ماجہ میں ہے کہ  
مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔ (ابن ماجہ)  
تو کیا اس حدیث مبارک کا انکار کرو گے؟ کرنا بھی چاہو تو نہیں کر سکو گے ورنہ مزدور تمہارا کچھ مر نکال کر رکھ دیں گے۔

تو اگر بخاری کے علاوہ کسی کتاب میں (ابن ماجہ میں) حدیث ہے بخاری و دیگر صحاح کی کتب میں نہیں ہے اور وہابیہ ائمہ اس کو مان رہے ہو تو پھر کیا یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عداوت کا اظہار نہیں کہ حضور کی شان کی بات آئے تو صرف بخاری بخاری کی رٹ لگاتے ہو دوسری کتب احادیث کو تسلیم نہیں کرتے۔

ہمارے نزدیک آقائے نامدار علیہ السلام کی شان حدیث کی جس بھی کتاب میں ہو وہ قابل حجت ہے اور لائق تسلیم ہے یہ تو کتب احادیث کی بات ہے ہمارے آقا و مولیٰ بانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ یا رخاں مصطفیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ میرے آقا کی شان و عظمت کی بات اگر ابو جہل بھی کرے تو تسلیم کر لو کیا تم نے یہ واقعہ پڑھایا سنا نہیں کہ ابو جہل لعین نے کہا:

اے ابوبکر! اگر کوئی کہے کہ میں آن کی آن میں رب سے ملاقات بھی کر آیا ہوں تو تم تسلیم کر لو گے؟ فرمایا: ہاں! کہنے والا کون ہے؟ اس نے کہا: وہی تیرا یا رکبتا ہے تو میرے آقا صدیق اکبر نے یہ نہیں دیکھا کہ روایت کرنے والا ابو جہل ہے بلکہ یہ دیکھا کہ بات میرے محبوب کی عظمت و شان کی ہے تو فرمایا:



لئن قال لصدقی (الرباض الصفی ج ۱ ص ۱۰۰)

اگر انہوں نے فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے۔

اس لیے ہم تو اپنے نبی کی شان جس کتاب سے بھی ملے گی اسے تسلیم کریں گے اور عین ایمان سمجھیں گے، بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کے نور سے تخلیق کے عقیدہ سے گھبراتے ہیں اور اسے شریک بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس کی آنکھیں کان ناک دیگر اعضاء ہمارے جیسے ہوں وہ ہمارے جیسا بشر ہے نور نہیں ہو سکتا اس کو نور ماننا عقیدہ ضالہ ہے معاذ اللہ! تو کیا ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر یقین نہیں ہے؟

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جس طرح چاہے پیدا کرے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

بَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پ ۶ المائدہ ۱۷)

”جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونی کو پتھر سے پیدا فرمایا اور اسے ناقہ اللہ (اللہ کی اونی) قرار دیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو بغیر والدین کے مٹی سے پیدا فرمایا اور اپنا خلیفہ قرار دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے حضرت جبریل امین کی پھونک کے وسیلہ سے پیدا فرمایا اور انہیں روح اللہ و کلمۃ اللہ قرار دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حسن تخلیق کا شاہکار ہیں کہ وہ قادر مطلق ہے جیسے چاہے تخلیق فرمائے۔

فرشتے نور سے پیدا ہوئے اور جن آگ سے

(۱) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ نَارٍ

(مسلم شریف کتاب الزہد ص ۶۰ مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۱۵۲ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۰ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۳ تفسیر و منثور للسبکی ج ۶ ص ۱۳ الہدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۵ ص ۵۵۲ تاریخ دمشق ج ۱ ص ۱۰۰)

مسارج ص ۳۳۳ خزائن اہل رقم الحدیث ۱۵۱۵۲ ج ۶ ص ۱۳۶ الحدیث عبد الرزاق ج ۱ ص ۲۲۵)

تمام فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور تمام جن آگ سے۔

روح ایک عظیم فرشتہ ہے

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

الروح ملك من الملائكة ما خلق الله مخلوقا اعظم منه فاذا

كان يوم القيامة قام وحده صفا (تفسیر بخاری ج ۵ ص ۵۱۳)

روح نامی ایک فرشتہ ہے فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑی کوئی

دوسری مخلوق نہیں بنائی جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ فرشتہ انہما ایک صف میں

کھڑا ہوگا۔

۱۔ اسی روح نامی فرشتہ (حضرت جبریل علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے پاس بھیجا تو پورا پورا وحی بشر بنا کر اس کی دوا نکھیں کان ناک وغیرہ سب کچھ ہمارے ہی جیسے تھے سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

فَازْزَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (پ ۶ مریم ۱۷)

”تو اس (مریم) کی طرف ہم نے اپنا روحانی (فرشتہ) بھیجا وہ اس کے سامنے ایک حمد رست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔“

اب یہ روح یعنی فرشتوں کے ہزار حضرت جبریل علیہ السلام انسانی صورت میں تشریف لائے تو آج تک کسی دہائی کو جرات نہیں ہوئی کہ وہ کہے کہ یہ بھی ہماری طرح کے بشر ہیں نور نہیں ہیں کیونکہ جب حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے پاس آئے تو بالکل ہماری طرح ہی ان کے ہاتھ پاؤں آنکھیں کان ناک منہ وغیرہ تھے لہذا وہ نور نہیں ہیں اگر ان کو نور کہو گے تو شرک ہو جائے گا۔

ایسے ہی صحاح ستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موجود ہے کہ ہم سرکار علیہ السلام کی بارگاہ ہے کسی پناہ میں حاضر تھے کہ

اذ طلع رجل شديد بياض الثياب وشديد سواد الشعر لا يوري عليه آثار السفر

الفتح (بخاری مسلم مخلوقہ شریف ص ۱۱)

اچانک ایک شخص نمودار ہوا انتہائی سفید لباس اور سیاہ بالوں والا اس پر کوئی سفر کے آثار نہ دکھائی دے

(ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۰)



(۳) حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(بقیہ ارشاد صحیح بخاری سے لکھتے ہیں۔)

”میں نے سو سات اجڑات کیے جب وہ ابلیس ہوا تو سرنگارنے فرمایا اسے عمر ابدی من السائل۔“

چاہئے ہو ۱۱۱ ات کرنے والا کون تھا؟

میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں تو ارشاد فرمایا:

هو جبریل فاکم بعلکم دیکم۔ (مخلوق ص ۱۱)

یہ جو میں تھے تمہیں تہذیب دین سکھانے آئے تھے۔

اسی طرح صحاح میں ایک روایت موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواقرآن کو قتل کیا تو اپنی ٹوپ کے لیے جس کی بھی طرف چلا تو فوت ہو گیا اس کی روح لے جانے کے لیے جنت و دوزخ کے مالک آسمان و زمین سے جانے کے لیے بھڑکنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ایک لاش بھیجی۔ بخاری و مسلم و ترمذی کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ:

جاء ملك في صورة آدمي فاتهم ملك في صورة آدمي۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶۲)

و فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا۔

یعنی جس طرح آدمی کے ہاتھ پاؤں آنکھیں کان ناک وغیرہ ہوتے ہیں اسی طرح اس کے بھی ہاتھ پاؤں آنکھیں کان ناک وغیرہ ہوتے تھے اس نے ان کا فیصلہ کیا۔

آج تک کسی ایسی ملامت نے فتنی نہیں دیا کہ وہ فرشتہ ہمارے جیسا بشر تھا اگر اسے نور کو گئے تو مشرک ہو جاتے اور نہ ہی اس کی نورانیت کا کسمائے انکار کیا ہے۔

نہی کریم علیہ السلام ہاں بشری میں مخلوق ہوئے تو ہر وہابی نے یہ داغ الا پاک

ابوہدیٰ دی دو تھوڑے تھے ہرے دی دو ای آ

آگاہی دی دو دو تھے میرا دی ہو

فرق کوئی دی نہیں۔

سوئے اس کے کیا کہ جاسکتا ہے کہ

ع شرم ثم کو عمر نہیں آتی

ان فی الجنة لنهر لما يدخله جبریل دخله فيخرج فينبض الا خلق الله من كل قطرة تقطر منه ملكا۔

(تفسیر درمنثور ج ۱ ص ۴۳۲ تفسیر ابی نعیم اصبغی ج ۱ ص ۴۸)

بے شک جنت میں ایک نہر ہے حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب

اس میں جا کر باہر آتے ہیں اور اپنے پر جھاڑتے ہیں تو جتنی بوندیں ان کے

نوری پروں سے گرتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر بوند سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ حضرت جبریل کے نوری غسل کی نوری بوندوں سے فرشتے

پیدا ہوں تو ان کے نور میں سرموکی واقع نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے نور سے جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق ہوں تو نور اللہ میں کی کیوں واقع ہوتی ہے؟

ع بدین مقل و دانش بہاید گریست

حضرت جبریل امین علیہ السلام کے غسل نوری کے نوری قطروں سے فرشتے پیدا ہو

سکتے ہیں تو جس کے نور سے خود جبریل تخلیق ہوئے ہوں اس نور اعظم سے تمام مخلوق پیدا

ہو تو شرک کیوں ہو جاتا ہے؟ جیسا کہ خود اس منبع نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا من نور الله وكل المخلوق من نوري۔ (مدارج النبوت جلد ۱ ص ۶۱۰)

میں نور اللہ سے ہوں اور تمام مخلوقات میرے نور سے ہے۔

(۳) بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت ہے کہ رسول مقسم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

ان لله ملكة ترعد فرائضهم من خيفته ما منهم ملك تقطر

منه دموع الا وقعت ملكا قالما يسبح۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۶۶۴ تاریخ البلد للعلیہ بعد اوی ج ۱ ص ۳۰۷ احواف السادة للہیدی ج ۱ ص ۱۲۹)

۱۲۹۸۳۶۔ ۲۹۸۳۶ ج ۱ ص ۳۶۶

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں کہ خوف خدا سے ان کا بند بند کرتا ہے ان میں

ان لله ملكة ترعد فرائضهم من خيفته ما منهم ملك تقطر

منه دموع الا وقعت ملكا قالما يسبح۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۶۶۴ تاریخ البلد للعلیہ بعد اوی ج ۱ ص ۳۰۷ احواف السادة للہیدی ج ۱ ص ۱۲۹)

۱۲۹۸۳۶۔ ۲۹۸۳۶ ج ۱ ص ۳۶۶

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں کہ خوف خدا سے ان کا بند بند کرتا ہے ان میں



۲۰ سے جس فرشتہ کی آنکھ سے جو آنسو پکٹتا ہے وہ گرتے گرتے فرشتہ بن جاتا ہے کہ کھڑا ہو کر رب العزت جل جلالہ کی تسبیح کرتا ہے۔  
(۵) حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لا تقطر عين ملك منهم الا كانت ملكا بطير من خشية الله .

(کتاب الثواب لابی الشیخ)

ان فرشتوں میں سے جس کی آنکھ سے کوئی بوند نکلتی ہے وہ ایک فرشتہ بن کر خوف خدا سے اڑ جاتی ہے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

الروح ملك اعظم من السموات ومن الجبال ومن الملكة وهو في السماء الرابعة يسبح كل يوم اثني عشر الف تسبيحة يخلق الله من كل تسبيحة ملكا يجيىء يوم القيامة صفا وحده . (تفسیر بنویں ص ۵۱۳)

روح ایک سب سے بڑا فرشتہ ہے آسمان و زمین و جبال و ملائکہ سب سے اس کا مقام چوتھے آسمان میں ہے روزانہ بارہ ہزار تسبیحات پڑھتا ہے ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے یہ روح نامی فرشتہ بروز قیامت اکیلا ایک صف ہوگا اور باقی تمام فرشتوں کی ایک صف ہوگی۔

تو فرمایا:

اگر فرشتہ کی تسبیح کے فیض سے فرشتہ پیدا ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نور کے فیض سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں تخلیق نہیں ہو سکتے؟ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی فرماتے ہیں:

تو اصل وجود آدمی از نخت  
دگر ہرچہ موجود او فرع تست

۲۱ (۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

في السماء الرابعة لنهر يقال له الحيوان يدخله الجبرئيل كل يوم فينغمس فيه انغماسه منه يخرج فينتفض انفضاضه فيخرج عنه سبعون الف قطرة يخلق الله من كل قطرة ملكا هم الذين يؤمرون ان ياتوا البيت المعمور فيصلوا فيفعلون ثم يخرجون فلا يعودون اليه ابدا ويولي عليهم احدهم ثم يؤمر ان يقف بهم في السماء موقفا يسبحون الله الى ان تقوم الساعة .

(تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۱۱۷ تفسیر ابن کثیر ج ۷ ص ۴۰۴)

چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جسے نہر حیات کہتے ہیں جبریل علیہ السلام ہر روز اس میں ایک غوطہ لگا کر پڑھتا ہے جس سے ستر ہزار قطرات جھڑکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھیں جب نماز پڑھ کر نکلتے ہیں پھر اس میں کبھی نہیں جاتے ان میں سے ایک کو ان پر افسر بنا کر حکم فرمایا جاتا ہے کہ آسمان میں انہیں ایک جگہ لے کر کھڑے ہو جاؤ وہ وہاں قیامت تک تسبیح الہی میں مشغول رہیں گے۔

(۸) حضرت علاء بن ہارون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لجبرئيل كل يوم انغماس في الكوثر ثم ينتفض فكل قطرة يخلق منها ملك . (کتاب الثواب لابی الشیخ بحوالہ جامع الاحادیث جلد پنجم ص ۶۳)

حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام روزانہ کوثر میں ایک غوطہ لگا کر پڑھتے ہیں



نور نے گھلایا بنا کے نور نوں خیر البشر  
رحمۃ للعالمین وا لقلب پایا نور نے  
مندرجہ بالا دس احادیث مبارکہ سے فرمودات مجر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
تصدیق و تائید ہو گئی کہ

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا..... اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ  
نُورِي ..... اور

يا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشياء نور نبیک من نورہ .

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور  
سے پیدا فرمایا۔

ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء مرکز نور، منبع نور، مہبط نور، محور نور، مصدر نور ہے اور  
ذات باری تعالیٰ کے نور سے خلق کی گئی ہے باقی ساری مخلوقات اس مصدر نور سے پیدا کی  
گئی ہے۔

شجر البقیۃ

صاحب جامع المعجزات علامہ الشیخ محمد الواعظ الرضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں  
کہ

آثار میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار ٹہنیوں والا ایک خوبصورت درخت پیدا  
فرمایا جس کا نام شجر البقیۃ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس درخت پر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو  
ایک طاؤس کی صورت میں بٹھا دیا تو طاؤس نے وہاں ستر ہزار برس اللہ کی تسبیح بیان کی  
اس کے بعد اللہ نے آئینہ حیا بنا کر طاؤس کے مقابل رکھا اپنے حسن و جمال کو دیکھ کر  
طاؤس نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پانچ سجدے کیے جو فرض قرار پائے۔ یہی وجہ  
ہے کہ اللہ نے حضور علیہ السلام کی امت پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ٹھہرائیں۔

جھاڑتے ہیں تو ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کیا جاتا ہے۔

(۹) حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

خلقت الملائکۃ من نور العزۃ .

(کتاب الثواب الابی الشیخ نکوالہ جامع الاحادیث جلد پنجم ص ۶۳۹)

فرشتے نور عزت سے پیدا کیے گئے ہیں۔

فرمائیے وہابی صاحب انور عزت کم تو نہیں ہو گیا؟ اگر نہیں ہوا تو نور مصطفویہ کو نور  
خدا سے مخلوق ماننے سے نور خدا کیوں کم ہو جاتا ہے؟

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اور

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

(۱۰) حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

بلغنی ان الملائکۃ روح خلقت من روح اللہ . (کتاب الثواب ایضاً)

مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ فرشتے روح ہیں جو روح ربانی سے پیدا کیے گئے

ہیں۔

اگر فرشتے روح اللہ سے پیدا ہو سکتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی نور اللہ سے  
پیدا ہو سکتے ہیں۔

مصطفیٰ کے نور میں ہے ذات باری جلوہ گر

مصطفیٰ کا نور یوں کہیے خدا کا نور ہے

اور



پھر طاؤس (نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر جب اللہ نے رحمت کی نگاہ ڈالی تو وہ شرم و حیا کے پسینہ سے شرابور ہو گیا۔

☆ اس نور کے سہارا پر مبارک کا پسینہ لے کر اللہ نے تمام ملائکہ پیدا فرمائے۔

☆ چہرہ انور کے پسینہ سے عرش 'کری' لوح 'قلم' سورج 'چاند' جناباوت نور کو اکب اور عجائبات عالم بنائے گئے۔

☆ سینہ بے کینہ کے پسینہ سے انبیاء و مرسلین علماء و کاملین اور شہداء و صالحین کی پاکیزہ بروحوں کو پیدا کیا۔

☆ پشت مبارک کے پسینہ سے بیت المعمور کعبہ بیت المقدس اور کائنات مہر کی جودہ گاہیں تخلیق کی گئیں۔

☆ ابروئے پاک کے پسینہ سے مؤمنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات پیدا ہوئے۔

☆ قدماں مبارک کے پسینہ سے مشرق و مغرب شمال و جنوب اور معدنیات و عجائبات پیدا فرما کر اللہ نے فرمایا:

”میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور! چاروں طرف دیکھو۔“

☆ آپ نے چاروں طرف دیکھا تو نور ہی نور نظر آیا یہ جلوے صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی اور حیدر کرار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے انوار کے تھے۔

☆ آپ کا نور اس کیفیت میں ستر ہزار برس تک اللہ کی تسبیح کرتا رہا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی ارواح کی کو جب نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا فرمایا تو تمام انبیاء کی ارواح نے یک زبان کہا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

☆ پھر اللہ نے عقیق احمر سے ایک قندیل بنائی اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت و نبوی میں ڈھال کر قندیل میں رکھا۔

☆ قندیل میں آپ اس طرح کھڑے رہے جس طرح نماز میں قیام ہوتا ہے تمام ارواح قندیل کا طواف کرنے لگیں رُوحوں کا یہ طواف ایک ہزار برس تک جاری رہا۔

☆ پھر اللہ نے ارواح کو حکم فرمایا کہ میرے محبوب کو دیکھو رُوحوں نے تعمیل کی ارواح میں سے جس جس نے

☆ سراقہ کو دیکھا وہ دنیا میں سلطان اور فرماں روا بن گیا۔

☆ ابروئے مبارک کو دیکھا وہ امیر عادل بن گیا۔

☆ آنکھ مبارک کو دیکھا وہ وسیع النظر اور کشادہ ظرف بن گیا۔

☆ پیشانی پر نگاہ ڈالی وہ نقاش بن گیا۔

☆ گوش مبارک کو دیکھا وہ مقبول فی الاما نام ہو گیا۔

☆ سینہ بے کینہ کو دیکھا وہ دانا و احسان کرنے والا بن گیا۔

☆ ناک مبارک کو دیکھا وہ طیب و عطر ہوا۔

☆ ہونٹ مبارک کو دیکھا وہ وزیر بن گیا۔

☆ دہن شریف کو دیکھا وہ روزہ دار بن گیا۔

☆ دانتوں کی زیارت کی وہ حسین و جمیل ہوا۔

☆ زبان مبارک دیکھی وہ بادشاہوں کا سفیر ہوا۔

☆ حلق انور کو دیکھا وہ واعظ ناصح اور مؤذن بن گیا۔

☆ ریش مبارک کی زیارت کی وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہوا۔

☆ گردن مبارک کو دیکھا وہ تاجر ہو گیا۔

☆ دست مبارک کو دیکھا وہ نخی بن گیا۔

☆ انگشت مبارک دیکھیں وہ خطاط اور خوشنویس ہوا۔

☆ شکم انور پر نگاہ ڈالی وہ صابر اور قناعت پیشہ بن گیا۔



☆ کندھوں کو دیکھا وہ عابد و زاہد بن گیا۔

☆ پاؤں مبارک دیکھے وہ مہاجر بن گیا۔

☆ ناخن مبارک دیکھے وہ قاضی مفتی یا جج بن گیا۔

لیکن جن روحوں نے آپ کو بالکل نہ دیکھا وہ یہودی نصرانی مجوسی اور فرعون ہوئے حقیقت حال کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے ”جامع الدرر“ میں اسی طرح منقول ہے۔

(جامع البحر ات اردو ص ۱۳۲۱ مطبوعہ لاہور)



احادیث مبارکہ.....

## اولیت نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

(۱) نبی مکرم ہادی عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اول ما خلق اللہ نوری۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

حوالہات: (۱) تفسیر نیشاپوری ج ۸ ص ۵۵ (۲) تفسیر روح البیان ج ۸ ص ۵۴۸ (۳) فتاویٰ فیض الرسول

ص ۲۷ (۴) تفسیر عرکس البیان ج ۸ ص ۲۳۸ (۵) تفسیر صیغی قاری ص ۱۳۰ (۶) زرقانی شریف ج ۱ ص ۳۷

(۷) مدارج النبوت فارسی ج ۲ ص ۲۸ (۸) بیان اسما و النبی لابن الجوزی ص ۲۴ (۹) مطالع الاسرار للہامی

۱۔ مطالع الاسرار میں علامہ قاسمی نے اس حدیث نقل کی ہے کہ

قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نوراً لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ من لعمدة

نورہ والملائکۃ شرر تلك الانوار وقال صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ

نوری ومن نوری خلق کل شیء۔

سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نور ہے نہ اور نوروں کی طرح اور نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی روح القدس اسی نور کی تابش ہے اور فرشتے ان نوروں کے پھول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ (فتاویٰ فیض

الرسول ص ۲۹ مطبوعہ شبیر برادر ڈالا ہور جامع الاحادیث جلد پنجم ص ۳۶۷ مطبوعہ شبیر برادر ڈالا ہور)

۲۔ وہابیوں دعوہ بندہ ہوں کے مسلمہ پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۷ مطبوعہ کراچی

میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیثیں (یعنی اول ما خلق اللہ نوری اور لولاک لما خلقت

الافلاک) کتب صحاح میں موجود نہیں ہیں مگر شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے ”اول ما خلق اللہ نوری“ کو نقل کیا

ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم! بندہ رشید احمد گنگوہی۔ (بحار فتاویٰ فیض الرسول ص ۱۹ مطبوعہ شبیر برادر ڈالا ہور)



ص ۷۱ (۱۰) شرح قصیدہ المالی ص ۳۵ (۱۱) معارج البیوت ج ۱ ص ۳۳۱ کن اول  
دیو بند کی کتب: (۱۲) معراج الوردہ شرح قصیدہ بردہ مولوی ذوالفقار علی دیوبندی ص ۲۳ (۱۳) اشہاب  
القباب ص ۳ (۱۴) فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۸ (۱۵) انشراح الطیب مولوی اشرف علی قانوی ص  
وہابی کتب: (۱۶) یک روزی مولوی ساجد دہلوی ص (۱۷) اکرام محمدی ص ۲۶۸-۲۶۹ (۱۸) کلمات  
الحدیث ج ۳ ص ۲۲۲ نواب وحید الزماں الی حدیث (۱۹) احسن المواعظ ص ۲ مولوی محمد ابراہیم دہلوی مطبوعہ  
کتب خانہ رشیدیہ دہلی طالعہ ازب (۲۰) المواہب اللدیہ ص (۲۱) تاریخ الخلفاء ص  
(۲۲) تاریخ الخلفاء ص

(۲۳) مولوی مصصام وہابی اپنی سی حرفی میں رقمطراز ہیں کہ

کاف کن دیاں منزلاں پہلیاں کن جدوں میرے نبی دی لوئی ہوئی سی  
رب لکھ چھڈ یا ختم مرسلان دا، منی آدم دی اجے نہ گوئی ہوئی سی  
مصصام اوں مردہ زمین دے بھاگ جاگے تھوڑی مدتوں پہلوں دی موئی ہوئی سی

(۲) حدیث جابر رضی اللہ عنہ

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قلت یا  
رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقه اللہ  
تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل  
الاشیاء نور فیک من نوره فجعل ذلك النور یدور بالقدرۃ  
حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذلك الوقت لوح ولا قلم  
ولا جنة ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا  
قمر ولا جنی ولا انسی فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق قسم  
ذلك السور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن  
الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة  
اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثانی الكرسي  
ومن الثالث باقی الملائكة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق

من الاول السموات من الثانی الارضین ومن الثالث الجنة  
والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء..... الحدیث بطولہ .

(۱) المواہب اللدیہ للعسقلانی ج ۱ ص ۵۵ (۲) شرح مواہب لزرقاتی ج ۱ ص ۵۵ (۳) معارج البیوت  
للحدیث دہلوی ج ۲ ص ۲ (۴) تاریخ الخلفاء لکھنوی ج ۱ ص ۲۳ (۵) سیرت حبیبہ ج ۱ ص ۳۷ (۶) مطالع  
الاسرار ص ۲۱۰ (۷) حجة اللہ علی العالمین ص ۲۸ (۸) انوار الہدیہ ص ۹ (۹) عقیدۃ الشہد ص ۱۰۰ (۱۰) فتاویٰ  
حدیثہ ص ۵۱ (۱۱) الدرر المنہج ص ۲ (۱۲) انشراح الطیب ص ۲۸ (۱۳) جامع الاحادیث جلد پنجم ص ۳۶۶  
(۱۴) امصحت لعبد الرزاق ج ۱ ص (۱۵) دلائل النبوة للبخاری ج ۱ ص (۱۶) معارج البیوت ج ۱ ص ۳۴۹  
(۱۷) حبیب اعظم ص ۲۳-۲۵

خیال رہے کہ امام عبدالرزاق، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور امام  
احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما کے دادا استاذ ہیں۔  
امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں متعدد احادیث کی روایت امام عبدالرزاق سے  
بالواسطہ کی ہے تو کیا بخاری کے دادا استاذ قابل اعتماد نہیں ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان! مجھے بتا  
دیتے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟

فرمایا: اے جابر! بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے  
تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت  
الہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا، اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ،  
فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن اور آدمی کچھ نہ تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ  
نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم،  
دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے  
سے فرشتگان حاملین عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا  
کئے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین،



تیسرے سے بہشت و دوزخ بنائے پھر چوتھے کے چار حصے کیے (الی آخر  
الحديث) حدیث طویل ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے دلائل النبوت میں شہود روایت فرمایا۔

اجلہ اند دین مثل امام قسطلانی مواہب اللدنیہ اور امام ابن حجر مکی افضل القرنی اور  
علامہ فاضل السمرات اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیلمی بکری قمی اور  
شیخ محدث دہلوی مدارج النبوت میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعدیل و اعتماد  
فرماتے ہیں۔

(جامع الاحادیث جلد ہفتم ص ۳۶۷)

بالجملہ وہ تلتی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن  
صالح مقبول معتبر ہے تلتی علماء بالقبول وہ شیء عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی  
حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔ (جامع الاحادیث جلد ہفتم ص ۳۶۷)  
علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبد الغنی ہاملی قدس سرہ القدسی الحدیث اللہ یہ شرح  
طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

قد خلق کل شیء من نورہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ورد بہ

۱۔ "من نورہ" حدیث مبارکہ میں لفظ "من نورہ" سے مخالفین نورہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی اذیت ہوتی ہے اور وہ کہا  
کرتے ہیں کہ اللہ کے نور سے نور کیسے ہو گئے کیا اس طرح اللہ کا نور کم نہ ہوا فقیر ایک مقام پر تقریر کے لیے گیا  
و یہاں ماحول تھا تو وہاں ایک دہائی مولوی نے میری تقریر کے بعد صبح دس دیا اور کہا: لوگو! اے کھواگر ایک کلونڈ منڈ سے  
آدھا کلونڈ لال لیا جائے تو باقی تلتی رو جائے گی؟ لوگوں نے کہا: باقی آدھ کلونڈ نہائے گی مولوی صاحب نے کہا:  
تورات والے مولوی نے کہا: اللہ کے نور سے نبی کا نور پیدا ہوا تو کیا گندم کی طرح اللہ کا نور کم نہ ہوا؟ خدا کی قدرت  
اس کے سامعین میں سے ایک دہائی نے کہا: مولوی سن امیر نے دادا کے زمانہ میں ایک کنواں تھا لوگ اس سے  
پانی پیتے رہے پھر میرے باپ کے دور میں بھی پانی نکالتے رہے اب میرا دور ہے لوگ اسی طرح پانی بھرتے رہتے  
ہیں لیکن کنویں کا پانی ایک پوند بھی کم نہ پڑا مولوی اچھا کیا اللہ کا نور ہمارے کنویں سے بھی کم تھا کہ نبی کا نور اس  
سے پیدا ہوا تو وہ کم پڑ گیا؟ مولوی سے کوئی جواب نہ دین پڑا اور اپنا سامنہ لے کر کھسکیا نبی خشی ہنسنے لگا جیسا کہ بات  
ہے کہ کھسکیا نبی پانی کھسا ہوئے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الحديث الصحيح .

بے شک ہر چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کی گئی جیسا کہ

حدیث صحیح میں وارد ہوا۔ (جامع الاحادیث جلد ہفتم ص ۳۶۷)

(بقیہ حاشیہ) مولوی صادق سیالکوٹی دہلوی اپنی کتاب جمال معنی میں لکھتا ہے کہ

بعض جاہل اور غالی حضور کے نور کو "نور من نور اللہ" کہتے ہیں یعنی حضور اللہ کے نور میں سے پیدا چنانچہ  
ایک موضوع حدیث بھی دیتے ہیں "انما من نور اللہ والخلق من نوری" "میں اللہ کے نور سے ہوں اور  
ساری خلقت میرے نور سے ہے یہ حدیث کسی یہودی دشمن اسلام و رسول نے گھڑی ہوئی ہے تاکہ مسلمان ایسا  
عقیدہ رکھ کر یہودیہ سے نصرانیت اور ہندو ازم کی راہ پر چلے گئیں الخ۔ (جمال معنی ص ۱۳۶)

پہلی بات تو یہ کہ یہ احادیث موضوع نہیں ہیں جیسا کہ ہم نے متعدد حوالوں سے اور تلتی علماء بالقبول کے  
کاغذوں سے ثابت کیا دوسری بات اکیا یہ تمام ائمہ شیعوں نے یہ حدیث اپنی کتب میں نقل کی ہے بقول مولوی  
صادق سیالکوٹی دہلوی اور دشمن اسلام و رسول ہیں ایک یہ مولوی اور اس کی منشی بھر فرقی (فرقہ بندی)  
مسلمان اور محبت اسلام و رسول ہے؟

میں کافر تو کافر سارے کافر ہیں

پارے ملک میں مؤمن بھی اکیلا ہے

ایسے ہی عاقبت: اندیش گستاخ ایڈ کمنٹی کے متعلق ان کا اپنا موضوع شورش کاغذی کہتا ہے کہ:

میں نہیں کہتا فلاں انت فلاں گستاخ ہے

اس قبیلے کا ہر اک بے دھرم و جواں گستاخ ہے

مولوی صادق کے پیروکاروں سے بعد مولوی صادق کے فقیر کا سوال ہے کہ تاؤ! کیا حضرت عیسیٰ علیہ  
السلام روح اللہ ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَسْمِعُ السَّمِيعُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَرَسُولُ اللَّهِ وَخَلَقَهُ ۖ يَتَّبِعُهُ إِلَىٰ مَرْثَمٍ وَيُؤْتِيهِ

يَتَّبِعُهُ (پ ۹ ص ۱۵۷)

"میں عیسیٰ مریم کی بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک نکلہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے

یہاں کی ایک روح"

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت کے مطابق روح من روح اللہ ہیں کہ نہیں اگر تمہارا جواب نفی میں ہے  
تو تم منکر قرآن ہو اگر اثبات میں ہے تو تمہیں نور من نور اللہ سے تکلیف کیوں اگر بقول قرآن عیسیٰ علیہ السلام کے  
متعلق روح اللہ کا عقیدہ درست ہے تو حضور کے متعلق نور اللہ کا عقیدہ بھی درست ہے نہ کہ یہ یہودیوں نصرانوں



ان احادیث مبارکہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور بطور مادہ تھا اور حضور کا نور اس مادہ کا حصہ یا کثرت بلکہ مطلب یہ ہے کہ نور خدا کے فیض سے نور مصطفیٰ معرض وجود میں آیا جیسا کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں ذکر کیا اور اجل ائمہ نے اس کی یہی تشریح و توضیح فرمائی ہے چنانچہ صاحب جامع الاحادیث نے امام احمد رضا علیٰ حضرت فاضل بریلوی سے یہی نقل فرمایا ہے: ”وہو ہذا“

(بقیہ حاشیہ) کوشناتی اسلام و رسول کا عقیدہ ہے بلکہ یہ قرآنی اور عثمانی رسول و پیغمبر اسلام کا عقیدہ ہے اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَلَقَدْ نَحْنُ فِيهِ مِنْ رُوحِي. (پ ۲۳ ص ۴۳)

”اور اس (آدم علیہ السلام) میں اپنی طرف کی روج چھو گئی۔“

اس آیت کرمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام میں اپنی روح پھونکی تو کیا اس سے اللہ کی روح کم ہوگئی؟ انھوں نے اللہ کی روح کیسے اور کیا اس کی روح کے حصے ہو گئے؟ اور کیا آدم روح اللہ نہ ہے؟ تو اگر آدم علیہ السلام روح اللہ بھی ہیں اور روح اللہ کم بھی نہ ہوئی اس کے حصے اور کٹے بھی نہ ہوئے قرآن اس پر شاہد عاقل ہے تو حضور کو نور اللہ کہنے سے یہ سب کچھ کیونکر ہو جاتا ہے؟ یہ انتہاء تعصب و رسالت اور عداوت محبوب علیہ السلام نہیں تو اور کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عالموں کا محبوب کا حق تھا یہی  
عشق کے بدلے عداوت سمجھتے

اور

۱۰ حبیب بیانا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر بھر

ارے تجھ کو کھائے تپ ستر ترے دل میں کس سے بخار ہے

تو جس طرح "من دوسمی" ہو سکتا ہے اور "روح منہ" ہو سکتا ہے اسی طرح من نور اللہ بھی ہو سکتا ہے جس طرح حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں اسی طرح حضور نور اللہ ہیں اور جس طرح عیسیٰ روح اللہ اور آدم من روحی کہنے سے اللہ کی روح کا کھڑا ہونا لازم نہیں آتا اسی طرح حضور کو نور اللہ کہنے سے بھی اللہ کے نور کا کھڑا ہونا لازم نہیں آتا۔

جواب تمہارا روح اللہ کے اثبات میں ہے وہی جواب ہمارا نور اللہ کے اثبات میں ہے اس مقام پر تمام علماء محدثین نے اللہ تعالیٰ کے نور کے فیض سے نور محمدی کی تخلیق کا بیان تحریر فرمایا ہے جس طرح سورج نور ہے اور اس کی روشنی تمام عالم میں پھیلی ہوئی دکھائی دیتی ہے مگر یہ روشنی سورج کا کھڑا نہیں ہے بلکہ اس کے فیض کا اثر ہے اس طرح حضور محمدی خدا کی نور کے فیض کا اثر اور سراج منیر ہیں۔

شمع سے شمع روشن ہو جانا ہے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے اس کی مثال میں کہا جاسکتا ہے لیکن اس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے جس پر چٹلی کی وہ روشن ہو گیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا مگر ٹھیک مثال کی وہاں بحال نہیں جو کہا جائے گا ہزاروں ہزار وجود پر ناقص و ناتمام ہوگا پھر یہ کہ مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابر ہی بتانے کو قرآن عظیم میں نور الہی کی مثال دی۔

گَمَشْكُورَةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ. (پ۱۸ النور: ۳۵)

”جیسے طاق کہ اس میں چہ اے ہو۔“

کہاں چراغِ قندیل اور کہاں نورِ ربِ جلیل یہ مثالِ دہاویہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ

”نور الہی سے نور نبوی پیدا ہوا تو نور الہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا۔“

اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آ جاتا، جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اس نور الہی کا کیا کہنا، نور سے نور پیدا ہونے کو نام و روشنی میں مساوات بھی ضروری نہیں، چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے، پھر کہاں وہ اور کہاں یہ علم ہیست میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کے برابر نوے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک نہیں پہنچیں گے۔ واللہ

..... سنا ہے اور اسی میں حدیث چار میں بیان ہو چکا ہے کہ چاند اور سورج حضور علیہ السلام کے نور سے پیدا ہوئے۔  
وہابی ان چاند اور سورج کو نور مانتے ہیں مگر جس نور عظیم اور قویٰ نور اللہ سے یہ چاند اور سورج جلتے ہیں اس  
نور کی ستودہ صفات کو نور نہیں مانتے یہ عجیب منطق ہے؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی  
حقیقت کو ملاحظہ فرمائیے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بھیک تیرے نام کی ہے اور استغاثہ نور کا  
لوں مجاہد چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا  
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا  
فتح دل منقولہ تم سینہ درخشاں نور کا



وجود نور مصطفیٰ آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال پہلے

(۳) نبی کریم رؤف الرحیم درہیم علیہ الخیرۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

كنت نوراً بين يدي ربي قبل خلق آدم بأربعة عشر ألف عام .  
میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار  
کے حضور ایک نور تھا۔

(۱) مؤلف اللہ علیہ السلام (۲) ذوق الی شریف ج ۱ ص ۳۹ (۳) تہذیب النصار ص ۷۶ (۴) انوار محمدیہ

ص ۵ (۵) حجتہ اللہ علی الخلیفین ص ۳۱۶ (۶) تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۳۷۰

فرشتہ تھا نہ آدم تھے نہ ظاہر تھا خدا پہلے

بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے حضور علیہ السلام نبی تھے

(۴) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم متى وجبت لك النبوة؟

قال وآدم بين الروح والجسد . (من تقيين ابا عبد عارضى الله عن ابن مسعود

الجزيرة العدد)

(۱) جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰۱ (۲) کنز العمال ج ۱ ص ۳۵۰ (۳) المسند رک للی کم ج ۳ ص ۶۶۶-۶۰۹

(۴) المصنف لابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۹۲ (۵) الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۱ ص ۹۰ (۶) انصاف السادة للذہبی

ج ۱ ص ۳۵۳ (۷) تاریخ الکبیر للبخاری ج ۳ ص ۳۷۷ (۸) المسند العقیلی ج ۳ ص ۳۰۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: حضور کے لیے نبوت کس وقت

ثابت ہوئی؟ فرمایا: جبکہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔

نوٹ: ترمذی شریف صحاح ستہ میں ایک ممتاز مقام رکھنے والی کتاب ہے مگر

وہابی کے مطلب کی نہیں ہے ایک اور حدیث پاک میں سرکارِ دو عالم نے ارشاد فرمایا کہ

جسے حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

(۵) انی مكتوب عند الله في ام الكتاب لحاتم البدين وان آدم

لمسجدل في طينته .

(۱) مسند امام احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۸ (۲) کنز العمال ج ۳ ص ۳۹۶

بے شک بالشتین میں اللہ تعالیٰ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا

اور نور آدم اپنی مٹی میں تھے۔

وہابی کہتا ہے کہ صرف لکھے تھے بالفعل نہ تھے تو اس بے غش سے پوچھئے کہ لکھے تو

تمام نبی تھے پھر اس میں امام الانبیاء کی خصوصیت کیا ہوئی نیز اس کی تائید وہ حدیث کرتی

ہے جو اس سے پہلے ہم نے بیان کر دی کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم روح و جسد

کے درمیان تھے تو اس حدیث میں بھی نبی تھے کہ آدم اپنی مٹی میں تھے کا مفہوم ظاہر و

باہر ہے اسی مفہوم کا اظہار مندرجہ ذیل حدیث پاک سے بھی ہوتا ہے۔

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم سے فرمایا: اے حبیب!

جعلتك اول النبيين خلقاً و آخرهم بعثاً وجعلتك فاتحاً

وخاتماً . (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰)

میں نے تمام نبیوں سے پہلا نبی آپ کو بنایا، خلقت کے اعتبار سے اور ان

تمام کے آخر میں آپ کو مبعوث فرمایا اور میں نے آپ کو ہی افتتاح کرنے

والا اور اختتام کرنے والا بنایا۔

(۷) مدارج النبوت میں شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے نقل

فرمایا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جعلني فاتحاً وخاتماً . (مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۶۳)

اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت و رسالت کا افتتاح کرنے والا اور اختتام کرنے والا بنایا۔

۱۔ حافظ ابن کثیر بھی وہابیوں کے مروج ہیں اور امام بھی حالانکہ وہابی غیر مقلد ہیں۔



(۸) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث .

(۱) کنز العمال: ۳۲۱۲۶ (۲) دلائل النبوة لابن تیمیہ ج ۶ ص ۶ (۳) تفسیر درمنثور للسیوطی ج ۵ ص ۸۴ (۴) الکامل لابن عدی بحوالہ جامع الاحادیث ج ۵ ص ۳۶ (۵) الاسرار المرفوعة لقاری ج ۲ ص ۲۷ (۶) البدایہ والنہایہ لابن کثیر رشتہ ج ۲ ص ۳۰۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب نبیوں کے بعد بھیجا گیا۔

(۹) عن قتادۃ رضی اللہ عنہ مرسلًا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كنت اول الناس فی الخلق و آخرهم فی البعث . (۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۱ ص ۹۶ (۲) کنز العمال: ۳۱۹۱۶ (۳) الکامل لابن عدی بحوالہ جامع الاحادیث ج ۵ ص ۳۶

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسلًا روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سب لوگوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔

(۱۰) عن ابی قلابۃ رضی اللہ عنہ مرسلًا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما بعثت فاتحًا و خاتمًا . (جمع الجوامع للسیوطی: ۷۰۰) حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے مرسلًا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھیجا گیا دریا نے رحمت کھول دی اور نبوت و رسالت ختم کرنا ہوا۔

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فتح باب نبوت پہ روشن درود ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

اور

قرون ہدی رسولوں کی ہوتی رہی  
چاند ہدی کا نکلا ہمارا نبی  
سب سے اولی و اعلیٰ ہمارا نبی  
سب سے بالا و بالا ہمارا نبی ﷺ

اے جبریل! میں وہی ستارہ ہوں

(۱۱) ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اے جبریل! ”کم عمرك“ آپ کی عمر کتنی ہے؟

عرض کیا: یہ تو مجھے خبر نہیں اتنا جانتا ہوں کہ ایک نوری تار ہزار ہزار برس کے بعد چمکتا تھا اور غائب ہو جاتا تھا وہ میں نے بہتر ہزار مرتبہ طلوع ہوتے دیکھا ہے زمین و آسمان سے پہلے فرمایا: ”واللہ انا ذلک الکو کب“ اللہ کی قسم! وہ تارا ہم ہی تھے۔ (روح البیان ج ۱۱)

بعض علماء نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے علامہ شریف سرکا کر سر مبارک دکھایا تو وہ تارا سر مبارک پر موجود تھا۔

(تفسیر فیضی مفصل ج ۱۱ ص ۷۴ سیرت علیہ جو ابراہیم بخاری کبیر بخاری)

(۱۲) جبریل سے بھی پہلے

صاحب معارج النبوت فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبریل امین علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ! جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعت وجود عطا فرمایا تو مجھے اٹھارہ ہزار سال عرش مجید کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا پھر مجھے پوچھا: ”من خلقتک“ (جبریل تجھے



شمار افراد پس میں پیچھے کی جگہ حضرت عثمان بن عفان کی بیان کی گئی ہے اور سامنے حضرت علی المرتضیٰ تشریف فرما ہیں میں نے دریافت کیا: اے اللہ! یہ پانچ افراد کتنے برگزیدہ ہیں! فرمایا: یہ میرے دوست ہوں گے جو ان کو دوست رکھے گا میں اس کو دوست رکھوں گا جو ان سے دشمنی رکھے گا میں ان سے دشمنی کروں گا ان کے دوستوں کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ان کے دوستوں کو بہشت میں اپنی رضا دوں گا اور ان کے دشمنوں کو دوزخ کی آگ میں اپنے قہر میں مبتلا کروں گا۔ واللہ الموفق للصواب

(مسوانع الادب جلد دوم ص ۲۵-۲۶ مطبوعہ مکتبہ نبویہ بیروت طبع ۱۴۱۱ھ)

نور نبی داؤس ویلے دا حدوں زمیں آسان دی نہیں سی  
نہ سورج نہ چن نہ تارے اہے آن زمان دی نہیں سی  
لوح قلم نہ عرش نہ کرسی اہے کون مکان دی نہیں سی  
اعظم آدم حوا والا اہے نام نشان دی نہیں سی  
ایک اور پنجابی شاعر فرماتے ہیں کہ

بس احدی یا فر احمدی ایہ کل پیارا کل بنیاں  
یاراں دیاں گلاں یار جانن آدم تے پیارا کل بنیاں

اس قدر دلائل سے حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول ہونا ثابت ہوا اور باقی مخلوقات کا آپ کے نور سے اور آپ کے نور میں نور اللہ ہونے کا ثبوت ملا آئندہ اوراق میں انشاء اللہ العزیز ”بے دو جہاں تمہارے لیے“ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا باعث ایجاد عالم اور سب کائنات ہونا ثابت کیا جائے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ۔

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو  
تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

کس نے پیدا کیا ہے) میں نے عرض کیا: اے پروردگار! ”من انت الواحد القہار العزيز الجبار فی الیل والنہار وانا عبد الذلیل الخاضع المتقار“ بعد ازاں پھر مجھے اٹھارہ ہزار سال کا ل کوئی خطاب نہ کیا گیا پھر دریافت فرمایا: ”من خلقتک ومن انسا“ (جبریل تجھے کس نے پیدا کیا اور میں کون ہوں؟) میں نے کہا: اے پروردگار! ”انت خالق فی وراقی ورحیمی وممیتی ووارثی وانا عبد الضعیف المسکین المستکین“ پھر اٹھارہ ہزار سال مجھے خطاب سے نہ نوازا گیا پھر مجھے خطاب ہوا اور مجھے پوچھا گیا: میں کون ہوں اور تم کون ہو؟ میں نے عرض کی: ”انت اللہ الخالق الباری وانا العبد العائد الخاضع الخاضع“ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جبریل! تم نے صحیح کہا میں نے جرات کرتے ہوئے عرض کی: اے اللہ! مجھے پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے؟ حکم ہوا: سامنے دیکھو! میں نے اس نور کے دائیں بائیں جنوب شمال نور کے ارد گرد چار ہالے دیکھے میں نے دریافت کیا: یا اللہ! یہ نور کون ہے؟ اس کی ضیاؤں سے میری آنکھیں چندھیا گئی ہیں فرمایا: یہ نور اس شخص کا ہے جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا ہے تمام فرشتوں اور دوسری مخلوقات کو صرف اسی کی برکت سے پیدا کروں گا اور اس کے وجود گرامی کو ان سب پر مشرف و مکرم بنا دیا ہے عرش کرسی لوح و قلم بہشت دوزخ اسی ہستی کے طفیل وجود میں آئیں گے۔

حبیبی و صفی و نبی و سیر نبی و خلقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔

میں نے دریافت کیا: یا اللہ! یہ چار نور کے ہالے کون ہیں؟ فرمایا: آپ کے دائیں طرف آپ کے وزیر ابابکر صدیق اکبر ہیں بائیں طرف آپ کے مشیر عمر ابن الخطاب ہیں آپ کے آگے آپ کے حبیب عثمان ابن عفان اور آپ کے پیچھے آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ ہیں رضی اللہ عنہم۔



نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باعث ایجاد کائنات ہیں

بنے دو جہاں تمہارے لیے

(۱) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ "الدرر العظیم فی مولد الکرم" کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا: اے آدم! ہم نے تمہاری کنیت ابو محمد رکھی ہے۔

عرض کیا: یا اللہ! اس کی حکمت کیا ہے؟ فرمایا: اے آدم! اپنے سر کو اٹھائیے! جب انہوں نے سر کو اٹھایا تو پردہ عرش میں نور محمدی کو دیکھ کر عرض کیا: اے پروردگار عالم! یہ نور کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یہ تیری ذریت اور اولاد میں سے ایک عظیم نبی کا نور ہے جس کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔

لولاہ لما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا۔

اگر ان کو پیدا نہ کرتا تو میں تمہیں (بھی) پیدا نہ کرتا اور نہ کسی آسمان کو پیدا کرتا نہ زمین کو۔

اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جسے امام حاکم نے روایت کیا کہ حضرت آدم نے عرش پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھا ہوا دیکھا تو پوچھا: یہ کون سی ہستی ہے؟

فرمایا: اے آدم! اگر یہ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔

(المواہب مع اللہ تعالیٰ ج ۳ ص ۴۳)

(۲) ملا علی القاری دیلمی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام دیا کہ یا محمد! لولاک ما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار وفي رواية ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنيا۔

(۱) مہذوبات کبیر ص ۵۹ (۲) مسند الفردوس الدیلمی (۳) کنز العمال ج ۱ ص ۳۳۱ (۴) انوار جمال

ص ۸۵-۱۶۹-۱۹۳

اے حبیب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا اور امین عساکر کی روایت میں ہے کہ اگر

آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

گر ارض و سماء کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو

یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(۳) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

سے روایت نقل فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی

فرمائی کہ

اے عیسیٰ! خود بھی (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم

دو کہ ان میں سے جتنے لوگ ان کے ظہور کا زمانہ پائیں ان پر ایمان لائیں۔

قلو لا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۷ ص ۷)

اگر (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور

نہ... امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ و امام ہیں جنہوں نے متعدد مرتبہ بیداری میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ

وسلم کی زیارت کی ہے علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ

علیہ نے حاکم، بیداری میں بالمشافہ صحیحہ مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

(المیزان الکبریٰ ص ۳۳۸ مطبوعہ مصر)



نہ ہی جنت و دوزخ کو۔

امام حاکم نے اسے روایت کر کے صحیح قرار دیا۔ (المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۶۷۲)

(۳) بلکہ احادیث قدسیہ میں یہ بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَوْلَاكَ لَمَا أَظْهَرْتُ الرَّبُّوبِيَّةَ . (جواہر البحار)

اے حبیب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

(۱) مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر سوم مکتوب ۱۲۲ (۲) مطر النور و ص ۷۱ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی

(۵) حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے کہ اے میرے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)!

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ .

اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

(۶) ایک اور مقام پر فرمایا:

لَوْلَاكَ يَا مُحَمَّد لَمَا خَلَقْتُ الْكَائِنَاتِ .

اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

(۱) تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۰۰ (۲) جواہر البحار ج ۲ ص ۲۹۹

(۷) ایک اور روایت میں یوں بھی ہے کہ

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاحْبَبْتُ اَنْ اَعْرِفَ فَاَخْلَقْتُ الْخَلْقَ فَخَلَقْتُ

محمداً . (۱) جواہر البحار ج ۱ ص ۲۳۶ (۲) موضوعات کبیر ص ۲۹۹

میں ایک مخفی اور سر بستہ خزانہ تھا مجھے اس امر سے محبت ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق (یعنی محمد) کو پیدا کیا۔

یہ حدیث پاک معنی صحیح ہے۔

عاشق مدینہ الحاج مولانا محمد یوسف علی گیند رحمتہ اللہ علیہ نے ترجمہ فرمادیا ہے

ایہ دھرتی نہ ہندی نہ اسماں نہ ہندا ہے پیدا نہ عرشاں دا مہمان نہ ہندا

ایہ شمس و قمر کہکشاں نہ ستارے نہ جنت نہ جنت دا سماں نہ ہندا

ایہ جلو سائے مظہر اید گلیں نظارے محمد دے ہونے نقص ہونے نہیں سداے

جے پیدا نہ ہندا محمد پیارے نہ ظاہر کدی آپ رحمان نہ ہندا

(۸) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام سے فرمایا:

اَنْتَ نُوْرٌ نُّوْرِي وَ سِرٌّ سِرِّي وَ كَنْزٌ هَدَايَتِي وَ خِزْآءُنْ مَعْرِفَتِي

فَجَعَلْتُ فِدَا لَكَ مَلَكِي مِنَ الْعَرْشِ اِلَى مَا تَحْتَ الثُّرَى (اَلِی مَا

تَحْتَ الْاَرْضِیْنَ) كَلِمَةً يَطْلُبُوْنَ رِضَائِي وَ اَنَا اَلْمَلْبُورُ بِرِضَاكَ يَا

مُحَمَّد . (جلالین ص ۱۵۱)

آپ میرے نور کا نور ہیں میرے راز کا راز میری ہدایت کا مرکز میری

معرفت کا خزانہ ہیں میں نے عرش سے تحت الثریٰ یعنی فرش تک آپ پر

قربان کر دیا تمام (لوگ) میری رضا چاہتے ہیں اور میں اے محمد! آپ کی

رضا چاہتا ہوں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

(۹) اللہ تعالیٰ نے جب اپنے محبوب علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو

فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ نُورِهِ ثُمَّ قَالَ كُونِي حَبِيبِي ..... اَنْتَ عَشْقَتِي وَ اَنَا

عَشْقُكَ .

(۱) نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۱۸ (۲) انوار رحیم ج ۳ ص ۲۵ (۳) مولد احمد ص ۱۲

پس اپنے نور سے ایک مٹھی نور کی بھری اور اسے فرمایا: تو میرا حبیب ہو جا!

..... تو میرا عشق ہے اور میں تیرا عشق ہوں۔

جب اپنے حسن کی محفل سجانے کا خیال آیا

حرم ناز سے پردہ اٹھانے کا خیال آیا



خدا کو نور جب اپنا دکھانے کا خیال آیا

محمد مکمل والے کو بنانے کا خیال آیا

(۱۰) پھر نور محمدی کو فرمایا:

یا محمد انا وانت وما سواک خلقت لاجلک .

(انور جمال مصطفیٰ ص ۱۲۵)

اے محمد! اس وقت میں ہوں اور آپ ہیں اور آپ کے سوا جو کچھ ہے میں

نے آپ کے لیے پیدا کیا ہے۔

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا

سب غایتوں کی غایت اولیٰ تھی تو ہو

سرکار علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی سے یہ اعزاز پا کر یوں سپاسنامہ عرض کیا:

اللہم انت وما انا وما سواک ترکت لاجلک .

اے مولا! تو ہی ہے میں نہیں ہوں میں نے تیرے سوا جو کچھ بھی ہے سب

کچھ تیرے لیے چھوڑ دیا۔ (۱) کنوہات شریف جلد دوم ص ۹۶۰ (۲) شرح قصیدہ بردہ

فرہادی ص ۷۷ (۳) تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۲۲ (۴) تفسیر اموی ص ۲۲۹

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

جناب محمد برائے الہی

جناب الہی برائے محمد ﷺ

(۱۱) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ یقول:

خلقت الخلق لاعرفهم کرامتک ومنزلتک عندی لولاک ما

خلقت الدنیا . (تاریخ دمشق لابن عساکر بحوالہ جامع الاحادیث ج ۵ ص ۳۴۰)

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے تمام مخلوق اس لیے بنائی کہ آپ کی

عزت اور آپ کا مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے ان پر ظاہر کروں اگر آپ نہ

ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے

چنیں و چنناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

(۱۲) امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب آدم علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! صدقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ

وسلم کا میری مغفرت فرما! رب العالمین نے فرمایا: تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے

پہچانا؟ عرض کیا: جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور مجھ میں

اپنی روح ڈالی تو میں نے اپنا سراٹھایا تو دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لکھا ہوا تھا: "لَا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ" (جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم) تو میں نے

جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے پیارا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صدقت یا آدم! لا أحب الخلق الی ادعنی بحقه فقد غفرت

لک ولو لا محمد ما خلقتک .

(۱) اسعد رک للحاکم ج ۲ ص ۶۷۲ (۲) رواہ ابی داؤد اللیثی ج ۵ ص ۲۸۹ (۳) کنز العمال: ۲۲۲۲۸

ج ۱ ص ۳۵۵ (۴) البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۱ ص ۸۱ (۵) تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵ ص ۱۳۷

(۶) الامانات السنیہ ص ۲۵۶ (۷) جامع الاحادیث ج ۵ ص ۳۲۰ (۸) التوسل الباب ۱ ص ۱۰۶

اے آدم! تو نے سچ کہا! بے شک وہ مجھے تمام مخلوقات سے زیادہ محبوب ہے

اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا

ہوں اور اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے (بھی) نہ پیدا کرتا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)



اگر نام محمد را نیا دروے شفیع آدم

نه آدم یافتے توبه نه نوح از غرق نھینا

(۱۳) سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حضور کا رب فرماتا ہے:

بے شک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزیز ہو تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کیے جاؤ بے شک میں نے دنیا و اہل دنیا سب کو اس لیے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں۔

ولولاك ما خلقت السموات والارض وما بينهما لولاك ما خلقت الدنيا.

اور اگر تم نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

(تاریخ دمشق ۱۱ بن مساکر بحوالہ جامع الاحادیث ج ۵ ص ۴۵۳)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ترجمہ فرمایا کہ

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار

وہ نہ تھے عالم نہ تھا مگر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

اور

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان انہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ساڑھے تین لاکھ سال قبل

تخلیق نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

صاحب معارج النبوت فرماتے ہیں کہ

اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ قدرت نے خود بنایا تھا اور چالیس ہزار سال اپنی نگاہ خاص میں رکھا (خمسرت طینۃ آدم بیدہی اربعین صباحا) میں نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور چالیس ہزار سال اپنی نگاہ میں رکھا لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے تین لاکھ پچاس ہزار سال پہلے اپنے نور احدیت سے پیدا فرمایا (الامن اللہ والمؤمنون منی)۔ (معارج النبوت جداول ص ۲۴۹-۲۵۰ مطبوعہ مکتبہ نبویہ کالج بخش روز لاہور)

اے آدم! اگر مصطفیٰ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا

مزید فرماتے ہیں کہ

شرح تعرف میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ سیدنا آدم (علیہ السلام) نے پایہ عرش پر کھڑے آلاء اللہ الّا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ دیکھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ ذہن و قلب میں مرتسم ہو گیا، بہشت میں داخل ہوئے تو مشرق و مغرب درود پوارا اشجار و ازھار غرضیکہ ہر طرف اسم محمد کی جلوہ فرمائیاں ہیں۔

ایک دن حضرت شیث علیہ السلام سے اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو نام محمد سے آراستہ نہ ہو حتیٰ کہ عرش و کرسی لوح و قلم مدارج جنان منازل رضوان کو اسم محمد سے مزین پاتا ہوں۔

حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے والد اکرم سے پوچھا: آیا آپ بلند مرتبت ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟ حضرت آدم علیہ السلام خاموش رہے مگر تیسری بار درو یافت کرنے پر فرمایا: بیٹا! محمد رسول اللہ کی تعریف میں میری ایک ہی بات یاد رکھ لو جو مجھے اللہ تعالیٰ نے







تمہارے بیٹے ہوں گے۔  
در بار خداوندی سے صدا آئی:

یہ بندہ میرا پسندیدہ اور حبیب ہے یہ دین حقیقت پر مبعوث ہوگا شفاعت کبریٰ کے اختیار است کا مالک ہوگا اور میرے خاص بندوں میں سے ہوگا وہ دنیا والوں کے لیے نور ہوگا جو اس نور کی اتباع کرے گا بہشت میں جگہ پائے گا آسمانوں پر اسے احمد کے نام سے پکارا جاتا ہے زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یاد کیا جائے گا مسندروں میں حاجی کے نام سے مشہور ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا: یا اللہ! مسندروں میں آپ کا نام حاجی کیوں ہے؟ فرمایا: آپ کے وجود سے کفر و شرک کی سیاہیاں محو ہو جائیں گی آپ کا زمانہ قیامت کے قریب تر ہوگا اور وہ ذکر میں اول پیغمبروں ہوگا اور بعثت میں آخرین انبیاء ہو گا۔

کوئی پیغمبر آپ سے بلند رتبہ نہ ہوگا اور کوئی امت امت محمدیہ سے اعلیٰ نہ ہوگی میرے حبیب کی امت ہمیشہ پاک ہوگی اس کا نور آسمان و زمین کے درمیان ستاروں کے نور کی طرح درخشاں ہوگا۔ (معارج النبوت جلد دوم ص ۲۸-۲۹ مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روز لاہور)

اسی طرح دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام پر نور محمدی کو جلوہ گر کیا گیا و وہ ایسا دکھائی دیا کہ اسے نورانی خلعت اور شرف و مجد کے لباس سے مزین فرما دیا گیا ہے وہ پیغام رسالت پہنچانے لگے اور اپنے ساتھیوں کو علم و حلم و رحمت و شفقت کا نور بتاتے گئے حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی امت کے مہاجر و انصار ابرار و اخیار پر اللہ کے انعامات کی بارشیں ہوتی دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دائیں ہاتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بائیں ہاتھ اور باقی انبیاء کو خدمت میں کھڑے پایا اور حضور علیہ السلام کی تعظیم میں دست بستہ دیکھا تو انبیاء مسرت سے اتنے مسکرائے کہ مشرق و مغرب آپ کی مسکراہٹ کی نورانیت سے روشن ہو گیا نہایت خوشی سے عرض کی: یا اللہ! میرے لیے بس

اتنا ہی کافی ہے کہ آپ میری اولاد سے ہیں حضرت آدم نے یہ کہتے ہوئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح و نصرت کے لیے دعا کی اور آپ کے وجود پاک پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے اظہارِ افتخار کیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(معارج النبوت جلد دوم ص ۲۹ مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روز لاہور)

تخلیق نور مصطفیٰ تمام موجودات سے نواکھ سال پہلے ہوئی

علامہ کاشفی صاحب معارج النبوت تحریر فرماتے ہیں کہ الشرف المصطفیٰ میں ابو موسیٰ مدنی نے تحریر کیا ہے کہ

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات سے نواکھ سال پہلے تخلیق کیا گیا تھا اور اس کے سلسلہ میں فراشانِ قدرت نے قرب الہی میں مناسب مقام متعین کیا تھا اور وہ نور حسب مشیتِ ایزدی اس بساطِ عالم کے گرد مصروف طواف رہا اور ایک مدت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہا اس کے بعد بارگاہِ رب الارباب سے جہدہ کا حکم ملا اور تین لاکھ سال اس جہان کے جس کا ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے لیکن اس جہان کا ایک دن یہاں کے ایک ہزار سال کے برابر ہے اس جہدہ میں مصروف رہے اور دورانِ جہدہ ان الفاظ سے خالق و مالک کو یاد کرتے رہے۔

سبحان العلیم الذی لا یعجل سبحان العلیم الذی لا یعجل

سبحان الجواد الذی لا یججل

جب خالق کائنات جل ذکرہ کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوئی کہ اس بابرکت ذات کا ظہور اس خاکدانِ عالم سے کیا جائے تو اس نے اس نور سے ایک جوہر کو پیدا فرمایا اور اس کو اپنی نظرِ قدرت سے نوازا حق سبحانہ و تعالیٰ کی نظرِ بیست سے وہ جوہر پانی پانی ہو گیا اور ایک ہزار سال تک آنکھ کی پتلی کی طرح متحرک رہا اس کے بعد اس جوہر کو دس حصوں میں تقسیم کیا اور اس کی پہلی تقسیم سے عرش کو پیدا کیا اس کی مسافت کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کے چار لاکھ پائے بنائے اور ہر ایک پائے سے دوسرے تک



ایک اور روایت کے مطابق تحریر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے درمیان (تیسری کی روایت کے مطابق) ہزار سال ہزار سال اور بعد میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی کتابت مکمل ہوئی اس لیے خالق عالم جل وعلا نے قسم سے یاد فرمایا۔  
بسم اللہ کا ثواب

اپنے عزت و جلال کی قسم! اگر امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرد ایک مرتبہ بسم اللہ تلاوت کرے تو اس کے نامہ اعمال میں سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

اس کے بعد قلم کو حکم ہوا: لکھو

انی انا اللہ لا اله الا انا محمد رسول اللہ من استسلم بقضائی  
وصبر علی بلائی وشکر علی نعمائی ورضی بحکمی کتبہ  
صدیقاً وبعثہ یوم القیامۃ مع الصدیقین ومن لم یستسلم ولم  
یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی ولم یرضی بحکمی  
فلینحتر الہا سوائی۔

بے شک میں میں ہی اللہ ہوں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں جس نے میری قضاء کو تسلیم کیا اور میری بلا پر صبر کیا اور میری نعمتوں پر شکر کیا اور میرے حکم پر راضی ہوا میں اس کو (اپنا صدیق) دوست لکھوں گا اور قیامت کے دن اس کو صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا اور جس نے تسلیم نہ کیا (میری قضاء کو) اور صبر نہ کیا میری آزمائش میں اور شکر نہ کیا میری نعمتوں کا اور میرے حکم پر راضی نہ ہوا اسے چاہیے کہ میرے سوا (کوئی اور) معبود اختیار کر لے۔

اس کے بعد یہ حکم ملا کہ بارش کے قطرے زمین کے سنگریزوں، پیڑوں کے پتوں اور بندوں کے رزق کے دانوں اور شب و روز کی تعداد لکھو اسی طرح قیامت تک پیش

فاصلہ چار لاکھ سال کی مدت رکھی دوسرے حصے سے قلم کو پیدا کیا جس کا طول پانچ سو سال کی راہ اور عرض چالیس سال کی راہ تھا۔

ایک روایت کے مطابق صد (۱۰۰) انبوب تھے اور ہر انبوب تقریباً پچاس سال کی مسافت کے برابر تھا اس کے بعد قلم کو حکم ہوا: "لکھ" قلم نے دریافت کیا: اے پروردگار! کیا لکھوں؟ خطاب ہوا: "علمی فی خلقی وما ہو کائن الی یوم القیامۃ" مخلوق کے بارے میں میرا علم قیام قیامت تک ہونے والی باتوں کے بارے میں سب کچھ لکھ دے قلم نے پھر سوال کیا کہ ابتداء کہاں سے کروں؟ رب کریم نے فرمایا: بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتداء کر قلم نے جب بسم اللہ لکھا نام الہی کی ہیبت سے اس کا قلم (قلم کا وہ پار یک حصہ جس سے لکھا جاتا ہے) شق ہو گیا اور کئی سال اسی حیثیت کے عالم میں منتقلی پر ٹھہرا رہا۔

اس کے بعد "الو حصن" کی کتابت سے مزید شق ہوا اور "رحیم" کی کتابت سے مزید انشقاق پیدا ہوا اس کتابت اور وقفہ میں مزید نو سو سال کی مدت گزری اور یہ مدت جس کا حساب لگایا جا رہا ہے اس عالم دنیا سے متعلق نہیں بلکہ جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ یہ مدت عالم آخرت کے حساب سے ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

۱۔ علامہ کاشانی کی یہ تحریر جامع الترمذی کی اس حدیث کی نقیصہ تشریح ہے جسے کاتب خان رسالت بطور انکار روایت نور مصطفیٰ پیش کیا کرتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا: "اول ما خلق اللہ القلم" سب سے اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔ (جامع الترمذی) لہذا پہلے تو قلم کو پیدا کیا گیا ہے اور تم کہتے ہو کہ پہلے تو مصطفیٰ کو تخلیق کیا گیا ہے؟ اس کا جواب اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا: اے قلم! لکھ عرض کیا کہ کیا لکھوں؟ تو فرمایا: جو کچھ دو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھ تو ہم عرض کرتے ہیں: وہ "مساکین" ایسی جو کچھ ہو چکا تھا وہ کیا تھا؟ ظاہر ہے کہ وہی نور مصطفیٰ تھا جس کی تخلیق اس سے قبل ہو چکی تھی۔ دوسرا عقیدہ اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو علم ماکان وما کان الی یوم القیامۃ سب کا سب عطا فرمایا تھا جیسا تو فرمایا کہ جو کچھ ہوا وہی اور جو تا قیام قیامت ہو گا وہ بھی لکھ تو ان بے عقل و باہیوں سے کوئی بوجھے اگر نور مصطفیٰ سے تخلیق شدہ قلم کو باری تعالیٰ علم، کائنات و مایکون عطا فرما سکتا ہے تو اس محبوب کو کیوں نہیں عطا کر سکتا جس کے نور سے قلم بھی بنا۔ یہی بحث علامہ کاشانی تحریر فرما رہے ہیں۔



آنے والے واقعات کی تعداد بھی لکھ ڈالو۔

قلم کو عظمت مصطفیٰ علیہ السلام کا صلہ

کتاب اظہار میں لکھا ہے کہ جب قلم نے نام نامی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لکھا تو بارگاہِ احدیث میں سرسجود ہو گیا اور ایک ہزار سال جہدہ میں پڑا رہا اس کے بعد سر اٹھایا اور بارگاہِ رسالت میں سلام کیا تو خالقِ عالم نے حضور علیہ السلام کی طرف سے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

وعلیک السلام وعلیک منی الرحمة اوجبت لک رحمتی  
ولمن صدق به وامن به .

اور تم پر سلام اور تجھ پر میری طرف سے رحمت واجب ہو چکی تیرے لیے  
میری رحمت اور جس نے اس کی (حضور کی) تصدیق کی اور جو ایمان لایا  
اس کے لیے بھی۔

اے قلم! تجھ پر سلامتی ہو اور تجھ پر میری جانب سے رحمت ہو تو نے اپنے لیے  
جنت واجب کر لی۔ علاوہ ازیں جو حضور علیہ السلام کی تصدیق کرے اور ان پر ایمان  
لائے اس کے لیے رحمت الہی مقرر ہوگی اس دن سے سلام کرنا سنت اور جواب سلام  
فرض قرار دے دیا گیا۔

شرف المصطفیٰ کی تیسری روایت کی جانب رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس  
نور کے تیسرے حصہ سے لوح (حقیقی) کو پیدا کیا گیا، تفسیر تیسیر کے مطابق کہ لوح کو ایک  
سفید موتی کے دانہ سے تخلیق فرمایا جس کے کنارے یا قوتِ سرخ کے تھے اس کا عرض  
زمین سے آسمان تک کی مسافت کے مطابق مقرر فرمایا (طول کا اندازہ نہیں) اس کو یہ  
خصوصیت عطا ہوئی کہ باری تعالیٰ روزانہ اس کو تین سو ساٹھ بار شرفِ رؤیت عطا فرماتا  
تھا اس پر تحریر تھا:

یحییٰ میثا ویصیت حیا ویغنی فقیرا ویفقر غیا ویعز ذلیلا

ویدل علیزا .

مردہ کو زندہ فرماتا ہے اور زندہ کو موت سے ہٹنا دفرماتا ہے، فقیر کو مالدار اور  
مالدار کو فقیر کرتا ہے ذلیل کو عزت عطا فرماتا ہے اور عزت والے کو ذلت کی  
سزا عطا کرتا ہے۔

لوح کا اعلیٰ حصہ (بلند حصہ) عرشِ اعظم سے لگا ہوا ہے اور زیریں (نچلا) حصہ کو  
ایک فرشتہ تھامے ہوئے ہے جو ہر کے چوتھے حصہ سے چاند اور پانچویں سے سورج کو  
پیدا فرمایا۔ (معارج الجنات جلد اول ص ۳۳۳ تا ۳۳۶ مطبوعہ مکتبہ نبویہ تیج بخش روڈ کراچی)

چھٹے حصہ سے بہشت کو پیدا فرمایا اور اس کو اولیاء کا مسکن اور اصفیاء کی منزل قرار دیا  
اور جنت کو ان پانچ چیزوں سے آراستہ کیا: امر بالمعروف، نہی عن المنکر، سخاوت نفس،  
کبیرہ گناہوں سے اجتناب، قیام اور جو دالہی۔

ساتویں حصہ سے دن کو پیدا فرمایا اسے دنیا والوں کی زندگی کے کاروبار کے لیے  
وقف کر دیا۔

آٹھویں حصہ سے ملائکہ کی تخلیق فرمائی اور ان میں مختلف گروہ بنائے اور انہیں اپنی  
عبادت اور مومنین و مومنات کی طلبِ مغفرت کے لیے مقرر فرما دیا۔  
نویں حصہ سے کرسی کو بنایا، رخ۔

اور دسویں حصہ سے جسم محمدی کے نور کو پیدا فرمایا اور اس ذرہ سے وہ ذرہ خاکی مراد  
ہے جس سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک بنا۔

ایک اور روایت کے مطابق دسویں حصہ سے حضور کے جسم کے نور کو پیدا فرمایا اور  
اس کو عرشِ اعظم کے دائیں جانب جگہ عطا فرمائی اور اس کو چار ہزار سال تک اپنی عبادت  
دریاضت میں مشغول رکھا اللہ تعالیٰ حقیقت حال کو زیادہ بہتر جاننے والا ہے۔

(معارج الجنات جلد اول ص ۳۳۷ تا ۳۳۸)



### ایک نفیس روایت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کے بارے میں شیخ سعید گارونی نے لکھا ہے کہ

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تخلیق ہوا تو عرش الہی کے نزدیک بحر رحمت میں ایک سفید مرغ کی شکل میں چار ہزار سال تک تیرتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں ان الفاظ میں مشغول رہا:

سبحان العظیم الذی لا یجھل سبحان القدیم الذی لا یزال  
سبحان الکریم الذی لا یسعل سبحان الحلیم الذی لا  
یسجل .

جب نور مبارک بشری شکل میں جلوہ گر ہوا تو اس وقت آپ کے جسم مبارک پر چار ہزار ایک سو بیس بال مبارک تھے ہر مومے مبارک سے ایک ایک قطرہ پانی نکلا اور اس سے ایک ایک نبی کا نور پیدا کیا گیا جس سے پیغمبروں کی ارواح پیدا کی گئیں۔ (معارف المنون جلد اول ص ۳۳۸)

سب نبی نور محمد سے ہوئے ہیں پیدا  
اسی دریا سے ہوئیں نہریں یہ جاری ساری

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

”بیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا“

روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ خدائی اپنی ظاہر کروں تب سارے جہان سے پہلے نور مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کیا پس وہ نور مثل ستون کے بلند ہوا اور چمکا اور اللہ پاک کو سجدہ کیا الحمد للہ الحمد للہ پڑھتا رہا تب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس واسطے ہم نے تم کو پیدا کیا کہ شروع خلقت کی تم سے کروں گا اور خاتمہ پیغمبری

کا تم پر ہے اور بعد تمہارے کوئی نبی قیامت تک نہ ہوگا پھر حق تعالیٰ نے آپ کے نور سے لوح و قلم عرش و کرسی اور بہشت و دوزخ اور چاند سورج اور جو کچھ اس میں ہے پیدا کیا پھر قلم کو حکم دیا کہ عرش پر لکھ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ .

قلم نے جس وقت یہ کلمہ لکھا اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت سے ہزار برس تک سجدے میں پڑا رہا پھر جب ہوٹس میں آیا سر اٹھا کر کہا یا رب! محمد کون ہے؟ کہ جس کا نام تیرے نام کے بعد لکھا ہے ارشاد ہوا کہ اے قلم! ادب سے بول ادب سے قسم ہے اپنے جاہ و جلال کی انہیں پیدا کیا میں نے جہان کو آلا بخاطر اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جب قلم نے یہ خطاب باعتاب سنائیت سے پھٹ گیا اور بلند آواز سے پکارا:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله .

(بہار غلد مصنف مولوی اشرف علی تھانوی ص ۳۳۸ مطبوعہ کتب خانہ)

”قلم تو ذکر محبوب سن کر جذبات سے پھٹ گیا وہاں پہلے تمہارے جگر کیوں نہیں پھٹتے۔“

سبحان اللہ! کیا انداز عشق رسالت تھا اور اس میں انداز حسن خطابت! اللہ اکبر۔ فقیر سرور

تھانوی صاحب کے اس اقتباس سے مندرجہ ذیل اسوہ ثابت ہوئے:

(۱) سب سے اول اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تخلیق فرمایا

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمام مخلوقات کی ابتدا ہوئی

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے لوح و قلم عرش و کرسی جنت و دوزخ چاند سورج اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کیا گیا

۱۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ شہنشاہ خطابت حضرت علامہ صاحبزادہ الفخر رآسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ عام طور پر جب ان روایات کو بیان فرماتے کہ قلم حضور علیہ السلام کے فضل و کمال و محامد سن کر پھٹ گیا تو ایک جملہ فرماتے کہ سارا مجمع عشق رسالت سے لبریز ہو کر عرش عرش کراہتا وہ فرما دیا کرتے:



(۴) سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے پیدا کیا گیا  
(۵) قلم نے ہوا تو بلند الصلوٰۃ والسلام عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھا۔  
مگر اس تعصب کا براہو کہ جس نے انہی کی روحانی اولاد سے یہ سب کچھ کفر و شرک و بدعت قرار دلوایا، گویا کہ مولوی اشرف علی تھانوی ہی اپنے روحانی فرزندوں کے فتووں کی زد میں آ گئے۔

ہم تو بڑے افسوس سے یہی کہیں گے کہ  
یوں نہ نکلیں آپ برتھی تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اور اگر تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمادیا کہ۔

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا  
بخت جاگا نور کا چمکا سترا نور کا  
اور حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیں کہ۔  
تو اصل وجود آدمی از نخست  
دگر ہرچہ موجود او فرغ تست

اور حضرت جمیل قادری کہہ دیں کہ۔

میں وہ سخی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد  
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

تو کون سا گناہ ہو جاتا ہے حضرت تھانوی بھی تو یہی کچھ تحریر فرما رہے ہیں؟

اور یہ کہنا کہ "الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ" بریلی کا درود ہے اور

مولانا احمد رضا کی ایجاد ہے کس حد تک درست ہے؟ جبکہ تھانوی صاحب کے مطابق یہ درود عرش پر قلم کا درود ہے۔

اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام

زینت عرش معلی الصلوٰۃ والسلام

تھانوی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قسم سے یہ ارشاد فرمایا:  
"اے قلم! ادب سے بول ادب سے قسم ہے اپنے جاہ و جلال کی انہیں پیدا کیا میں نے میں نے جہان کو اِلَّا بخاطر اپنے حبیب کی"۔ تو کوئی جرم نہیں ہے اور تاجدار بریلی اگر فرمادیں کہ۔

زمین و زماں تمہارے لیے کہیں و مکاں تمہارے لیے

چنیں و چنان تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے

ہم آئے یہاں تمہارے لیے انہیں بھی وہاں تمہارے لیے

تو قصر نجدیت و تھانویت و وہابیت میں اتنا شدید زلزلہ کیوں برپا ہوتا ہے اور اس کی بنیادیں کیوں کھوکھلی ہونے لگتی ہیں اور وہ دھڑام سے نیچے کیوں گرنے لگتا ہے سچ ہے میاں رسول پر قصر ایللیت بھی تو لرزہ بر اندام ہوا تھا اگر آل انہیں اپنے جد بزرگوار کی یاد تازہ کر لے تو کیا عجب ہے؟

لیکن یہ امر بالکل حق ہے کہ جب تک غلامان رسالت موجود ہیں انشاء اللہ!

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی جنہیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا

خدا اہل سنت کو آباد رکھے نبی جی کا میلا د ہوتا رہے گا

میلا د پر خوشی نہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے، وہ بانی امام و مجدد کا ارشاد

مجدد الوہابیہ نواب صدیق الحسن خان بھوپالوی رقمطراز ہیں ملاحظہ ہوا وہ فرماتے

ہیں کہ

"جس کو حضرت کے میلا د کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا

حصول پر اس نعمت کے نگرے وہ مسلمان نہیں"۔

(۱۹۱۷ء) عمر یہ بن مولد خیر امیر نواب صدیق الحسن خان بھوپالوی (۱۲)



فرمائی وہابی صاحب! کیا آپ کی جماعت اہل حدیث کے مجدد و نواب صاحب بہادر جناب صدیق اکبر بھوپالوی مشرک یا کافر یا بدعتی تو نہیں ہو گئے اور تم جو ہر وقت ان فتوؤں کا رخ غلامان رسالت کی طرف کر کے شرک و کفر و بدعت کے ہم برساتے رہتے ہو کہیں وہ سیدھے نواب صاحب پر تو نہیں برس رہے؟

اتنی نہ بڑھا پاکی دامان کی حکایت  
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اور۔

بڑے سیدھے بڑے سادھے کہیں کے  
ذرا دھبے تو دیکھو آستیں کے

وہابی صاحب! تم نے سیدھے سادھے بھولے بھالے مسلمانوں سے مناظرے، مجادلے اور مباحث کے میدان جو گرم کر رکھے ہیں ذرا سنبھل کے آنا ورنہ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں اگر تم ہمیں نہ چھیڑتے تو شاید ہم بھی خاموش رہتے۔

نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے  
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

آء مصطفیٰ (ﷺ) مرحبا مرحبا

جہنم لگانے کا ثبوت

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے شواہد النبوت اور علامہ کاشفی نے معارج النبوت دیگر محققین اہل سیر نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اجرت فرما کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے کہ

بریدہ بن الحنصیب نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے نکل گئے ہیں اور قریش نے ان میں سے ہر ایک کے قتل یا قید کرنے پر سو

اونٹ دینے کا اعلان کیا ہے، طمع میں آ کر اس نے بھی اپنے قبیلے کے ستر سوار ساتھ لیے اور ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا، بھاگ بھاگ چلا جا رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاملما جب بریدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو سرکار نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں بریدہ بن الحنصیب ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابو بکر! ہمارا کام خراب ہوا، پھر پوچھا: تم کون سے قبیلہ سے ہو؟ اس نے کہا: قبیلۃ اسلم سے ہوں، فرمایا: "اسلمنا" پھر پوچھا: کون سی قوم سے ہو؟ اس نے کہا: بنی سہم سے، فرمایا: "خرج سہمک" تیرا تیرا نکل گیا، بریدہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شیریں گفتار سنی، حیران رہ گیا، اس نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں محمد ابن عبد اللہ خدا تعالیٰ کا سچا رسول ہوں، بریدہ نے کہا: "اشہد ان لا اله الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ" اور خلوص دل سے مسلمان ہو گیا اور وہ ستر سوار بھی جو اس کے ساتھ تھے مشرف بہ اسلام ہو گئے، وہ رات بریدہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری، علی الصبح عرض کیا: "جہنم کے بغیر مدینہ میں نہ جائیے" پھر اس نے اپنی پگڑی کھولی اور نیزہ کے اوپر باندھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے روانہ ہوا۔ (۱) معارج النبوت جلد سوم اردو ص ۲۲ (۲) مدارج النبوت جلد دوم اردو ص ۱۰۵ (۳) سیرت رحمۃ اللہ علیہ قاضی سلیمان منصور پوری وہابی ج ۱ ص ۸۵ (۴) تہذیب النبی جلد سوم ص ۱۰۱ (۵) شواہد النبوت ج ۱ ص ۱۱۸ (۶) سیرت حدیث ج ۲ ص ۵۵

قاضی سلیمان منصور پوری وہابی

قاضی سلیمان منصور پوری وہابی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب سیرت رحمۃ اللہ علیہ میں اس واقعہ کو بڑے وجد آمیز پیرایہ میں تحریر کیا ہے، ملاحظہ ہوا لکھتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یثرب کو جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں بریدہ اسلمی ملا یہ اپنی قوم کا سردار تھا، قریش نے آنحضرت کی گرفتاری پر ایک سواونٹ کا انعام مشتہر کیا تھا اور بریدہ اسی انعام کے لالچ سے آنحضرت کی تلاش میں نکلا تھا، جب نبی (صلعم) کے



سمانے ہوا اور حضور سے ہمکلام ہونے کا موقع بھی ملا تو بریدہ ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہو گیا اپنی پگڑی اتار کر نیزہ پر باندھ لی جس کا سفید پھریرا ہوا میں لہراتا اور بشارت سناتا تھا کہ امن کا بادشاہ صلح کا حامی دنیا کو عدالت و انصاف سے بھرپور کرنے والا تشریف لارہا ہے۔

(سیرت رضویہ لطیفین جلد اول ص ۸۵ مطبوعہ پروگرام پبلیکیشنز اردو بازار لاہور)

عبارت محولہ بالا سے بالخصوص قاضی صاحب کے اقتباس سے یہ واضح ہوا کہ

- (۱) نبی کریم علیہ السلام کی آمد پر صحابی رسول نے جھنڈا لہرایا۔
- (۲) بشارت (خوشخبری) بھی دی کہ امن کا بادشاہ تشریف لارہا ہے۔
- (۳) ستر آدمیوں کا جلوس بھی نکالا جو کہ مدینہ منورہ میں آمد کی خوشی کا اظہار تھا۔
- (۴) سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی طرف سے ایسا کرنے کا کوئی حکم بھی ثابت نہیں البتہ کسی حکم کے یہ سب کچھ کیا۔
- (۵) نبی کریم علیہ السلام نے منع بھی فرمایا اور جو کام حضور علیہ السلام کے سامنے ہو اور آقا اس سے منع نہ فرمائیں وہ سنت تقریری ہوا کرتا ہے جس پر وہابیوں کا بھی اتفاق ہے۔
- (۶) سنت کو بدعت کہنا سراسر جہالت اور شرعی اصولوں سے ناواقفیت و ہٹ دھرمی کی دلیل ہے۔
- (۷) قاضی وہابی نے بھی بخاری کو چھوڑ کر سیرت کی کتابوں سے یہ واقعہ نوٹ کیا ہے کیا قاضی صاحب بھی قابلِ مواخذہ ہیں؟
- (۸) کیا صحابی بھی بدعتی ہو گئے معذرتاً جبکہ فرمانِ رسول ہے کہ ”اصحابی کانتحیوم باہیم اقتدیتم اھتدیتم“۔ (مشکوٰۃ)
- (۹) ثابت ہوا کہ جب اپنی پارٹی کا قائد آتا ہو تو جھنڈے لہرانے کی سنت ہے۔
- (۱۰) جھنڈا لہرانے خوشی کی علامت ہے۔

فلک عشرۃ کاملہ۔

یہ ایک امر واقع ہے

یہ امر واقع ہے کہ جب بھی کسی پارٹی کے قائدین آتے ہیں تو با تفریق کنی وہابی دعوہ بندی

جلوس بھی نکالا جاتا ہے  
راستے بھی سجائے جاتے ہیں  
لائٹنگ بھی کی جاتی ہے  
جھنڈے بھی لہرائے جاتے ہیں  
منصائیاں بھی بنائی جاتی ہیں

ہر پارٹی اپنے قائد کے لیے یہ سب اہتمام کرتی رہی ہے اور کرتی رہتی ہے۔  
افسوس اس امر پر ہے کہ اس وقت کوئی فتویٰ گردش میں نہیں آتا اور سب کچھ بلا شرائط جائز ہوتا ہے مگر جب تاجدارِ لولاک حبیب رب کائنات باعثِ تخلیق کون و مکان جلو و نورِ اول کے ظہور کا دن آئے اور حضور علیہ السلام کی پارٹی کے لوگ یہ سب اہتمام کریں تو فتووں کی مشینیں سراپا حرکت ہو جاتی ہیں اور دن رات شرک کے بم بدعت کے گولے اور کفر کے گرنیزہ برستے رہتے ہیں۔

کسی گستاخِ رسول کے ہاں کوئی گستاخِ ابنِ گستاخ پیدا ہو تو یہ سب کچھ جائز بلکہ ہر سال اس کی سالگرہ منا کر یہ تمام حرکات جائز اور جب باعثِ تخلیق کائنات کا یوم ولادت آئے تو ناجائز شرک بدعت اور کفر۔ (نعوذ باللہ من هذه الخرافات)

تمہارے ہو بچے تو خوشیاں منائیں  
خوشی سے یہ جھومیں پھیلیں نہ سائیں  
نبی جی کا جب یوم میلاد آئے  
تو بدعت کے فتوے تمہیں یاد آئیں



ہمیں آج تک اس منطق کی سمجھ نہیں آ سکی کہ آخر یہ سب فتوے وہابی مولویوں قاضیوں اور وہابی عوام الناس کے لیے کیوں نہیں اور صرف والی کائنات علیہ السلام اور ان کے غلاموں کے لیے کیوں ہیں؟ جبکہ یہ جھنڈے شب ولادت خود حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پر لگوائے جسے وہابیوں نے اپنی کتابوں میں بڑے ترک و احتشام سے درج کیا ہے ملاحظہ ہو! مولوی صدیق الحسن وہابی بھوپالوی لکھتے ہیں:

مولوی صدیق الحسن بھوپالوی اور میلاد کے جھنڈے

حضرت سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ والدہ مصطفیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے مشارق و مغارب ارض کو دیکھا تین علم دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک پشت کعبہ پر۔ (اشراۃ العمریہ ص ۹-۱۳-۱۴ از اب صدیق الحسن بھوپالوی)

علاوہ ازیں یہی روایت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب حکیم الامت بیماران دیوبند نے نشر الطیب میں نقل کی ہے اور اکابرین امت کے محدثین نے اس روایت کو اپنی اپنی تصانیف کی زینت بنایا ہے عربی عبارت یوں ہے کہ

رأیت لثلاثة اعلام مضروبات علماً بالمشرق وعلماً بالمغرب وعلماً علی ظهر الکعبة .

شب ولادت پر تین جھنڈے اللہ نے لگوائے

میں نے تین جھنڈے لگے دیکھے: (۱) ایک مشرق میں (۲) ایک مغرب میں (۳) اور ایک کعبہ کی پشت پر۔

ایک اور حدیث مبارکہ کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ

نصب علم بالمشرق و علم بالمغرب و علم علی ظهر الکعبة .

تین جھنڈے لگادینے لگے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ

اللہ کی چھت پر۔

(۱) بیان اسناد النبی صلی اللہ علیہ وسلم از محدث ابن جوزی ص ۵۱ (۲) الخصال الکبریٰ از امام سیوطی ج ۱ ص ۳۸ (۳) مولد العروس از محدث ابن الجوزی ص ۷۱ (۴) معارج النبوت از علامہ کاشفی ج ۱ ص ۱۶ (۵) مدارج النبوت از شیخ محقق دہلوی ج ۲ ص ۱۶ (۶) شواہد النبوت از علامہ جامی اردو ص ۵۵ مطبوعہ لاہور (۷) الامواب اللہ ص ۱۱۳ (۸) نیم الریاض شرح شفا و القاضی میاض ج ۳ ص ۴۵ (۹) ثبت داند از شیخ محقق دہلوی ص ۲۹۱ (۱۰) حجتہ اللہ علی العالمین از امام بہائی ص (۱۱) اشراۃ العمریہ ص ۹ (۱۲) بھوپالوی صدیق الحسن بھوپالوی وہابی ص ۹ (۱۳) نشر الطیب از مولوی اشرف علی تھانوی ص (۱۴) صبیح المقسم از علامہ غلام رسول رشیدی شارح بخاری ص ۳۵ (۱۵) انوار جمالی مصطفیٰ از علامہ تقی علی خان ص ۱۰۳

جبریل امین نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا

تا عرش اڑا پھر برا صبح شب ولادت

ایک اور روایت کے مطابق سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت مصطفیٰ علیہ السلام

رأیت الجماعة قد نزلوا من السماء ومعهم ثلاثة اعلام .

میں نے فرشتوں کی ایک جماعت کو دیکھا جو آسمان سے اتری اور ان کے پاس تین جھنڈے تھے مزید فرماتی ہیں کہ

وعلماء علی سطح الداری وعلماً علی ظهر الکعبة وعلماً علی بیت المقدس .

(ان فرشتوں نے) ایک جھنڈا میرے مکان کی چھت پر دوسرا جھنڈا کعبہ اللہ کی چھت پر اور تیسرا جھنڈا بیت المقدس پر (لگادیا)۔

(۱۵) نزہۃ العالی ص ۱۲ (۱۶) اشراۃ العمریہ ص ۸۱

۱۔ میں حیران ہوں کہ ان تمام اکابرین امت کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ روایت بخاری میں نہیں ہے البتہ اہم اسے نقل نہ کریں یا یہ شریک و بدعیدہ کفر یہ عقائد ہیں معاذ اللہ! انہیں اپنی کتابوں میں جگہ دیں لگے وہ تمام لوگوں سے بے نیاز حضور علیہ السلام کی محبت میں سرشار ہو کر نقل کرتے چلے آئے۔ (سبحان اللہ سبحان اللہ)



شب انتقال نور مصطفیٰ حضرت جبریل نے جہنڈا لہرایا ملائکہ نے جشن منایا

صاحب معارج النبوت علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ  
حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) کی شب زفاف میں دو سو عورتیں رشک و حسد سے مر  
گئیں اور بہت سی عورتیں امراض قلب میں مبتلا ہوئیں۔

بعض روایتوں کے مطابق یہ جمعہ کی رات تھی اور دوسری خصوصیت یہ کہ یہ نویں ذی  
الحجہ (عرفہ) کی رات تھی اس انتقال نور کی رات ملائکہ نے جشن منایا جبریل امین نے  
قرش زمین پر آکر بام کعبہ پر بلایا پرچم لہرایا اور خطہ ارض کو بشارت دی کہ آج رات نور  
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم صلب پدر سے رحم مادر میں منتقل ہو گیا ہے تاکہ افضل المخلوق پیدا  
ہوں اور تمام امتوں سے بہتر و برتر شخصیت دنیا میں تشریف ارزانی فرمائے۔

(معارج النبوت جلد اول ص ۴۳۷ اور مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

ہرچم شان رسالت ہے بلند

کفر کو گردن جھکانا آ گیا

وہابی جی! تم کہا کرتے ہو کہ کیا صحابہ نے اس طرح جشن منایا اور جہنڈے لگائے  
تو سنو! میں کہتا ہوں کہ ہٹاؤ! کیا جبریل حضور کے صحابی ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو وہ اپنے  
مقتدیوں سمیت جشن بھی منارہے ہیں اور جہنڈا بھی لگا رہے ہیں ہٹائیے! کیا فتویٰ ہے  
آپ کا ان کے اوپر؟

دوسرا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا وجود اس وقت تم ثابت کروؤ  
جشن اور جہنڈے ہم ثابت کر دیں گے۔

ہجرت مدینہ کے وقت صحابہ موجود تھے انہوں نے جشن آمد محبوب بھی منایا جلوس  
بھی لگانا جہنڈے بھی لگائے نعرہ یا محمد یا رسول اللہ بھی لگایا۔ (مسلم شریف) اور یہ نعرہ بھی  
لے... بھوکے شب و رات کی شب و رات عید کی راتیں ہیں جب نور مصطفیٰ رحمہ اللہ میں منتقل ہو گیا کہ انتقال نور کے  
لیے خود ذات ہدی تعالیٰ نے وہید راتیں منتخب فرمائیں۔

ٹپایا کہ

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع

وجب الشكر علينا ما دعى الله داعي

یہ نئی بھاری شہزادیاں تھیں جو کہہ رہی تھیں کہ

ہم ہیں بچیاں بھار کے عالی گھرانے کی

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

وہابی جی! نوریوں اور ان کے مقتداہ حضرت جبریل نے تو اس شب ہمایوں میں  
بھی جشن منایا اور بام کعبہ پر جہنڈے لگائے اور اہل ارض کو مبارکباد دی مگر

ابلیس نے اس رات بھی اپنی عادت پوری کی

اور رویا چلایا اور سر پٹختا ہوا رہ گیا ملاحظہ ہو! علامہ کاشفی ہی فرماتے ہیں کہ

اسی رات ابلیس کا تخت الٹ گیا اور یہ مردود بارگاہ الہی میں چالیس دن (پورا چاند)  
بحر و بر میں مارا مارا پھرتا رہا اور فرط غم و کثرت غیض و غضب میں سیاہ و سوختہ ہو کر کوہ  
ابوقیس کے دامن میں آکر رونے اور چلانے لگا اس آدو فغاں کو سن کر اس کی ساری  
ذریت جمع ہو کر اس گریہ و ماتم کا سبب معلوم کرنے لگی تو ابلیس نے کہا:

اے میری ذریت! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اب ہماری ہلاکت متحقق ہو گئی کیونکہ  
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صلب عبد اللہ سے رحم مادر میں منتقل ہو گئے یہ شخصیت اولین و  
آخرین کے لیے باعث شرف و عزت ہے یہ نورانی بیکہ حقانیت کی تلوار کے کرمبعوث و  
متولد ہوں گے بتوں کو توڑیں گے اور شرکانہ رسوم کو ختم کریں گے شراب اور جوئے کو  
حرام قرار دیں گے ان کی وجہ سے آسمانی خبریں اب ہم کو نسل سیکیں گی خطہ زمین سے ظلم و  
ستم کو کم کر کے اس کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے زمین کو اپنی عبادت گاہوں سے ایسے ہی  
مزمین فرمائیں گے جیسے کہ آسمان میں ستارے زینت کا سبب ہیں اور کائنات ارضی پر اللہ  
کی توحید کا پرچم بلند کریں گے ان کی امت دنیا میں آنے والی تمام امتوں سے بہتر ہوگی



شرک کی برائیوں کو دنیا سے دور کر کے دین کے کاموں میں غوص پیدا کریں گے ان کے قبیحین اہل تقویٰ و مغفرت ہوں گے اور تمام نیکیاں اور اعمال خیر ان کی طرف منسوب ہوں گے اور اللہ کا نام لیے بغیر کوئی چیز نہ کھائیں اور پیئیں گے اچھائیوں کا حکم دے کر برائیوں سے روکیں گے نیکیوں میں سہقت کریں گے غریبوں اور مسکینوں پر شفقت اور رحم فرمائیں گے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک سے پیش آئیں گے اور یہی صفات جو ان میں اور ان کے متبعین میں ہوں گی ہمارے لیے مصیبت و اذیت کا سبب نہیں گی۔ (معارف اللہوت جلد اول اردو ص ۷۳۳-۷۳۴)

وہابی جی! یہی اذیت جس نے شیطان کو اس وقت بھی پریشان کیے رکھا آج بھی پریشان کیے ہوئے ہے اس لیے وہ میلاد النبی پر اس وقت بھی مایوس و ناخوش تھا آج بھی اسی طرح مایوس و ناخوش ہے اور تا قیام قیامت رہے گا۔

بروزِ کھڑا جھنڈا خود سرکار علیہ السلام کے دستِ کرم میں بھی ہوگا اللہ سے

لفظ اتنا سبب ہے العقاب بزمِ محشر کا

کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

میدانِ محشر ہوگا خطیبِ عرصہ محشر جلوہ افروز ہوں گے نفسی نفسی کا عالم ہوگا تاجِ نبی کی زمین ہوگی سوانیزے پہ سورج ہوگا ہر شخص پسینے سے شرابور ہوگا پچاس ہزار سال کی طوالت کا دن ہوگا داؤد علیہ السلام سورۃ الرحمن کی تلاوت کرتے ہوں گے نسلِ انسانی اپنی شطاعت کے لیے بے یار و مددگار گھوم رہی ہوگی جبکہ کل چار گھنٹے میں حساب و کتاب ہوگا اور باقی تمام عرصہ محبوبِ کریم علیہ التحیۃ و التسلیم کی نعت خوانی ہو رہی ہوگی۔

یومِ قیامت ثناءِ مصطفیٰ کا دن ہے

مفسر شہیر محدث بے نظیر حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان بکراتی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ

”قیامت کا حساب صرف چار گھنٹے میں ہوگا باقی یہ پچاس ہزار برس کا دن حضور کی مدح خوانی میں صرف ہوگا رب فرماتا ہے: ”عَسَىٰ اَنْ يَّغْفَلَكَ رَبُّكَ بِمَا كُنتَ تَعْمَلُ“ (۷۹:۱۷) ”قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں“۔ (کنز الایمان)

”خدا تعالیٰ خود حضور کی حمد فرمائے آپ کی حمد کا اعلان کرے۔“

(مرآت شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۲)

تو اس یومِ قیامت میاؤ کی محفل میں جھنڈا خود محبوبِ کریم علیہ السلام کے دستِ کرم میں ہوگا سرکارِ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اِنَّ سَيِّدَ وَلَدِ اَدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبَيْدَىٰ لَوْ آءَ الْحَمْدُ وَلَا

فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اَدَمَ وَمِنْ سِوَاہِ الْاَتَحْتَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

لَوَالِیْہِ . رَوَاہُ التِّرْمِذِی (مشکوٰۃ مرآت شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۱)

”قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں فخر یہ نہیں کہتا میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا فخر یہ نہیں کہتا اس دن کوئی نبی آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہوگا جو میرے جھنڈے تلے نہ ہو اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مرقات ابن ماجہ احمد میں بھی یہ روایت موجود ہے کہ سرکار نے فرمایا:

”قیامت کے دن حمد کا جھنڈا ہمارے دستِ کرم میں ہوگا“ حضرت آدم اور

ان کے سوا سارے نبی ہمارے جھنڈے تلے ہوں گے ہم یہ فخر یہ نہیں کہتے۔“

وہابیو! بتاؤ جس جھنڈے سے تمہیں بدعت یاد آتی ہے قیامت کے پرخطر میدان

میں تم اس جھنڈے کے نیچے جانے کی خواہش کرتے ہو کہ نہیں؟

اگر کرتے ہو تو بدعت کہنا چھوڑو..... اگر نہیں رکھتے ہو تو بتاؤ تمہارا ٹھکانہ کہاں ہو



اگر جنتی بھی بنتے ہو اور لواء الحمد کے نیچے بھی رہنا چاہتے ہو اور بدعت بھی کہتے ہو تو پھر سنو! بقول حضرت افتخار ملت ۔

اوتنوں کدی نہ مانی مل داتہوا دوواں تہراں دا سا نچا  
اکو ای پاسد رہندا ہیرے یا کھیرے یا را نچا  
اس لیے میرا یہ تمہیں عظیم مشورہ ہے کہ ۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا  
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

مندرجہ بالا تمام حوالیات سے ثابت ہوا کہ کسی خوشی کے موقع پر اعلان خوشخبری کرنے کے لیے جہنڈا نصب کرنا اور اپنی قیادت کی عظمت کا اظہار جہنڈے لگا کر کرنا حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

حضور نے فتح خیبر کی خوشخبری جہنڈے سے دی

ملاحظہ ہو! خیبر کے موقع پر سرکار نے آنے والی کل کو فتح خیبر ہونے کی خوشخبری کا جہنڈا خود حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا اور خوشخبری دیتے ہوئے کل کی فتح کی خبر بھی دی اور دہائیو! یہ ہے بھی بخاری شریف کی معتبر روایت کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال يوم خيبر لا عطين هذه  
الرأية غدا رجلا يفتح والله على يديه .

(۱) بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۵ (۲) مسند شریف ج ۳ ص ۲۷۹ (۳) جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۱۳

(۴) مشکوٰۃ شریف ص ۶۳ (۵) اربعہ الدعوات از حضرت شیخ محقق دہلوی ج ۳ ص ۲۶۳ (۶) مظاہر حق ج ۵ ص ۶۶۳ (۷) انصاف النہری عربی ص ۸ (۸) مرآت شرع مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۳۵ مطبوعہ لاہور

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز ارشاد فرمایا کہ کل میں یہ جہنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔“

فرمائیے وہابی صاحب! کیا خوشخبری پر جہنڈا نصب کرنا سنت ہے یا بدعت؟ اور غور کیجئے کہ فتح دے اللہ تعالیٰ اور دے بھی مولائے کائنات شیر خدا تاجدار صل اللی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھ پر اور اس کی خوشخبری دیں امام الانبیاء سید المرسلین قائد الغر المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم اور جہنڈا بھی عنایت فرمائیں تو اگر انہی امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد آج ہو اور اللہ تعالیٰ مؤمنوں سے فرمائے کہ

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا . (پ ۳۴ آل عمران: ۱۶۴)  
”البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر بہت بڑا احسان فرمایا! جب ان میں رسول مبعوث فرمایا۔“

اللہ تعالیٰ احسان جتنا کر محبوب کی آمد کی خوشخبری بھی عطا فرمائے اور وہ خوشخبری بیان بھی بلسان محبوب کریم قرآن کریم میں ہو اور پھر شب ولادت جہنڈے بھی لگوائے اور ان مؤمنین کو جن پر احسان جتایا حکم بھی فرمائے کہ اے محبوب! ان سے فرما دیجئے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ (پ ۱ ایس: ۵۸)

”اللہ کا فضل اور اس کی رحمت (ملنے پر) انہیں چاہیے کہ یہ خوشی منائیں اور وہ (ان کا خوشی منانا) بہتر ہے اس سے جو کہ یہ جمع کرتے ہیں۔“

تو سنت اللہ کے مطابق اگر ہم جہنڈے جہنڈیاں لگا کر لوگوں کو آمد محبوب کی خوشخبری دیں تو بدعت و کفر و شرک کے فتوے کیوں؟

فتوے نہ دو بلکہ سنت اللہ کے مطابق خوشخبری سناؤ اور جہنڈے لگادو!

۱۔ افتخار ملت شہنشاہ و خطابت علامہ صاحبزادہ انکار الحسن رحمۃ اللہ علیہ اس موقع پر فرمایا کرتے تھے کہ ”رب نے جہنڈے لائے میں ثبوت دینا ہے میں ثبوت نہ دیاں گھنڈا گھنڈا کر کے گولی مارا لائے ہے میں ثبوت دے دیاں تے گی جتنی جہنڈی تولی وی لائے جہنڈے رب نے جہنڈے لائے میں تے تینوں جہنڈیاں لائیاں ہنڈی پیڑی آ۔“



نفر صلی علی کی دھوم ہے

وجد میں سارا زمانہ آ گیا

پرچم شان رسالت ہے بلند

کفر کو گردن جھکانا آ گیا

عید نبوی کا زمانہ آ گیا

لب پہ خوشیوں کا ترانہ آ گیا

شب ولادت لائینگ خود ذات باری تعالیٰ نے کروائی

ملاحظہ ہو سیرت حلبیہ و دیگر کتب سیرت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم!

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ ثقفیہ (رضی اللہ

عنہا) فرماتی ہیں:

انہا شهدت ولادة آمنة ابنت وھب أم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

وكان ذلك لیل ولدته قالت

فما شيء انظر اليه من البيت الا نور انی لانظر الى النجوم

تدلوا حتى انی لا قول لتقعن الى .

(اسیرۃ الخلیفہ ج ۱ ص ۱۸۱ ابتدایہ و النہایہ ج ۲ ص ۶۶ مطبوعہ مکتبہ قادریہ پشاور)

جس شب مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی

میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھی

میں نے دیکھا کہ کعب کی کوئی شئی ایسی نہ تھی جو روشن نہ ہوئی ہو (سارا بیت

اللہ منور ہو گیا اور لائینگوں سے بھر پور ہو گیا) اور ستارے زمین کے اتنے

قریب آ گئے کہ میں کہتی تھی کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب انھما نص الکبریٰ

شریف میں اس روایت کو تھوڑے سے تغیر سے یوں نقل فرمایا کہ

قالت فما شيء انظر اليه في البيت الا نور وانى لانظر الى

النجوم تدلوا حتى لا قول لتقعن الى فما وضعت خرج منها

نور اضاء له البيت والدار حتى جعلت لا ارى الا نورا .

(انھما نص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۸۱ فقرہ طیب فتاویٰ ص ۲۴ سیرت مصطفیٰ ص ۱۶۳ از ابراہیم میر سیالکوٹی دہلی)

میں نے اس وقت جس چیز کو بھی دیکھا اسے نورانی نور پایا میں نے دیکھا کہ

ستارے قریب آتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ میں سوچنے لگی کہ یہ مجھ پر گر پڑیں

گئے پس جب حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

جنم دیا تو ان سے نور نکلا جس سے گھر اور سب درود یار منور ہو گئے حتیٰ کہ ہر

طرف نورانی نور دکھائی دینے لگا۔

ایک اور روایت کے مطابق سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ

خرج منی نور اضاء له قصور الشام والبصری .

مجھ سے نور خارج ہوا جس کی روشنی سے شام اور بصری کے محلات روشن ہو

گئے۔

(۱) مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۶ (۲) مدارج النبوت ج ۳ ص (۳) انھما نص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۸۱

(۴) التوفیق ص ۸۵ (۵) سواہب اللہ ص ۱۲۰ (۶) نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۷ (۷) اشہادۃ العصر ص ۱۰

نواب صدیق حسن بھوپالوی دہلی (۸) سیرت مصطفیٰ ص ۱۶۳ از ابراہیم میر سیالکوٹی دہلی (۹) ہمال مصطفیٰ ص ۱

از مولوی صادق سیالکوٹی دہلی (۱۰) الرقیق الختم ص ۱۰۱ (۱۱) مختصر سیرت رسول از عبد اللہ بن محمد ابن عبد الوہاب

نجدی ص ۱۲ (۱۲) سیرت حلبیہ ص ۹۱ (۱۳) مولد العرس ص ۲۵ (۱۴) الدر المنکظم ص ۹۰ (۱۵) مشکوٰۃ

ص ۵۱۳ (و دیگر کتب تنجیر الفاظ)

کیوں جی وہابی صاحب!

بیت اللہ کس کا گھر ہے؟ اس میں یہ چراغاں اور لائینگ کس نے شب ولادت کی؟

کیا آپ کے گھر میں بلا اجازت کوئی دوسرا لائینگ کر سکتا ہے؟



معلوم ہوا! جبکہ بیت اللہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا گھر ہے تو اپنے گھر میں شب ولادت لائٹنگ بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی کروائی اور صرف اپنے گھر میں ہی نہیں بلکہ اس ساری کائنات میں ایسی لائٹنگ کروائی کہ شام اور بصری کے محلات سیدہ آمنہ کو نظر آنے لگے۔

نور اندر نور باہر ہر سمت پھیلا نور ہے  
بلکہ یوں کہئے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

گویا کہ ہم تو لائٹنگ اپنی اپنی بساط کے مطابق کرتے ہیں مگر ماں وہابی اس پر فتویٰ ہائے بدعت و کفر و شرک دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ لائٹنگ اپنی قدرت کے مطابق فرمائی اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس لائٹنگ سے منور ہو گیا۔

در اصل ذات باری تعالیٰ نے جہنم سے لگا کر لائٹنگ فرما کر ایک دقیق بات سمجھا دی کہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ ایسا کرنے والے کون ہیں اور میرے محبوب سے ان کا کیا تعلق خاطر ہے؟

آپ نے کیا یہ ملاحظہ نہیں کیا کہ

اگر نواز شریف نے آنا ہو تو جہنم سے اس کی پارٹی لگاتی ہے اور چراغاں اس کے کارکن کرتے ہیں۔

اگر زرداری صاحب نے آنا ہو تو جہنم سے اس کی پارٹی لگاتی ہے اور چراغاں اس کے کارکن کرتے ہیں۔

اور جب مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آمد ہو تو جہنم سے ان کی پارٹی لگاتی ہے اور چراغاں ان کے کارکن کرتے ہیں۔ مسئلہ واضح فرمادیا کہ غور سے دیکھ لو

جہنم سے لگائے والے کس کے کارکن ہیں؟ اور کفر و شرک و بدعت کہنے والے کس کے کارکن ہیں؟ چراغاں کرنے والی کس کی پارٹی ہے؟ اور اس پر جلنے جلانے والی کس کی پارٹی ہے؟

مسلم لیگ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کے قائد کی آمد پر جہنم سے لگائے یا چراغاں کرے اور پیپلز پارٹی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ مسلم لیگی قیادت کے آنے پر جہنم سے لگائے اور چراغاں کرے اسی طرح ابلیسی پارٹی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ مصطفوی قیادت کے آنے پر جہنم سے لگائے اور چراغاں کرے بلکہ ان کا قائد تو میلاد النبی کے موقع پر روتا اور سر پٹھاتا تھا ملاحظہ ہوا

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر شیطان نے واویلا کیا

علامہ ابوالقاسم سیلی لکھتے ہیں کہ

ان ابلیس لعنہ اللہ دن اربع رنات رنة حين لعن رنة حين اهبط  
ورنة حين ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورنة حين  
انزلت فاتحة الكتاب .

(۱) روح الانباء جلد اول ص ۱۸۱ (۲) البہادیۃ النہایۃ لابن کثیر جلد دوم ص ۲۶۷-۲۶۶

ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ  
ابلیس ملعون زندگی میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا پہلی مرتبہ جب اس کو ملعون قرار دیا گیا دوسری مرتبہ جب اس کو بلندی سے پستی کی طرف دھکیلا گیا تیسری مرتبہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور چوتھی مرتبہ جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ (ضیاء النبی جلد دوم ص ۱۵۶ از ضیاء الامت پیر کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ)

پتا چلا! شب ولادت ایک پارٹی خوشیاں منا رہی تھی اور ایک پارٹی سر پیٹ پیٹ کر واویلا کرنے میں مصروف تھی۔ نامور مؤرخ اسلام خالق ترائیہ پاکستان ابوالاثر محمد حفیظ جالندھری مرحوم نے اسی بات کو بیان کرتے ہوئے اپنی منظوم تاریخ اسلام ”شاہنامہ اسلام“ میں ارشاد فرمایا کہ

جہاں میں جشن صبح عید کا سامان ہوتا تھا  
ادھر شیطان بیٹھا اپنی ناکامی پہ روتا تھا



حضور علیہ السلام کے خدام ملائکہ کرام جھنڈے لگا رہے تھے، چرخاں گزر رہے تھے اور شیطان کے غلام سر پیٹ رہے تھے اور رونے دھونے میں مصروف تھے یہ ہے غلامان رسالت کا نرا انداز اور دشمنان مصطفیٰ کا جھوٹا طریقہ ۔

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

ہم غلامان رسول اس جشن کو عید کے طور پر مناتے ہیں اور گستاخان رسالت یوم سیاہ کے طور پر اور وہ ہم سے کہا کرتے ہیں کہ

”اسلام میں تو دو ہی عیدیں ہیں: عید الفطر اور عید الاضحیٰ تیسری عید کا تصور اسلام میں نہیں یہ تو ان بریلویوں کی بدعت ہے۔“

”۱۲ ربیع الاول وفات النبی کا دن ہے بریلوی اس دن عید مناتے ہیں۔“

”حضور کی وفات پر غم منانا چاہیے۔“

”بریلوی قرآن وحدیث سے تیسری عید کا ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔“

”ہم ربیع الاول میں وفاۃ النبی کا نفر نسز کریں گے۔“

۱۔ یہ بات کوئی نیا نہیں بلکہ ایسا واقعہ ہوا، تقریباً ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ ہجری کو چک ۷۷ بڈالہ نزد رمان والا موڈا کھرڈیاں ۱۰ میں ایک محفل میلاد مصطفیٰ کے سلسلہ میں تقریر کے لیے گیا جسے عزیزم شاہ خوان رسول حافظ محمد رفیق قادری نے منعقد کیا تھا جس کی صدارت میر طریقت حضرت سید مدظلہ شاہ صاحب کاظمی فرما رہے تھے اور صوفی محمد شریف نقشبندی مہدی اس محفل کی روح رواں تھے دوران تقریر صدر محفل نے مجھے بتایا کہ اسی علاقہ میں وہابیوں نے ایک بہت بڑی کانفرنس کی ہے جس کا عنوان اشتہار ”وفات النبی کانفرنس“ تھا۔

میں بہت حیران ہوا کہ گستاخان رسالت گستاخی رسول کے اس مقام پر جا چکے ہیں کہ وہ زندہ نبی کی وفات منارہے ہیں اور مکہ میں محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں جس کا منہوم ہے کہ حضور آج بھی اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ زندہ نہیں ہیں تو یہ گستاخ ایذا کبھی مکہ کس رسول کا پڑھتے ہیں اور امتی کس نبی کے ہیں؟ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ  
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اس موضوع پر بحث کی گنجائش تو ان اوراق میں نہیں ہے لیکن مختصر بات کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ وہابی صاحب تم اہل حدیث کہلا کر حدیث کا انکار کر رہے ہو ملاحظہ ہوا

حدیث مبارکہ میں تیسری عید کا ثبوت موجود ہے

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

ان هذا يوم عید جعله الله للمسلمین .

(ابن ماجہ ص ۷۷ من ابن عباس رضی اللہ عنہما)

بے شک یہ (جمعہ کا) دن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید (کا دن) بنایا

ہے۔

حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے اور ایک سال کے اندر تقریباً ایک دن جمعہ کے دن آتے ہیں وہابی ایک عید نہیں مانتے حدیث سے اکیاون عیدیں ثابت ہو رہی ہیں بلکہ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

جمعہ کا دن عیدین سے بھی زیادہ معظم ہے

ان يوم الجمعة سيد الايام واعظمها عند الله وهو اعظم عند

الله من يوم الاضحی و يوم الفطر .

(ابن ماجہ ص ۷۷ من ابی امامہ بن عبد اللہ ر)

بے شک جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے

عظیم دن ہے اور وہ (جمعہ کا دن) اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ

کے دن سے بھی زیادہ شان والا دن ہے۔

وہابی صاحب! جو دن عیدین سے زیادہ عظمت والا ہے آپ اس کو عید کے برابر

بھی نہیں مانتے تو آپ کہاں کے اہل حدیث ہو۔



اور پھر تم کہتے ہو کہ

بارہ ربیع الاول وفات النبی کا دن ہے اس لیے خوشی نہ مناؤ بلکہ غم مناؤ۔

بتاؤ کہ جمعہ کا دن حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کی ولادت یعنی تخلیق و وفات کا دن ہے یا نہیں؟ آئیے! نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہی سن لیجئے!

جمعہ کا دن تخلیق و وفات آدم علیہ السلام کا دن ہے

عن اوس بن اوس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من

افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم علیہ السلام وفیه

قبض .

(۱) ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۱۵۷ (۲) ابن ماجہ ص ۷۹ (۳) نسائی شریف ج ۱ ص ۲۰۳ (۴) مؤطا امام

مالک ج ۱ ص ۹۲ (تحریر فیات) (۵) مشکوٰۃ ص ۱۲۰

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارے دنوں میں سے

افضل دن جمعہ کا ہے اس میں آدم علیہ السلام تخلیق کیے گئے اور اسی میں قبض

کیے گئے (فوت ہوئے)۔

اب سرکار ہی کا ارشاد ہے کہ "جمعہ عید کا دن بلکہ عیدین سے اعظم دن ہے" سرکار

نے بڑی شد و مد سے فرمایا: جمعہ کو غسل کرو، تیل لگاؤ، اُچلے کپڑے پہنو، عید کے دن کی

طرح مسجد میں تیاری کے ساتھ یعنی خوشی کے ساتھ آؤ اور سرکار ہی کا ارشاد ہے: جمعہ کے

دن تخلیق آدم بھی ہے اور وفات آدم بھی۔

تو وہابی صاحب! آپ کو چاہیے کہ جمعہ کو نہ نہاؤ نہ تیل و خوشبو استعمال کرو اور نہ

اُچلے کپڑے پہنو بلکہ صاف ماتم بچھا لیا کرو کہ یہ حضرت ابوالبشر سب کے ابا جان کی

وفات کا دن ہے۔

ربی اہل سنت و جماعت کی بات تو وہ سرکار علیہ السلام کے ارشادات پر عمل پیرا

دیتے ہوئے اس دن کو عید بلکہ عیدین سے اعظم تصور کرتے ہوئے خوشی خوشی عید کی طرح گزارتے ہیں۔

اور اگر تمہارا جواب یہ ہے کہ حدیث پاک میں سوگ تین دن کا منانے کا ارشاد ہے

تو چشم مارو شن دل ماشاؤ پھر یہی جواب ہمارا وفات النبی کے لیے ہوگا اس پر تمہیں کیوں

بے دھری سے سوگ کی یاد ستاتی ہے؟ اور ہم تو حضور علیہ السلام کا سوگ اس لیے بھی نہیں

مناتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم .

میری حیات و ممات دونوں تمہارے لیے بہتر ہیں۔ (۱) مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۲

(۲) انصاف کبری ج ۲ ص ۲۸۱ (۳) زکات علی الملک ج ۱ ص ۴۲ (۴) مشکوٰۃ ص ۱۲۰

وہابی صاحب! قرآن کس کی کتاب ہے؟ کس نبی پر نازل ہوئی؟ کس کی اُمت

کے لیے ہے؟ جواب یقیناً یہی ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور پوری اُمت مصطفویہ کے لیے نازل ہوئی تو پھر بتاؤ اس میں

عیدین کے علاوہ ایک اور عید کا بیان موجود ہے کہ نہیں؟

ملاحظہ ہو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے دعا کی:

اللہم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تكون لنا عیدا لا ولنا

وآخرنا۔ (پ ۷۱ المائدہ ۱۱۳)

"اے اللہ! ہمارے پروردگار آسمان سے ہم پر مائدہ (دستر خوان) نازل

فرما (تو جس دن تو یہ دسترخوان نازل فرمائے گا وہ دن) ہوگا ہمارے پہلوں

اور پچھلوں کے لیے عید (کا دن)"۔

۱۔ دو بند کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ

یعنی وہ دن جس میں مائدہ آسمانی نازل ہوا ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے حق میں عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری

قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے انسانی کے یہاں تو ان کی عید ہے اور مسلمانوں کے یہاں جمعہ کی عید

(باقی مائدہ صفحہ ۱۲۰ پر)



تو کیا یہ تیسری عید کا ثبوت نہیں ہے جو کہ قرآن میں موجود ہے؟ جب یہ آیت پڑھتے ہیں تو وہ بالی صاحب جلدی سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ عیسائیوں کی بات ہے مسلمانوں کی نہیں تو سنئے! اگر یہی عقیدہ درست ہوتا تو نبی کریم علیہ السلام عاشورہ کا روزہ منع فرما دیتے حالانکہ یہودیوں کو یہ روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ہم ان سے زیادہ عقدار ہیں کہ ہم اس دن کا روزہ رکھیں ملاحظہ ہوا حدیث مبارکہ کہ

یوم عاشورہ کا روزہ

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہیں سب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن منانے کا مطلب اس کے یوم نزول کو عید منانا ہے۔ (ترمذی و احمد و تیسری شیخ احمد علی ص ۱۶۸)

عقل کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اس دن عید منائیں جس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی عمرو بن ہندی کی عقل چور ہے جس نے پھوٹ گئی اور اس سے روٹھ گئی کہ وہ یہ تو لکھتا ہے کہ "عید منانے کا مطلب یوم نزول کو عید منانا ہے" مگر جس دن رحمت عظمیٰ جلوہ گر ہوئی اس دن کو عید منانا اس کے نزدیک بدعت ہے۔

بدین عقل و دانش نہا یہ گریست

ان تمام یہودیوں و ہابیوں نے اس آیت کے تحت جمعہ کو عید منانے کا حالانکہ جمعہ کی عید کو کوئی شی نازل نہیں ہوئی وہ تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ کا دن مومنوں کے لیے عید ہے بات تو اس دن کی ہے جس دن مائدہ نازل ہوا وہ ہندی وہابی اس دن کو عید مناتے ہیں جس دن مائدہ نازل ہوا اور اپنی تفسیروں میں لکھیں کہ اس دن کو بطور عید منانا لکھتے ہیں مگر جس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کبیر جلوہ گر ہوا اس دن کو عید منانے اور نہ ہی تحریر کرتے بلکہ ایسا کرنے کو بدعت کہتے ہیں۔

صدر الافاضل بدرالامام حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس کو روز عید منانا اور خوشیاں منانا عباد میں کرنا شہرانی بجا ناظر ہے صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے اس لیے حضور کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر ادا کرنا اور اظہارِ فرح و سرور کرنا مستحسن و محمود اور اللہ کے مظلوم بندوں کا طریقہ ہے۔

(تفسیر خازن اربعان ص ۲۰۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب نے فرعون سے نجات دی تھی ہم اس کے شکر یہ میں روزہ رکھتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فنحن احق واولیٰ بموسىٰ منکم فصامہ وامر بصیامہ .

(مکتوۃ شریف ص ۱۸۰ کتاب الصوم باب صوم تشریع فصل ثالث)

ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں پس خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔

یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل کتب صحاح میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو:

(۲) ابوداؤد شریف جلد اول ص ۳۳۸ (۳) جامع الترمذی جلد اول ص ۹۶

(۴) بخاری شریف جلد اول ص ۲۶۸ (۵) ابن ماجہ شریف ص ۱۲۴

تو اگر شکرانہ میں روزہ کا حکم دیا جا رہا ہے جس کی اصل حدیث پاک کے مطابق یہ ہے کہ یہودی اس دن کا روزہ رکھتے تھے تو اسی طرح عید کیوں نہیں منائی جاسکتی؟

آیت مندرجہ بالا سورہ مائدہ سے معلوم ہوا کہ مائدہ اترنے کے دن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عید کا دن بنایا آج بھی اتوار کو عیسائی اسی لیے عید مناتے ہیں کہ اس دن دسترخوان اتر اٹھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اس مائدہ سے کہیں بڑھ کر نعمت بلکہ وہ نعمت عظمیٰ ہے جس پر ذات باری تعالیٰ نے مومنین پر احسان جتایا ہے لہذا اس نعمت کے ملنے یعنی سرکار کی ولادت کے دن کو بھی بطور عید منانا جائز ہے اور یوم میلاد حقیقی یوم عید ہے۔

مزید ثبوت تیسری عید کا بخاری شریف سے

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قالت اليهود لعمر انکم تقرؤن آية لو نزلت فینا لانخلعناھا

عبدًا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت واین انزلت واین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین انزلت یوم عرفة والا



واللہ بعرفة قال سفین واشک کان یوم الجمعة ام لا یوم اکملت لکم دینکم (بخاری شریف ج ۳ ص ۶۶۴)

یہود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم ایک ایسی آیت پڑھا کرتے ہو کہ اگر وہ ہم میں نازل ہوتی تو ہم اسے (اس کے یوم نزول کو) عید بنا لیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً میں جانتا ہوں وہ آیت کیسے اور کہاں نازل ہوئی اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے؟ یہ یوم عرفہ کے دن نازل ہوئی اور اللہ کی قسم! ہم (اس وقت) میدان عرفات میں تھے سفیان نے فرمایا کہ مجھے شک ہے کہ وہ دن جمعہ کا تھا یا نہ (جس دن عرفہ میں یہ نازل ہوئی: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ) گویا جواب یہ دیا جا رہا ہے کہ اسے یہود یوم اتم تو اس دن ایک عید مناتے اور ہماری اس دن دو عیدیں تھیں ایک یوم عرفہ اور دوسری یوم جمعہ۔

تو اسے وہاں ہو!

اگر نزول آیت تکمیل دین کے دن کو ذیل عید کہا جاسکتا ہے اور کہنے والے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور ہے بھی صحیح بخاری میں تو صاحب تکمیل دین کی ولادت کے یوم مبارک کو عید کیوں نہیں کہا جاسکتا؟ افسوس ہے تمہارے اس گندے عقیدہ پر کہ تم یہودیوں سے بھی گیا گزرا عقیدہ رکھتے ہو حالانکہ فقیر نے انہی دلائل کے پیش نظر عرض کیا ہے کہ

مؤمنوں پر فضل یزداں عید میلاد النبی  
تجھ پہ ہو ہر عید قرباں عید میلاد النبی  
تیرا چرچا چار سو ہے اہل سنت نے کیا  
تجھ سے ہے بیزار شیطان عید میلاد النبی  
زلزلہ تو نے کیا ایوان باطل میں بچا

کفر ہے تجھ سے حراساں عید میلاد النبی  
دور ظلمت ہو گئی غالب ہوا نور خدا  
ہے یہ سب تیرا ہی فیضان عید میلاد النبی  
جشن میلاد النبی سے برکتیں حاصل ہونیں  
ہر کسی پر تیرا احساں عید میلاد النبی  
آگیا قرآن میں "قُلْ فَسَوْخُوا" حکم خدا  
کیوں منائیں ہم نہ خوشیاں عید میلاد النبی  
تیری آمد پر ہو قرباں سرور بے کس کی جاں  
تیرے صدقے ہر مسلمان عید میلاد النبی

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا کہ

نار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول  
سوائے اہلس کے جہاں میں کبھی تو خوشیاں منار ہے ہیں

وہابی صاحب اگر ایک منہی بھر جماعت یا فرقہ عید میلاد النبی نہیں مناتا تو فرقہ کیا پڑتا ہے ساری کائنات حتیٰ کہ اہل حرمین شریفین آج بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری دھوم دھام سے مناتے ہیں۔

جشن آمد رسول پر اثبات جلوس

گزشتہ اوراق میں جھنڈے لگانے کے ثبوت کے ضمن میں بیان ہو چکا کہ مدینہ منورہ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے موقع پر حضرت سیدنا پریدہ سلمیٰ صحابی رسول رضی اللہ عنہ نے ستر آدمیوں کا جلوس بھی نکالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آتھی جلوس بھی نکلا تھا اور جھنڈا بھی لہرایا تھا بلکہ جب تک وہ فقیہ کے ارادہ سے آ رہے تھے تو نہ جھنڈا تھا نہ جلوس اور جب حضور علیہ السلام کی غلامی میں آچکے تو جھنڈا بھی تھا اور جلوس بھی۔



مدینہ منورہ میں جشن آمدِ رسول کے جلوس

کتب صحاح میں سے ایک مسئلہ معتبر کتاب مسلم شریف اٹھائیے اس میں موجود ہے کہ جب سرکارِ مدینہ سرورِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا نور سے معمور سینہ اور مشک سے بہتر پسینہ وہ حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہو رہے تھے مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کو اپنا مسکن بنا رہے تھے تو عین اس وقت جشن آمدِ رسول کے سلسلہ میں

فصعد الرجال والنساء فوق البيوت وتفترق الغلمان والخدم  
في الطرقي ينادون يا محمد يا رسول الله يا محمد يا رسول  
الله. (مسلم شریف جلد ۱ ص ۴۱۹)

مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے غلام اور خدام رستوں میں پھیل گئے یا محمد

۱۔ غلام اور خدام رستوں میں پھیل گئے گو یا یہ حقیقت ہے کہ کئی مختلف راستوں پر حضور علیہ السلام کے غلام موجود تھے اور ہر راستہ پر یا محمد یا رسول اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں تو یہ تسلیم کرو کہ ان غلامانِ رسالت کا عقیدہ تھا کہ ہمارے آقا ہر رستہ میں موجود ہیں بھی تو وہ یا رسول اللہ کے نعرے نکال رہے تھے آج گستاخانِ رسول کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام ہر جگہ موجود نہیں ہیں تم یا رسول اللہ ہر جگہ پر نکالتے ہو یہ شرک ہے غلامیے ہو قلعہ ہجرت جشن آمدِ رسول پر ہر رستہ میں جو حضور کے غلاموں نے یا رسول اللہ کے نعرے لگائے اور ہر رستہ میں سرکارِ دو کو جو نکالا تو کیا شرک کیا تھا غلامانِ رسول کی تو بروئے محشر بھی ایسی طاعت ہوگی۔

غلام احمد خداداد ہوں پہچانے جائیں گے  
کہ محشر میں بھی ہو گا ان کا نعرہ یا رسول اللہ

بتاؤ وہابیہ کیا یہ صحاح کی کتب میں احادیث موجود نہیں ہیں کہ شفاعت کے سلسلہ میں تمام امت جو یہ میدانِ محشر میں حضور علیہ السلام کو حاض کرتی ہوگی اور پکار پکار کر عرض کرتی ہوگی یا رسول اللہ انہادی شفاعت فرمائیے۔

ہند کسی ہلاؤں بندی اسے نہ دکڑے ستائیاں بن دی اسے  
اللہ دیا سونہیاں محبو ہا گل تیرے بنائیاں تن دی اسے  
محشر دج سارے رو رو کے محبوب خدا توں آکھن گے  
اج وکزی ساری امت دی سرکار دے آئیاں بن دی اسے

تو غلامانِ رسول میدانِ محشر میں بھی ہر راستہ میں یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے ہوئے نظر آ رہے ہوں گے۔

یا رسول اللہ! یا محمد یا رسول اللہ! پکارتے ہوئے۔

بتائیے وہابی صاحب! صحیح مسلم صحاح کی کتاب ہے کہ نہیں؟ اس کے اندر حضور علیہ السلام کی آمد پر وہ سب کچھ کہ جو ہم غلامانِ رسول جشن آمدِ محبوب کے موقع پر کرتے ہیں اس کا ثبوت ہے کہ نہیں؟ یہ مردوں اور عورتوں کا چھتوں پہ چڑھنا اور غلاموں اور خداموں کا رستوں میں پھیلنا جلوس ہے کہ نہیں؟ اور ان رستوں میں ندائے یا محمد یا رسول اللہ نعرہ رسالت کا ثبوت ہے کہ نہیں؟ لیکن یہ سب کچھ اس وقت بھی غلاموں اور خداموں نے کیا تھا آج بھی غلام اور خدام ہی کرتے ہیں۔ گستاخانِ رسالت آج اپنے لیڈروں کے لیے جلوس نکالتے ہیں اور امام الانبیاء علیہ السلام کے جشن آمد والے جلوس کو بدعت قرار دیتے ہیں حالانکہ بروئے محشر ان کو بھی جلوس نکالنا پڑے گا۔

منکرین جلوس میلادِ قیامت کے میدان میں جلوس نکالیں گے

ملاحظہ ہو! سورۃ زمر کی آخری آیات میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهَا فَتْنَتْ  
أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا الْهَيْ. (پ ۲۳ الزمر ۷۱)

”اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ درگروہ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے“۔

اور اگلی آیت میں ہے کہ

قِيلَ اذْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَقَرًّا  
الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ (پ ۲۳ الزمر ۷۲)

”فرمایا جائے گا: جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی بُرا ٹھکانہ (ہے) متکبروں کا“۔

اسی طرح آقا علیہ السلام کے غلام بھی جلوس کی شکل میں جنت میں جائیں گے۔



غلامانِ مصطفیٰ بھی بروزِ محشر جلوس کی شکل میں جنت جائیں گے

وَيَسْقِي الدِّينَنَ اَنْقَسُوا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ اِذَا جَاءَ وَهَّاءُ  
وَقُلْتُ حَتَّىٰ اَبْوَابُهَا اَلْحَمْدُ (پ ۲۲۱ ل ۷۳)

”اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ در گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے۔“

غلامانِ رسول جو یہاں جشنِ آمدِ رسول کا جلوس نکالتے ہیں میدانِ محشر میں آمدِ مصطفیٰ ہوگی تو بھی جلوس نکالیں گے اور جیسے یہاں جلوس میں اپنی شفاعت کے طلبگار ہوتے ہیں ایسے ہی وہاں بھی طلبگار ہوں گے کہ مقامِ محمود پر

ع ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے اس لیے حق ہے کہ وہاں جلوس نکال کے شفاعت طلب کی جائے مگر گستاخِ ایندِ کمینی جو اپنے مولویوں سیاسی لیڈروں کے لیے جلوس نکالنا عینِ توحید اور سرکار کے لیے جلوس نکالنا بدعت سمجھتی ہے وہاں بھی اپنے انہیں لیڈروں مولویوں کے ساتھ جلوس میں ہوگی سرکار کی شفاعت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا کیونکہ یہ ہر وقت یہ راگِ الاپتے رہتے ہیں کہ کوئی کسی کی سفارش نہیں کرے گا ”مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ“ لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ

گناہگاروں کا روزِ محشر شفیعِ خیر الانام ہوگا

وہن شفاعت بنے گی دوہا نبی علیہ السلام ہوگا

کیونکہ فرمانِ محبوب ہے کہ

شفاعتی یوم القیامۃ لاهل الکبائر من امتی (سنن ابن ماجہ ۲۲۹)

بروزِ قیامت میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔

سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

شفاعتی للہالکین من امتی۔ (سارح الاربعین فی شفاعۃ سیدہ امین)

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لیے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

تو جلوس قیامت کے میدان میں بھی نکلے گا اور یہ بات ثابت ہے کہ آمدِ محبوب عرش پر ہو تو جلوس اگر فرش پر ہو تو بھی جلوس۔

جلوس آمدِ مصطفیٰ علیہ السلام در شبِ اسری

شبِ معراج محبوبِ خدا حبیبِ کبریا علیہ السلام کی آمدِ لامکاں پر بحکمِ ایزدی ملائکہ معصومین نے جلوس نکالا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عرش پر آج آمد ہے تو

اے جبریل استر ہزار فرشتہ تم ساتھ لے لو

اے میکائیل استر ہزار فرشتہ تم ساتھ لے لو

اور اے اسرافیل وعزرائیل استر ہزار فرشتگان تم ساتھ لے لو اور دو لاکھ اسی ہزار فرشتوں کا جلوس لے کر (جلوسِ معراجِ مصطفیٰ یعنی محبوب کے عرش پر آنے کا جلوس لے کر) محبوب کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ (ملخصاً درۃ المناجیح ص ۱۱۸)

جشنِ آمدِ محبوب پر ہینرز بھی لگائے گئے

شبِ معراجِ جشنِ آمدِ محبوب علیہ السلام کے موقع پر آسمانوں کو ہینرز کے ساتھ سجایا گیا

ع محبوب نے آنا ہے راہوں کو سجانے دو

حکمِ خداوندی کے مطابق آسمانوں کے راستوں کو سجایا گیا اور ان راستوں پر محرابیں بنائی گئیں ان محرابوں پر ہینرز آویزاں کیے گئے جن پر مختلف آیات بھی لکھی گئیں



ملاحظہ ہو! علامہ عبدالرحمان صفوری فرماتے ہیں کہ

### پہلا آسمان

پہلے آسمان پر بیڑ لگایا گیا جس پر یہ آیت تحریر تھی:  
هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ

### دوسرا آسمان

دوسرے آسمان کے بیڑ پر لکھا ہوا تھا:  
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

### تیسرا آسمان

تیسرے آسمان کے بیڑ پر درج تھا:  
بِأَيِّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

### چوتھا آسمان

چوتھے آسمان کا بیڑ اس آیت سے مزین تھا:  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا

### پانچواں آسمان

پانچویں آسمان کے بیڑ کی زینت یہ آیت مبارکہ تھی:  
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولًا بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

### چھٹا آسمان

چھٹے آسمان کو اس آیت کریمہ سے رونق بخشی گئی تھی:  
لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ وَرَحِيمٌ

### ساتواں آسمان

ساتویں آسمان پر اس آیت مبارکہ والا بیڑ آویزاں تھا:  
مُنْجِنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لِنُجَاتِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا (نزولِ الجہاس جلد دوم ص ۱۳۴) علامہ صفوری رحمت اللہ علیہ  
معلوم ہوا کہ جب محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آمد پر جنوں نکالنا بیڑ لگانا رستوں کو سجانا، محراثیں بنانا، حکم تعمیل خداوندی اور سنت ملائکہ کرام ہے۔  
آقا کے غلاموں کو میلاد منانے دو  
محبوب نے آنا ہے راہوں کو سجانے دو

### نوریوں کا مشعل بردار جلوس

صاحب معارج اللہ بت علامہ معین کا شفی لکھتے ہیں کہ  
ایک روایت میں ہے کہ براق (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری) کے دائیں اسی ہزار فرشتے اور براق کے بائیں اسی ہزار فرشتے ایستادہ تھے ہر ایک کے ہاتھ میں نورانی شمع تھی کہ ان کی چمک سے ظلمتی کا دالان روشن تھا۔ (معارج اللہ جلد سوم ص ۱۴)

### جشن آمد رسول پر نوریوں کا جلوس

صاحب جامع المعجزات شیخ محمد الواعظ الرضاوی تحریر فرماتے ہیں کہ  
”اللہ نے خیر مخلوقات کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنت کے باسیوں، سدرہ کے لکینوں اور عرش کے حاملوں سے جبریل نے کہا:  
کلمۃ اللہ تمام ہونے والا ہے، حکم الہی نافذ ہونے والا ہے ان کا ظہور ہونے والا ہے جو پیشرو نذیری ہیں، سراج منیر ہیں، شافع و مشفع ہیں اور صاحبِ لوا، الحمد ہیں ان کی اُمت آمربا المعروف اور نابی عن المسکر ہوگی۔

عرش والواوہ آنے والے ہیں جو صاحبِ امانت و دیانت اور مجاہد فی سبیل اللہ ہیں وہ خیر مخلوقات ہیں، خاتم الانبیاء ہیں وہ سب جہانوں کی طرف رحمت بنا کر بھیجے جانے



والے ہیں وہ جن کا نام محمد واحد ہے جو طے و یمن ہیں جن کا دین ناسخ الادیان ہے دنیا میں ظہور فرمانے والے ہیں۔

جبریل کا اعلان سنتے ہی ملائکہ تسبیح و تکبیر میں مصروف ہو گئے ابواب جہنم بند ہو گئے جنت کے دروازے کھل گئے اشجار جنت بار آور ہو گئے جنت کی نہریں رواں ہو گئیں بطور جنت نفع سرا ہو گئے حور و غلمان وجد میں آ گئے حجابات اٹھ گئے اور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے عالم بالا میں چلیاں پھیل گئیں۔

اللہ نے جبریل کو حکم فرمایا کہ ایک لاکھ فرشتے لے کر زمین پر جاؤ بحر و بر اور ارض و جبال میں پھیل جاؤ اور اہل زمین کو بشارت سنا دو کہ تمہیں پاک کرنے والا آ رہا ہے۔

(پانچ الحجرات ترجمہ علامہ عطاء اللہ علیہ السلام جیل مطبوعہ فرید بک سال ۱۴۰۷ھ ۲۹۸-۲۹۹)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال فلما فرغ جبرائیل علیہ السلام من اهل السموات امره الله ان ينزل الى الارض في مائه الف من الملائكة فينشقون في الارض وعلى رؤس الجبال والجزائر والبحار وسائر الاقطار حتى بشروا اهل الارض السابعة السفلى ومستقر السحوت فمن علم الله منه القبول جعله تقياً نقياً طاهراً زكياً (المستزكر للبرقي في مولد سيد ولد آدم ص ۳۰)

راوی فرماتے ہیں کہ جب جبریل علیہ السلام اہل آسمان سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ ایک لاکھ فرشتوں کو لے کر زمین پر اتریں پھر یہ فرشتے زمین کے تمام گوشوں پہاڑوں کی چوٹیوں پر جزیروں اور سمندروں اور تمام اطراف و اکناف عالم میں پھیل جائیں یہاں تک کہ ساتوں زمینوں کے باشندوں اور مستقر حوت (جہاں مچھلی ٹھہری ہوئی ہے) کے رہنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت

دیں جو اس بشارت کو قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اسے پاک صاف اور پرہیزگار بنادے گا۔

کیوں جی وہابی صاحب الملاحظہ فرمایا آپ نے

اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلوس

جبریل علیہ السلام کی قیادت میں جلوس

ایک لاکھ فرشتوں کا جلوس

دو لاکھ اسی ہزار کا جشن معراج پر اور ایک لاکھ نو بیس کا جشن میلاد پر جلوس

زمین کے تمام گوشوں پر جلوس

پہاڑوں کی چوٹیوں پر جلوس

جزیروں اور سمندروں اور تمام اطراف و اکناف عالم میں جلوس

اور پھر بشارت (جشن) اور خوشخبریاں

ساتوں زمینوں کے باشندوں کو خوشخبری میلا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مستقر حوت کے رہنے والوں کو خوشخبری میلا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور جو اس بشارت کو قبول کرے اس کو خوشخبری میلا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم

گویا کہ بذریعہ جبریل امین علیہ السلام حکم الہی ہو رہا ہے کہ

فلک کے ستاروں میں کی بہارو

سب عیدیں مناؤ حضور آ رہے ہیں

کیونکہ یہ بھی تو ارشاد ربانی ہے کہ

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا (پ ۱۱۰ ص ۵۸)

”فرمادیجئے (اے محبوب!) اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے (ملنے کے)

ساتھ انہیں چاہیے کہ یہ خوشیاں منائیں۔“

تو جن پر اللہ کا یہ فضل ہوا ہے اور اس کی رحمت جنہیں ملی ہے وہ خوشیاں مناتے ہیں



فقیر نے عرض کیا ہے کہ

آج مؤمن خوش ہیں آئی عید میلادِ النبی  
عرش پر رب نے منائی عید میلادِ النبی  
دل میں عشقِ مصطفیٰ ہونوں پہ ہے صل علی  
اہل سنت نے سبائی عید میلادِ النبی  
لطف اس نے پالیا جینے کا سرور با یقین  
زندگی میں جس نے پائی عید میلادِ النبی ﷺ

یاد رکھئے کہ عید ہر سال منائی جاتی ہے اگر ہر سال منانا جائز نہ ہوتا تو عید الفطر یا عید الاضحیٰ بھی زندگی میں ایک ہی مرتبہ منائی جاتی اور جمعہ کی عید تو ہر ہفتہ منائی جاتی ہے اس لیے علامہ ابن رسالت اسی طرح عید میلاد منایا کرتے ہیں اگر ہر سال منانا بدعت ہو جیسا کہ گستاخان رسالت کہا کرتے ہیں کہ

”ولادت تو ایک مرتبہ ہوگئی تم ہر سال میلاد مناتے ہو؟“  
تو پھر ان سے پوچھئے کہ قرآن تو ایک مرتبہ نازل ہو چکا۔  
إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي قِيلَةٍ الْقَدَرِ (پ ۳۰، القدر: ۱)  
”بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔“

تو تم ہر سال کیوں جشن نزول قرآن مناتے ہو؟

جس دلیل سے ہر سال جشن نزول قرآن منانا جائز ہے اسی دلیل سے جشن

ولادت صاحب قرآن منانا بھی جائز ہے؟ ”ما ہو جو ابکم فہو جو ابنا“

خلک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا  
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے  
حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم  
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

اور

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں  
ذکر آیات ولادت کیجئے  
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا  
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے  
جلوس میں گنبدِ خضریٰ کے ماڈلز حضور کے تبرکات کی شہیادت

مکرین میلاد و گستاخان رسالت کہا کرتے ہیں:

جس میں یہ جو گنبدِ خضریٰ کے ماڈلز یا سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے تمامہ شریف و دیگر تبرکات کا فوٹو یا شہیں اٹھائی اور جلوس کے آگے آگے چلائی یا ساتھ ساتھ لے جاتی جاتی ہیں یہ کہاں لکھا ہے اور اس کا ثبوت کہاں ہے؟ یہ بھی تو خلافِ سنت (بدعت) ہے۔

تو عرض یہ ہے کہ اس کا ثبوت بھی قرآن کریم میں ہے ملاحظہ ہوا

حضرت شمویل علیہ السلام کی قوم نے ان سے عرض کیا کہ ہم پر کوئی ایسا بادشاہ مقرر کیا جائے جس کے زیرِ قیادت و حکومت ہم جہاد کریں تو حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت نامی بادشاہ کو مقرر فرمادیا ہے اور

إِنِّي آيَةٌ مِّنْ رَبِّي أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ

(پ ۲، البقرہ: ۲۴۸)

”اس (طالوت نامی بادشاہ) کی بادشاہت کی علامت یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے گا جس (تابوت) میں تمہارے رب کی طرف سے سکون و طمینان ہوگا اور جو کچھ آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون نے اپنے ترکہ میں چھوڑا اس میں سے کچھ بچایا (تبرکات) ہوں گے اسے فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا۔“



اب اس تابوت میں کہ جسے ملائکہ اٹھا رکھا تھا اور جلوس کی شکل میں لا رہے تھے کیا تھا؟ آئیے مفسرین سے پوچھتے ہیں:

اس تابوت میں کیا تھا جسے ملائکہ اٹھا کر جلوس کی شکل میں لائے تھے؟

حضرت سید المفسرین امام خیر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

البقیۃ: ہی رضاض الالواح وعصا موسیٰ وثیابہ الخ۔

(تفسیر کبیر ج ۱ ص ۵۰۸ مطبوعہ لاہور)

”بقیۃ مما ترک“ یہ کچھ تختیاں تھیں (تورات کی) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کے کپڑے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ

وقیل کان فیہ لوحان من التوراة ورضاض الالواح النبی تکسرت وعصا موسیٰ ونعلاه وعمامة هرون وعصاه۔

(تفسیر مظہری ج ۱ ص ۳۳۹ مطبوعہ کوئٹہ)

اور کہا گیا کہ اس میں تورات کی دو تختیاں تھیں اور کچھ ان تختیوں کے اجزاء جو ٹوٹ گئی تھیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور نعلین مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا مبارک تھا۔

علامہ ابن کثیر دمشقی تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں:

عن ابن عباس فی هذه الآية (وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ہارون) قال عصاه ورضاض الالواح

وکذا قال قتادة والسدي والربیع بن انس وعکرمہ وزاد:

والتوراة قال ابو صالح (وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل

هرون) یعنی عصا موسیٰ وعصا هرون ولو حین من التوراة الخ۔

وقال عطیۃ بن سعد: عصا موسیٰ وعصا هرون وثیاب موسیٰ

وثیاب هارون ورضاض الالواح۔

وقال عبد الرزاق سألت الثوری عن قوله (وبقیۃ مما ترک آل

موسیٰ وآل ہارون) فقال منهم من يقول قلبیر معن ورضاض

الالواح ومنهم من يقول العصاء والنعلان۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۹۹ علامہ ابن کثیر دمشقی مطبوعہ کوئٹہ)

اس آیت (وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ) کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور تورات کی تختیوں کے اجزاء تھے۔

اسی طرح قتادہ سدی ربیع بن انس اور عکرمہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا اور یہ زیادہ کیا کہ تورات بھی۔

ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مبارکہ (مندرجہ بالا) کے متعلق کہا: یعنی عصائے موسیٰ وعصائے ہارون اور توریت کی دو تختیاں۔

عطیۃ ابن سعد نے کہا: عصا موسیٰ وعصا ہارون موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے اور ہارون علیہ السلام کے کپڑے اور توریت کی تختیوں کے کچھ اجزاء۔

امام عبد الرزاق نے کہا کہ میں نے ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بعض مفسرین نے کہا: ”معن“ (جو کہ

آسمان سے نازل ہوا قوم موسیٰ پر) کا (دستر خوان میں سے کچھ) بچا ہوا کپڑا اور توریت کی تختیوں کے اجزاء اور بعض مفسرین نے فرمایا: عصا اور

نعلین موسیٰ علیہ السلام۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ



امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے (تَفْصِيْلًا مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى) سے مراد موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور تختیوں کے ٹکڑے ہیں۔ (تفسیر منشور ج ۱ ص ۸۱۸ اور مضمون فیما بالقرآن ج ۱ ص ۱۲۳)۔

اسی طرح امام ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر طبری ج ۲ ص ۳۳ پر تحریر کیا ہے۔ اور امام کبجہ سعید بن منصور عبد بن حمید ابن ابی حاتم نے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ تابوت میں یہ چیزیں تھیں:

موسیٰ علیہ السلام کا عصا، موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے، ہارون علیہ السلام کے کپڑے، تورات کی دو تختیاں وغ۔ (سنن سعید بن منصور ج ۲ ص ۴۲۲)

امام اسحاق بن بشر نے البتداء میں اور ابن عساکر نے کبھی کے طریق سے حضرت ابوصالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے کہ "تَفْصِيْلًا مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى" سے مراد تختیوں کے ٹکڑے، موسیٰ علیہ السلام کا عصا، حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اور ان کی قبائلاں۔ (تفسیر عبد الرزاق ج ۲ ص ۳۵۸-۳۵۹)

ان اشیاء کو ایک دوسرے سے بھی اٹھا کر لا سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

فَنَحْمِلُهُ الْفَلَكِ

اس (تابوت کو) ملائکہ نے اٹھایا۔  
ملائکہ لفظ "مَلَكٌ" کی جمع ہے اور عربی میں جمع دو سے اوپر پر بولی جاتی ہے، یعنی اس تبرکات کے تابوت کو اٹھا کر لانے والے ملائکہ کم از کم تین تھے اور زیادہ کا شمار نہیں ہے کہ کتنے تھے؟

تو جس تابوت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تبرکات ہارون علیہ السلام کے تبرکات (عصا، نعلین، ٹکڑے وغیرہ) تھے اس کو ٹھیکسلا ملائکہ اپنے کندھوں پر جلوں کی شکل میں اٹھا کر لائے تھے۔

اب رہ گیا یہ اعتراض کہ "تم تو تصویریں اٹھاتے ہو اس کا ثبوت کہاں ہے؟" تو

ملاحظہ ہو اس کا ثبوت بھی قرآن کریم میں ہے:

يَعْمَلُونَ لَكَ مَا يَشَاءُونَ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَمَائِيلٍ (پ ۲۲ ص ۱۳)

"اس (سیلمان) کے لیے بناتے جو وہ چاہتا اوچے اوچے محل اور تصویریں۔"

یعنی جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے اوچے اوچے محلات، پتھروں سے پردوں کی تصاویر ایسے ہی فرشتوں، انبیاء کرام کی تصاویر کیونکہ اس شریعت میں تصویر سازی اور تصویر رکھنی حرام نہ تھی۔ (تفسیر نور المرقان ص ۶۸۵ حاشیہ ۸-۹ مطبوعہ لاہور)

شریعت مصطفویہ میں چانداری کی تصویر بنانا رکھنا قطعاً حرام ہے اور غیر چانداری مثلاً کسی بلڈنگ یا مسجد یا عالی شان عمارت کی تصویر بنانا جائز۔

اللہ تعالیٰ نے شریعت سابقہ میں جو کچھ جائز تھا یعنی انبیاء و ملائکہ کی تصویر سازی اس سے منع نہ فرمایا بلکہ اس کا ذکر آیت مندرجہ بالا میں فرمایا اور آل داؤد کو اس پر شکر کرنے کا حکم دیا:

اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا ۖ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ

"اے آل داؤد! شکر کرو اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ جس قدر انعامات زیادہ ہوں شکر بھی زیادہ کرنا چاہیے آل داؤد کو اللہ تعالیٰ نے یہ انعامات و اکرامات عطا فرمائے کہ جنہیں آیت مندرجہ بالا میں ذکر فرمایا، یعنی انبیاء و ملائکہ کی تصاویر، عالی شان بلڈنگیں اللہ کے انعامات تھے ان پر شکر بجالانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

ہماری شریعت میں چونکہ غیر ذی روح مثلاً مسجد نبوی، گنبد خضریٰ، بیت اللہ شریف کی تصاویر بنانی جائز ہیں اس لیے ہم جلوس میلا میں بناتے ہیں اور جشن آمد محبوب پر اللہ کا شکر بھی ادا کرتے ہیں جبکہ وہاں (قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ) کے خلاف ہا شکر سے







”اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) ! یاد فرمائیے جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے اس بات کا پختہ وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا فرما دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس عظیمتوں والا رسول تصدیق فرماتے ہوئے اس کی جو کچھ تمہارے پاس ہو تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی بدد کرتا۔“

میلاد نبی اور اصحاب رسول (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

و اصحاب رسول علیہم الرضوان کہ جن کے ایمانوں کو اللہ تعالیٰ نے تمام امت کے لیے نمونہ قرار دیا اور فرمایا: **اَتَّبِعُوا خُصَمَاءَ النَّبِيِّ**۔ (پ البقرہ: ۱۳۶)  
 ”(ایسے ایمان لاؤ جیسے لوگ (صحابہ کرام) ایمان لائے۔“  
 وہ نبی کے پیارے ہونے کا ثبوت ہے کہ ایمان کو اللہ تعالیٰ نے معیار ہدایت قرار دیتے ہوئے فرمایا: **فَإِنْ آمَنُوا بِحَقِّ صَاحِبِ الْقُبُورِ**۔ (پ البقرہ: ۱۳۷)  
 ”جس انکو وہ ایمان لائیں ایسے جیسے (صحابہ کرام) ایمان لائے ہوئے تحقیق وہ ہدایت پائیں۔“  
 اور جن محبوبانِ بارگاہِ نبویہ خدا کے بخش قدم پر چلنا راہِ ہدایت پر گامزن ہونا ہے نما اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اصحابی کما لاجوم ما یبہم القلوب ہم العتہم۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۲)

”میرے اصحابی ستارے کی طرح ہے (ان میں سے) کسی ایک کے بخش قدم پر چلو گے ہدایت پائیں۔“

ان صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک ہدایت کے ستارے حضرت ابو رواہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت ابو رواہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت عامر الصدادی رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے دیکھو وہ اپنے گھر میں اپنی قوم اور اپنے بچوں کو حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے۔

و کان یحلم و قانع ولادہ علیہ السلام لایاتہ و عشیہ و یقول ہذا الیوم ہذا الیوم۔

اور کہتے تھے آج کا دن آج کا دن (ہار و بیج الاول کا دن)۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

جس محفل میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارک کا ذکر پاک ہو وہ محفل مبارک و بوقی ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی اس محفل بیشاق میں فرمایا:

ان اللہ فصح لك ابواب الرحمة و ملکك کلیم یستغفرون لك من فعل فعلك نجی لجناتك۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تمام ملائکہ تیرے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جو شخص تیرے اس کام حبیب کام کرے گا وہ بھی تیری طرح نجات پائے گا۔ (البقرہ فی مولد العشر و اند بر شیخ ابی الخطاب)  
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مروی سے کہ

انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ و قانع ولادہ یقوم فیستبشرون و یحمدون اللہ و یصلون علیہ اذ جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت لکم شفاعتی۔ (بدیع الخرمین ص ۲۹) ابو ترابی مولد العشر و اند بر شیخ میلاد النبی کی شرعی حیثیت ص ۱۸۳

وہ (ابن عباس) اپنے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات اپنی قوم کے سامنے بیان فرما رہے تھے اور سامعین خوش ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی حمد و ثناء اور حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھتے ہوئے کہ اچانک حضور علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا تمہارے لیے میری شفاعت لازم ہوگئی۔

دہلی صاحب اسناد نے اپنے اپنے گھروں میں میلاد منایا اور ولادت کے واقعات اپنے بچوں اور اپنی قوم کے سامنے بیان کیے انہوں نے خوش ہو کر سماع فرمائے اور حمد و صلوٰۃ کے گجرے بارگاہِ خداوندی میں پیش کیے تو سرکار نے یہ نہیں فرمایا:

ایمان کرو یہ ناجائز ہے معاذا اللہ!

کیا میں نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟

کیا کسی آیت قرآنی سے ایسا کرنا ثابت ہے؟

نہیں نہیں! بلکہ ظاہر علیہ السلام نے مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے انہیں لال زوال دے مثال لغوات سے نوازا کہ اپنے گھروں میں میری ولادت کا ذکر کرنے اور میرا میلاد منانے والو!

اللہ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں

تمہارا ملائکہ تمہارے لیے بخشش کی دعائیں کر رہے ہیں



ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

پھر تمہارے پاس عظمتوں والا رسول آجائے۔

لہذا یہ بھی محفل میاؤں ہے جو سب سے پہلے رب کائنات نے فرمائی اب بتائیے  
ذکر میاؤں اور جشن میاؤں ماننا محفل میاؤں کا نام بدعت ہے یا اللہ تعالیٰ کی سنت؟  
وہابی صاحب اہم اللہ تعالیٰ کی سنت کو بدعت کہتے ہو جبکہ وہ فرماتا ہے کہ  
فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا (پ ۲۲ قاطر ۳۳)  
"تو تو ہرگز اللہ کی سنت کو تبدیل ہوتا نہ پائے گا۔"

جس طرح اس نے ذکر آمد محبوب فرمایا ہے اسی طرح ہوتا رہے گا اس میں تبدیلی  
نہیں ہوگی چاہے منکرین اور ان کی ذریت ایڑی چوٹی کا زور لگالیں بلکہ ذکر میاؤں بڑھتا  
ہی چلا جائے گا کیونکہ

وَلَا يَخْوِفُهُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى (پ ۳ اخی ۴)

"اور اے محبوب! آپ کی ہر کچھلی گھڑی پہلی سے بہتر آئے گی۔"  
رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا  
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اور

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے  
نہ منا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا  
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر  
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

تم نبیات پائے ڈالے ہو

تمہاری مثل میاؤں ماننے والے ابھی نبیات پائے ڈالے ہیں

اور تمہارے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی ہے۔

وہابیہ! تم ان انعامات سے غلامان رسالت کو محروم رکھ کر کیوں جہنم کا بندہ بننا چاہتے ہو؟

اللہ کی نعمت کا ذکر کرو

اللہ تعالیٰ نے خود بھی ذکر محبوب کی محفل سجائی اور علم بھی دیا کہ

(۲) وَادْكُرُوا لِلَّهِ غَلَبَكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءُ فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ

فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (پ ۲ آل عمران ۱۰۳)

"اور اللہ کی نعمت کا ذکر کرو جو (اس نے) تم پر کی جبکہ تم دشمن تھے (آپس  
میں) تو تمہارے دلوں کو جوڑ دیا پس تم اس کی نعمت کے ساتھ بھائی بھائی  
بن گئے۔"

تمہارا تو حال یہ تھا کہ

کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا  
لب جو کہیں مسکرانے پہ جھگڑا  
جو پیدا تھی ہوئی کسی گھر میں دختر  
تو وہ زندہ گاڑ آتے تھے اس کو جا کر

میں نے اپنے محبوب کریم علیہ اخیہ والتسلیم جیسی نعمت و رحمت عظمیٰ کو تم میں بھیجا تو  
تم بھائی بھائی ہو گئے نفرت کی جگہ محبت عداوت کی جگہ الفت جنت کی جگہ امن آیا تو اس  
نعمت کی وجہ سے آیا۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا  
اور اک نغمہ کیسا ساتھ لایا  
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا  
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا  
قیسوں کا والی غلاموں کا مولیٰ  
وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا  
تو اس نعمت عظمیٰ کا ذکر کیا کرو تا کہ میرا شکر ادا ہو سکے۔



وَأَشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوا. (پ ۱۲۲ البقرہ: ۱۵۲)

”اور شکر کیا کرو میرا انکار نہ کیا کرو۔“

وہابیوں! انکار نہ کرو بلکہ

آؤ کر کے ذکر محمد داسن راضی رب دی ذات ہووے

اساں آسیاں دی اس محفل تے لوہدی رحمت دی برسات ہووے

اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو

(۳) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ. (پ ۳۰ النبی: ۳۱۱ غری آیت)

”اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری (میلاد مصطفیٰ) تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے کہ رب تعالیٰ نے اس نعمت کے عطا فرمانے پر احسان جتایا ہے کہ

(۴) لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

(پ ۲۳ آل عمران: ۱۶۳)

”البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر بہت بڑا احسان فرمایا جبکہ ان میں

رسول کو مبعوث فرمایا۔“

اس نعمت کا چرچا کرنا اسی آیت پر عمل ہے حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان

صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”آج کسی کے ہاں فرزند پیدا ہو تو ہر سال تاریخ پیدائش پر سالانہ جشن کرتا ہے کسی کو سلطنت ملی تو ہر سال اس تاریخ پر جشن و جلوس مناتا ہے تو جس تاریخ کو دنیا میں سب سے بڑی نعمت آئی اس پر خوشی منانا کیوں منع ہوگا؟ خود قرآن کریم نے حضور علیہ السلام کا میلاد جگہ جگہ ارشاد فرمایا فرماتا ہے:

(۵) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

اے مسلمانو! تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لے آئے ہیں تو اس امانت کا ذکر ہوا پھر آگے فرمایا:

مِنْ أَنْفُسِكُمْ

تمہارے نفسوں سے۔

حضور علیہ السلام کا نسب نامہ بیان ہوا کہ وہ تم میں سے یا تمہاری بہترین جماعت میں سے ہیں اور پھر

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ وَرَحِيمٌ

حریص ہیں تم پر اور مؤمنین کے ساتھ رؤف و رحیم ہیں۔

حضور علیہ السلام کی نعت بیان ہوئی آج میلاد میں یہی تین باتیں بیان ہوتی ہیں۔

(جامع النبی جلد اول ص ۲۰۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

وہابی صاحب اکون کی بات میلاد شریف میں ہے جو خلاف قرآن و سنت ہے اور جسے تم بدعت کہتے ہو؟ اور نبی کریم سے عداوت کا برسر اسکا اعلان کرتے ہو کچھ تو شرم آنی چاہیے۔

خود اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد بیان فرمایا

جناب وہابی صاحب! ذرا سورہ مریم کا مطالعہ کیجئے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا پورا میلاد بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور ہر قرآن پڑھنے والا اس میلاد کو ایک مرتبہ ضرور پڑھتا ہے ہماری محافل میلاد میں حضرت سیدہ آمنہ والدة رسول رضی اللہ عنہا کا تذکرہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا والدة عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا اور پوری وضاحت کے ساتھ فرمایا اُمّاً حَظَّهَا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(۶) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا. (پ ۱۶ مریم: ۱۷-۱۵)



”اور یاد کیجئے کتاب میں مریم کو جب اپنے گھر والوں سے پورب کی طرف ایک جدا تک گئی تو ان سے ادھر ایک پردہ کر لیا۔“

ہم اپنی محافل میلاد میں سرکار کی آمد پر ملائکہ کا تذکرہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے پاس میلادِ مصلیٰ کے موقع پر جبریل علیہ السلام کی آمد کا تذکرہ فرمایا:

(۷) فَارْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (پ ۱۶ مریم ۱۷)

”پھر ہم نے بھیجا ان (مریم) کے پاس اپنی روح (جبریل امین) کو مکمل مثل بشر بنا کر۔“

محفل میلاد میں حضرت آمنہ خاتون سے فرشتوں کے سلسلہ کلام کا بیان کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مریم و جبریل کا سلسلہ کلام بیان فرمایا:

(۸) قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالسَّخْمِ مِنْكَ إِنْ كُنْتُ نَبِيًّا قَالَتْ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (پ ۱۶ مریم ۱۸-۱۹)

”بولی: میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے بولا: میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستمرا بیٹا دوں۔“

(۱۰) قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا (پ ۱۶ مریم ۲۰)

”بولی: میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں۔“

(۱۱) قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئٌ وَلَنَجْعَلَنَّ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا (پ ۱۶ مریم ۲۱)

”کہا: یونہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت یہ کام پھر چکا ہے۔“

پھر ہم حضرت آمنہ کے ایامِ حمل کا اور بشارات کا ذکر کرتے ہیں یہ بھی ملاحظہ ہو!

(۱۲) قَالَتْ فَانْتَذَرْتُ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ بِسَلْبِي مِثْلَ قَبْلِ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مِّنْ نَّسِيًّا (پ ۱۶ مریم ۲۲-۲۵)

”اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لئے ہوئے ایک اور جگہ چلی گئی پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا بولی ہائے میں کسی طرح اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔“

پھر ہم محافل میلاد میں تیمرک پانی، مٹھائیاں وغیرہ پیش خدمت حاضرین کرتے ہیں یہ بھی ملاحظہ ہو فرمایا:

(۱۳) فَسَادَهَا مِنْ تَحِيهٍهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحِيَّكَ سَرِيًّا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسْقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا (پ ۱۶ مریم ۲۳-۲۵)

”تو اسے اس کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کھا بے شک تیرے رب نے نیچے ایک نہر بنا دی ہے اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلاتا تجھ پر تازی کھجوریں گریں گی۔“

اور پھر محافل میلاد کے آخر میں صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے یہ بھی ملاحظہ فرمائیے

۱۔ خود فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ رطب فرمایا ہے کھجور و نسیم کی ہوتی ہے رطب اور تر تر خشک کھجور کو کہتے ہیں جسے بخالی میں ڈکا ہوا جاتا ہے اور رطب اس کھجور کو کہتے ہیں جو اچھی طرح پک کر خور کر جائے وہ زیادہ میٹھی اور نرم ہوا کرتی ہے تو تر تر نہیں فرمایا رطب کہ میرے پیٹ پر کھجور کا میلا ہے میں اس کی خوشی میں ڈکا نہیں بلکہ نرم میٹھی اور تازہ کھجوروں کا معصوم ہوا کہ میلادِ نبی کے موقع پر نرم نرم مٹھائیاں، ہٹھا دعوت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت مصلیٰ علیہ السلام کے میلاد پر ایک گلاس پانی نہیں پوری نہر اور نرم نرم میٹھی کھجوریں حضرت مریم کو عطا فرمائیں۔ (سبحان اللہ سبحان اللہ)



آخر میں سلام بھی موجود ہے:

(۱۶) وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝

(پ ۱۶، ص ۲۳)

”اور سلام مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھایا جاؤں۔“

فرمائیے وہابی صاحب! پورا پورا میلاد اللہ تعالیٰ نے اسی طریقہ سے کیا بیان نہیں فرمایا جس طرح آج ہم بیان کرتے ہیں اور جس طرح ہم آخر میں کہتے ہیں کہ

جس سہائی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اور کیا یہ ”وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ“ پر عمل نہیں ہے؟ مگر آپ سے بدعت قرار دیتے ہیں! سچ فرمایا کسی نے کہ

خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے

بشارت (خوشخبری) میلاد حضرت یحییٰ علیہ السلام

وہابی صاحب! غور کیجئے جس طرح ہم اپنے آقا کی ولادت کی مبارکبادیاں اور بشارتیں دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ کی بشارت عطاء فرمائی! ملاحظہ ہو! قرآن کریم میں ارشاد باری ہے کہ

(۱۷) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهُ يَحْيٰى ۝ (پ ۱۶، ص ۷)

”اے زکریا! ہم تجھے خوشی (بشارت) سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام

یحییٰ ہے۔“

اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس مقام پر بھی سارا میلاد و وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ حضرت زکریا نے بارگاہ رب العزت میں اپنی ضعیفی اور بیوی کا بانجھ پن سب کچھ

عرض کر کے بیٹا مانگا اور بشارت پر تعجب کرتے ہوئے یہ بھی عرض کیا کہ ان حالات میں

میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا اور جواب باری تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ مجھ پر ایسا فرمانا نہایت

آسان ہے اور پھر یہاں بھی آخر میں سلام پڑھا گیا! ملاحظہ ہو:

(۱۸) وَسَلِّمْ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ (پ ۱۶، ص ۱۵)

”اور سلام ہو اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔“

آخر وہابیوں کو ان سب امور سے اتنی چڑکیوں ہے جو سب کے سب قرآن پاک میں بڑی توضیح و تشریح سے بیان کیے گئے ہیں؟

جشن مناد: ارشاد خداوندی ہے: ”فَلْيَفْرَحُوا“

(۱۹) ارشاد باری ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْلَ ذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۝ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ (پ ۱۸، ص ۵۸)

”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ

ان کے سب دشمن دولت سے بہتر ہے۔“

بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ کا فضل حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور اللہ کی رحمت قرآن کریم رب فرماتا ہے:

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝

اور بعض نے فرمایا کہ اللہ کا فضل قرآن ہے اور رحمت حضور ہیں رب فرماتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے نزول کے مہینے یعنی رمضان میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے یعنی ربیع الاول کے مہینے خوشی منانا عبادت کرنا بہتر ہے کیونکہ

رب کی رحمت ملنے پر خوشی کرنا چاہیے اور حضور تو رب کی بڑی اعلیٰ نعمت ہیں یہ خوشی رب کی نعمتوں کا شکریہ ہے یہ خوشی منانا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے کیونکہ یہ خوشی عبادت ہے



جس کا ثواب بے حساب ہے۔ (تفسیر زاد المعاد ج ۳ ص ۳۲۲ حاشیہ ۲۵۱)

اللہ تعالیٰ کا فضل کبیر نبی کریم علیہ السلام ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَيَسِّرُ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا (پ ۲۲ ص ۱۷۱)

”اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ (حضور کی جلوہ گری) ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔“

”رحمة للعالمین“ بھی نبی کریم علیہ السلام ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پ ۷ ص ۱۷۱)

”ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بھیجا۔“

اور حصولِ فضل و رحمت پر جشن منانے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا ہے کیا اب بھی کوئی ابہام باقی ہے۔ ”فَلْيَفْرَحُوا“ فرحت سے ہے۔

اردو میں خوشی عربی میں فرحت فارسی میں جشن

متراوف الفاظ ہیں جن کا معنی ایک ہی ہے تو پھر ”فَلْيَفْرَحُوا“ کا معنی فارسی میں یہی ہوگا کہ ”جشن منانا چاہیے“ تو جشن تو دھوم دھڑکے سے ہی منایا جاتا ہے اور یہ تعمیل ارشاد خداوندی ہے جبکہ غیر شرعی حرکات اور ممنوعات سے پاک ہو۔

وہابی صاحب! میں آپ سے یہ فتویٰ لینا چاہتا ہوں کہ یہ جو پارے ملک میں ۱۲ اگست کو جشن آزادی منایا جاتا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

ع ہندو پرور سنی کرنا خدا کو دیکھ کر

تمام ذریت وہابیہ اس وقت اس جشن آزادی منانے میں پیش پیش ہوتی ہے معلوم ہے ناکہ اگر مخالفت کی تو غداروں کی صف میں نام آ جائے گا اس وقت یہ جشن منانا عین سنت کیسے بن جاتا ہے؟ مجھے اس فتویٰ کا شدت سے انتظار رہے گا۔

ہم تو جشنِ فضلِ خدا و رحمتِ عالمین، حکمِ ایزدی مناتے ہیں تم کس کے حکم سے جشن آزادی مناتے ہو کہیں خدا کے مقابلہ میں کسی اور کا حکم مان کر مشرک تو نہیں ہو جاتے

۲۵۱

حضور علیہ السلام کی آمد کی بشارت دینا سنتِ انبیاء ہے

یہ دیکھئے! حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام امام الانبیاء علیہ السلام کی آمد کی بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

(۲۰) وَمَبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِمْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (پ ۲۸ ص ۱۷۱)

”اور ان رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔“

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ

انا دعوة ابی ابراهیم وبشارة عیسیٰ (مکتوب ص ۵۱۳)

میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

تو اگر حضور علیہ السلام کی جلوہ گری سے چھ سو سال قبل مبارکباد دینا اور خوشخبری سنانا جائز ہے اور ایسا کرنے والا کوئی عام آدمی نہیں کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں تو پھر حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد مبارکباد دینا اور خوشخبری سنانا (جشن منانا، مسخائیاں پائنا، جلوس نکالنا) کیوں ناجائز ہے؟

وہابی جی! یہ بدعت نہیں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اسی لیے تو حکم فرمایا گیا ہے کہ ”فَلْيَفْرَحُوا“ جشن منانا اور گلی گلی محلہ محلہ مگر گندھوم بچاؤ کہ

مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے

جناب رحمۃ اللعالمین تشریف لے آئے



مبارک باد ہے ان کے لیے جو ظلم سہتے تھے  
کہیں جن کو اماں ملتی نہ تھی برباد رہتے تھے  
دہائی جی! ہمیں منع نہ کرو کیونکہ تم اپنے گھر بچہ پیدا ہونے پر ان سب بدعات کا  
ارتکاب کرتے ہو اور خوب کرتے ہو۔

تیرے گھر جم پیندا نکا جیہا ہال اسے  
جی و جی خوشی نال ہندا فرہمال اسے  
گھر گھر ونڈے جائدے لڈواں دے تھاں اسے  
ایدر وی تے ویکھ ایہہ تے آمنہ دا لال اسے  
لہدی واری آکھدا ایں خوشیاں مناد نہ  
مولوی جی سائوں ایس کم قول ہٹاؤ نہ

(امیر علی، مفرحوم شاعر اہل سنت)

کسی کے روکنے سے اہل سنت رک نہیں سکتے  
یہ منکر جھوٹے ہیں جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتے

انہیں اللہ کے دن یاد دلایئے "الآیت"

(۲۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ. (پ ۱۳، ابراہیم: ۵)

"اور انہیں (اے حبیب!) اللہ کے دن یاد دلایئے۔"

حکیم الامت گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

"اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ میلادِ معراج و شبِ قدر میں علماء سے  
وعظ کرانا محمود ہے وہ دانشمندان اللہ کے دن یاد دلاتے ہیں دوسرے یہ کہ جن دنوں کو اللہ  
کے پیاروں سے کوئی خاص نسبت ہو جائے وہ اللہ کے دن بن جاتے ہیں یہاں ایام اللہ  
سے مراد یا تو قوم عاد و ثمود پر عذاب آنے کی تاریخیں ہیں یا بنی اسرائیل پر من و سلویٰ

اڑنے کی اور فرعون کے غرق ہونے کی اگلی آیت سے اس دوسری تفسیر کو قوت حاصل  
ہوتی ہے۔ (تفسیر نور الرحمن ص ۷۳ حاشیہ ۳، مائت آیت مندرجہ بالا)

اگلی آیت یہ ہے کہ

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنجَاكُمْ مِنْ  
أَلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُدَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ  
وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ.

(پ ۱۳، ابراہیم: ۶)

"اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ یاد کرو اپنے اوپر اللہ  
کا احسان جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو بُری مار  
دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے اور  
اس میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: (اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ)  
ان انعامات الہی کا تذکرہ کیا کرو چنانچہ یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس  
دن فرعون ڈوبا تھا اس یادگار میں اسلام میں بھی یہ روزہ اولاً فرض تھا اب سنت ہے  
ملاحظہ ہو!

عن عائشة ان فريشاً كانت تصوم يوم عاشوراء في الجاهلية  
ثم امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بصيامه حتى فرض  
رمضان فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شاء  
فليصمه ومن شاء الفطر. (بخاری شریف جلد اول ص ۲۵۳)  
ترجمہ ملاحظہ ہو!

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش  
جاہلیت میں عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



نے (بھی) اس روزے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو حضور نے ارشاد فرمایا: اب جو چاہے یوم عاشور کا روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

صام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشوراء وامر بصیامہ فلما فرطن رمضان ترک وکان عبد اللہ لا یصومہ الا ان یوافق صومہ۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۲۵۲)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (خود بھی) یوم عاشور کا روزہ رکھا اور (دوسروں کو بھی) اس کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا پھر جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو (یہ روزہ) چھوڑ دیا گیا اور عبد اللہ (بن عمر) پھر روزہ نہیں رکھتے تھے مگر اس لیے کہ اس (فرضی روزہ کے) موافق نہ ہو جائے (یعنی یہ نہ سمجھا جانے لگے کہ عاشور کا روزہ بھی حسب سابق فرض ہے)۔

یوم نجات کو روزہ رکھ کر منایا گیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فرأى اليهود تصوم یوم عاشوراء فقال ما هذا قالوا هذا یوم صالح هذا یوم نجی اللہ بنی اسرائیل من عدوہم فصامہ موسی قال فانا احق بموسى منکم فصامہ۔ امر بصیامہ۔

(بخاری شریف جلد ۱ ص ۲۶۸ مشکوٰۃ کتاب الصوم باب صوم التلویح فصل ثالث)

نبی کریم علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: پس فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ (تم عاشورہ کے دن

روزہ کیوں رکھتے ہو؟) تو انہوں نے کہا کہ یہ صالح دن ہے یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا۔

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

پس ہم تمہارے سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے حقدار ہیں پس آپ نے روزہ رکھا اور حکم فرمایا اس دن روزہ رکھنے کا۔

چنانچہ یہودی روزہ رکھتے تھے عاشورہ کے دن کا کیونکہ اس دن فرعون ڈوبا تھا اس یادگار میں اسلام میں بھی یہ روزہ اذکار فرض تھا اب سنت ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی یادگار منانا بڑی تاریخوں میں عبادات کرنا سنت انبیاء ہے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: "اذْکُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ" اے بنی اسرائیل! تم ان نعمتوں کا ذکر کیا کرو اور ان کی یاد منایا کرو۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعمت اللہ ہیں کہ نہیں؟ اور ان کے تشریف آوری (میلاد النبی) پر یوم تشکر منانا چاہیے کہ نہیں؟ اور یوم میلاد منانا چاہیے کہ نہیں؟

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے بڑی نعمت اللہ ہیں

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ نعمت عظمیٰ ہیں کہ اللہ نے ان کو مبعوث فرما کر احسان جتایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا۔ (پ ۳ آل عمران ۱۶۴)

"ابتداء تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنین میں رسول اللہ کو مبعوث فرما کر بہت بڑا احسان ان پر فرمایا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کے حصول پر اس کی یاد منانے کا حکم بھی فرمایا ہے کہ "وَ اذْکُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَاءٌ فَآلَفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ"



قَاضِي حَتْمُ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا. (پ ۳ آل عمران: ۱۰۳)  
 "اور یاد مٹاؤ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی کہ جب تم دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کو (اس نعمت کے صدقہ سے) جوڑ دیا اور تم اس نعمت کے صدقہ سے بھائی بھائی ہو گئے۔"

اور فرمایا:

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ.

اور یاد دلائیے (اے محبوب!) ان (صحابہ کرام) کو اللہ کے دن۔  
 تو اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے دن سے زیادہ عظیم کون سا دن ہوگا جس کی یاد مٹائی جائے؟

ایام اللہ سے مراد کیا ہے؟

پہلا قول: ایام اللہ سے مراد وہ واقعات ہیں جن میں طوفانِ جبرائیل، صفادِ دم وغیرہ متواتر نازل ہوئے۔

دوسرا قول: ومن ذلك ایام العرب لحروبها وملاحمها لیوم ذی قار یوم فجار یوم قضه وغیرہ۔

تیسرا قول: نسائی اور عبد اللہ بن احمد واند المسند (امام احمد بن حنبل) میں اور بیہقی شعب الایمان میں ابی ابن کعب 'حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیر ایام اللہ میں فرماتے ہیں کہ "احسانات الہی جو جنتی اسرائیل پر ہوئے وہ مراد ہیں۔"

راغب اصفہانی مفردات میں فرماتے ہیں:

"ایام اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دن اور معراج ہے" گویا ان دونوں ایام کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کریمہ کے حکم میں داخل ہے اور اس اصل کے تحت ان بزرگوں کے ایام ولادت و وفات بھی آتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمتیں علم و عرفان اور تقرب کی نازل کیں۔

جیسے حضور داتا گنج بخش، حضور غوث پاک، سرکار الہند غریب نواز، جمیری قطب عالم، مختیار کنکی، محبوب الہی سلطان الاولیاء، دہلوی بابا فرید گنج شکر، حضرت علاؤ الدین سابر کلیری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ان کی ولادت کا جشن ان کی وفات کے دن عرسِ حد شریعت تک "وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ" کے تحت آتا ہے۔

پھر اسی میں محرم الحرام کا عشرہ یوم بدر وغیرہ رمضان المبارک سب ایام اللہ ہیں۔  
 (تفسیر الحسنات جلد سوم ص ۳۸۳ مطبوعہ فیضان القرآن، ممبئی شریک آباد)

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری، بھیروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عربی میں نعمتوں کو بھی ایام کہا جاتا ہے اور گزشتہ واقعات کو بھی یہاں دونوں مراد لیے جاسکتے ہیں، یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو وہ نعمتیں یاد دلائیں جو ہم نے ان پر فرمائیں، کس طرح انہیں فرعون کے ظلم و استبداد سے رہائی دی، کس طرح

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ہمیں کیا جنم سے نجات نہیں ملی ارشاد باری ہے کہ  
 وَادْكُرُوا الْيَوْمَ الَّذِي الْخَلَقْتُمْ اَفَلَا تَكُونُونَ تَعْلَمُونَ فَلَوْ بَدَخْتُمْ قَاضِي حَتْمُ بِنِعْمَتِهِ  
 إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ ذُفَا خُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَانْقَذَتْكُمْ وَنُفَّاهَا. (پ ۳ آل عمران: ۱۰۳)  
 "اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں یہ تھا تو اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم ایک غارِ دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔"

یعنی کہ تم میں اپنا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا اور تم کو ان کی اطاعت کی توفیق بخشی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے لیے دوزخ سے بچنے کے لیے وسیلہ عظمیٰ بنایا تو اگر قوم موسیٰ کو فرعون سے نجات ملنے کے دن اللہ تعالیٰ اس دن کی یاد مٹانے کا حکم فرماتا ہے تو ہمیں بھی دوزخ سے نجات ملنے کے دن کی یاد مٹانے کا حکم فرماتا ہے کہ (وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ عَلَيْنَا) لہذا سیاد الہی پر غور و غما، قلیل ارشاد باری ہی تو ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

انما سمعت احیاء لا ائی احید عن اعنی ناز جھم. (تاریخ و مناقب ابن مسعود ص ۱۵۶)  
 میرا نام احیاء لیے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتشِ دوزخ دفع فرماتا ہوں۔  
 تو جس محبوب کی وجہ سے امت آتشِ دوزخ سے محفوظ رہے اس کا جشن ولادت کیوں نہ منایا جائے؟



سند سے انہیں سلامتی سے گزارا اور کس طرح ان کی آنکھوں کے سامنے فرعون کو غرق کیا انہیں گزری ہوئی قوموں کے واقعات و حالات سنائیں اُن۔

(تفسیر فیہ الرحمٰن جلد دوم ص ۵۰۵ اور بیچ کرم شاہ، مجبوری رحمۃ اللہ علیہ)

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ

قال ابن عباس و اسی بن کعب و مجاهد و قتادة "بسم الله" وقال مقاتل "بوقائع الله في الامم السابقة قوم نوح وعاد و ثمود" و التقدير هذ كبرهم بما كان في ايام الله الماضية من النعمة او البلاء". (تفسیر بنوری ج ۵ ص ۳۵۳-۳۵۵ مطبوعہ کوثر)

ابن عباس، ابی بن کعب، مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں: ایام اللہ سے مراد اللہ کی نعمتیں ہیں۔ (تفسیر بنوری ج ۳ ص ۱۲۷ تجارتیہ) مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد قوم نوح، عاد اور ثمود کے واقعات ہیں۔ (تفسیر بنوری ایضاً) لیکن تقدیر یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی گزشتہ نعمتیں اور آزمائشیں یاد دلاؤ۔ (مطہری)

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ

امام ابن ابی جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ایام اللہ سے مراد گزشتہ قوموں کے حالات و واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر جاری فرمائے۔ (تفسیر در منثور ج ۳ ص ۱۹۲ اردو)

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے (وَذِكْرُهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ) کے تحت روایت فرمایا:

"ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر فرمائی تھیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قوم فرعون سے نجات دی تھی ان کے لیے سند کو پھڑ دیا تھا ان پر بادلوں کا سایہ کیا تھا اور ان پر من و سلوی اتارا تھا"۔ (تفسیر طبری ج ۱ ص ۲۱۹ تفسیر در منثور اردو ج ۳ ص ۱۹۲ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۶۶۱ تفسیر کبیر الرازی ج ۷ ص ۶۵)

نبی کریم علیہ السلام نے خود "ذکرہم بایام اللہ" پر عمل فرمایا

امام اجل حافظ اللہ بیٹ حضرت سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے

روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ

جب "وَذِكْرُهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ" کا ارشاد نزل ہوا تو آپ نے وعظ فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم)

امام ابن مردودہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن سلمہ عن علی یا الزبیر کے طریق

سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطاب فرماتے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد

دلاتے تھے۔

(تفسیر در منثور جلد چہارم ص ۱۹۲)

جناب وہابی صاحب! اب تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بیان کی محفل سجا کر اس میں وعظ کرنا خود ذات نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے ثابت ہو گیا تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انعامات خداوندی کا ذکر کرنا اس کی محفل سجا کر وعظ کرنا اور شکریہ کے طور پر یہ دن منانا تو سنت ہے بدعت نہیں!

تو اگر اس ذکر اعظم انعامات الہیہ کی آمد پر اس کے میلاد و ذکر کی محفل سجانا اس

نعت عظمیٰ کے شکریہ میں جشن منانا خوشی کرنا وعظ کرنا کیوں کر بدعت ہوگا؟

وہابی صاحب! یہ تمہاری ہی جرأت و بے باکی ہے کہ سنت کو بدعت کہہ کر جہنم کا

ایندھن بن رہے ہو اور لوگوں کو در رسول سے دور لے جانے کی نئی مذموم راہیں نکال کر خود

بدعتی قرار پارہے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

مولانا مفتی اقتدار احمد نجفی کہتے ہیں کہ "وَذِكْرُهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ" ایت سے چند

مسائل مستنبط ہوئے:



پہلا مسئلہ: اچھے دنوں کی یادگاریں قائم کرنا جائز بلکہ واجب ہیں اس سے دینی دنیوی بہت فوائد ہیں یہ مسئلہ ”وَذَكِّرْهُمْ اِنْ سَكَتَ“ سے مستحب ہوا کیونکہ ”ذکر“ امر ہے اور امر اصلی معنی میں وجوب کے لیے ہوتا ہے لہذا محفل میلاد شب معراج اور گیارہویں بارہویں پاکستان کی یادگار وغیرہ سب جائز ہیں۔ (تفسیر فی پارہ ۱۳ ص ۴۹۰)

### خلاصہ تفسیرات

مندرجہ بالا تمام تفاسیر کے حوالجات سے خلاصہ یہ نکلا کہ ”ایام اللہ“ سے مراد وہ دن ہیں کہ جن دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں پر انعامات فرمائے ان کی یاد منانے اور ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو جس دن اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کا حصول ہوا، سو یا وہ سب سے بڑا اللہ تعالیٰ کا دن ہے لہذا اسے سب دنوں سے اعلیٰ طریقہ سے منانا چاہیے اور اسے شایان شان طریقہ سے منانا اسی آیت کریمہ پر عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دن کی عظمت سمجھنے اور پھر اعلیٰ پائے پر منانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

### اثبات میلاد از احادیث مبارکہ

منکرین میلاد کہا کرتے ہیں کہ

”محافل میلاد کرنا، میلاد شریف منانا بریلویوں کی ایجاد نو ہے (بدعت ہے) حدیث میں اس کا ثبوت کہیں نہیں ہے۔“

اس کا جواب دینے سے قبل میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو جگہ جگہ سیرت کے جلسے ہوتے ہیں ان پر لائننگ اور چراغاں ہوتا ہے، ٹیوٹیں وغیرہ لگتی ہیں اسٹیج بنتے ہیں دریاں پگھلتی ہیں شامیائے لگتے ہیں مولوی آ کر گلے پھاڑ پھاڑ کر سارا زور حضور علیہ السلام کی اور اولیاء کا ملیں کی گستاخیوں پر صرف کرتے ہیں یہیبت کفر ایہ کس حدیث سے ثابت ہے کیا یہ سب کچھ بدعت نہیں ہے؟

کیا اس طرح سیرت کے جلسے حضور نے کیے صحابہ کرام نے کیے؟ کیا اس طرح جشن نزول قرآن مقررہ شب قدر میں حضور نے یا صحابہ کرام نے منایا؟

کیا جشن صد سالہ دیوبند منانے کا ثبوت قرآن و سنت میں ہے؟ کیا اہل حدیث کا یوم تاسیس منانا کسی آیت یا روایت سے ثابت ہے؟ جب ایسا کرنا ثابت نہیں ہے اور یقیناً ثابت نہیں ہے تو پھر کیا تم بھی بدعتی قرار نہیں پاتے؟ اگر تم بدعتی قرار نہیں پاتے تو اہل سنت میلاد مصطفیٰ منا کر کیوں بدعتی قرار پاتے ہیں؟

کیا یہ یک طرفہ ڈگری نہیں ہے؟ کیا قرآن و سنت کے قوانین سب امت کے لیے یکساں نہیں ہیں؟ کیا یہ فتویٰ ہائے کفر و بدعت و شرک صرف میلاد منانے والوں کے لیے ہی ہیں؟ کیا یوم پاکستان، جشن آزادی، یوم دفاع منانے اور یوم پیدائش قائد اعظم محمد علی جناح و علامہ اقبال منانے پر بھی یہی فتویٰ جاری ہوگا؟

بَلِّغْ عَشْرَةَ كَامِلَةٍ (پارہ ۱۲، البقرہ: ۱۷۶)

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (پارہ ۱۲، البقرہ: ۱۸۰)

وہابی صاحب! ان سوالات کا جواب آپ پر قرض ہے جو آپ کو ہر حال میں چکوانا ہے ورنہ اہل سنت یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ وہابیوں کو صرف اور صرف ذات رسول اللہ علیہ السلام سے عداوت ہے بس اور کچھ نہیں اور تمہیں دعوتِ فکرو دینے میں بھی ہم حق بجانب ہوں گے کہ موت آنے اور توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے آؤ اس عداوت رسول کو اپنے سینوں سے نکال دو اور سچے سچے علماء مان رسول بن جاؤ اور جہنم کا ایندھن بننے سے محفوظ ہو جاؤ۔



جہاں تک میلاد مصطفیٰ کا ثبوت حدیث سے ثابت کرنے کا مطالبہ ہے تو عرض کریں ہوں کہ آؤ!

تم سیرت النبی منانا ثابت کرو..... صحاح شہ میں سے کہیں دکھاؤ کسی امام حدیث نے سیرت النبی کا باب ہی باندھا ہو..... اور یاد رکھو تم نہیں دکھا سکتے ہو..... اور فقیر صحاح کی عظیم کتاب جامع الترمذی سے ”باب ما جاء فی میلاد النبی“ دکھاتا ہے ملاحظہ ہو امام ترمذی نے باب ہی یہ باندھا ہے کہ

”باب ما جاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم“۔

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰۲)

اور اس باب کے تحت یہ حدیث بھی لائے ہیں کہ مطلب ابن عبد اللہ ابن قیس ابن خمر مہ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

ولدت انا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل۔

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰۲)

میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام فیل (فیل کے سال) پیدا ہوئے۔

اور امام ترمذی کہتے ہیں: ”هذا حديث حسن“ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وہابی جی! بتائیے کیا صحابی رسول اپنا اور رسول اللہ کا میلاد بیان کر کے بدعتی تو نہیں ہو گئے؟ (معاذ اللہ تعالیٰ)

کیا امام ترمذی اس روایت کو بیان کر کے بدعتی تو نہیں ہو گئے؟ (استغفر اللہ تعالیٰ)

وہابی صاحب! آپ کی تسبیح اور چشم پوشی پر میں واری واری جاؤں کہ اللہ فرمائے: ”سَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ“ آپ نہ مانیں۔

ایک پیغمبر فرمائے: ”وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ“ آپ نہ مانیں۔

صحابی فرمائیں: ”ولدت انا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام

الفیل“ مگر آپ کو ہرگز نظر نہ آئے۔

اور آپ بدعت بدعت کے گولے برساتے ہی چلے جائیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

مگر وہابی جی! آپ کی چشم پوشی اور بدعت کے فتوؤں سے کون میلاد منانا چھوڑے؟

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اور

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

وہابی صاحب! اب تو خود آپ کے مجدد و اب صدیق الحسن بھوپالوی ”الشمسۃ

العمریہ“ میں مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی ”سراجا منیر“ سیرۃ المصطفیٰ میں مولوی نواز چیمہ

”خطبات چیمہ“ میں مولوی اشرف علی تھانوی ”مواعظ میلاد النبی“ میں اسی طرح ”نشر

الطیب“ میں سارے کا سارا میلاد لکھ کر بدعتی ہو چکے ہیں ذرا ان کی بھی خبر لیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا میلاد منایا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے

اپنے فضائل کا خطبہ ارشاد فرما کر محفل میلاد منائی ملاحظہ ہو! حضرت وائلہ بن اسقع رضی

اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ اصطفی من ولد ابراہیم اسماعیل واصطفی من ولد

اسماعیل بنی کنانہ واصطفی من کنانہ قریشًا واصطفی من



قریش بنی ہاشم واصطفاٰ من بنی ہاشم۔

(جامع الترمذی جلد دوم ص ۲۰۱ مشکوٰۃ ص ۵۱۳ نشر المذہب قادیان ص ۱۸)

بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام سے اسماعیل علیہ السلام کو چنا اور اولاد اسماعیل علیہ السلام سے بنی کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور مجھے بنی ہاشم سے چنا۔

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: ان اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیر فرقہم وخیر القریقین ثم خیر القبائل فجعلنی من خیر القبیلۃ ثم خیر البیوت فجعلنی من خیر بیوتہم فانما خیرہم نفسا وخیرہم بیتا۔

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰۱)

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہتر فرقہ سے بنایا اور فریقین کو پسند فرمایا تو جن قبائل کو پسند کیا مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ سے پسند فرمایا پھر گھروں کو پسند کیا تو مجھے بہتر گھرانے سے پسند فرمایا پس میں ان سے ذاتی اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

نبی کریم علیہ السلام سے حضرت عباس راوی ہیں کہ

فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرہم ثم جعلہم فرقین فجعلنی فی خیرہم فرقة ثم جعلہم قبائل فجعلنی فی خیرہم قسيلة ثم جعلہم بیوت فجعلنی فی خیرہم بیتا وخیرہم نفسا۔ (جامع الترمذی جلد دوم ص ۲۰۱)

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے فرمایا: میں محمد امین عبد اللہ ابن عبد المطلب ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے اچھے لوگوں میں پیدا فرمایا پھر اچھے لوگوں کی دو جماعتیں بنائیں اور مجھے ان لوگوں کی بہتر جماعت میں سے بنایا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے ان میں سے اچھے قبیلے سے بنایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان قبیلوں کے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھروالوں سے بنایا پس میں ذات حسب و نسب کے لحاظ سے ان سب سے بہتر ہوں۔

بتائیے وہابی جی! کیا یہ محفل میاں نہیں ہے؟

صحابہ سامعین ہیں خطیب الانبیاء صحابہ سے خطاب فرما رہے ہیں اور موضوع اشکال مصطفیٰ ہے تو ایسی محفل سجا کر لوگوں کے سامنے حضور علیہ السلام کے حالات ولادت و فضائل و محمد نبوی بیان کرنا ان احادیث سے ثابت ہے کہ نہیں؟ اور نبی کریم علیہ السلام کی سنت ہے کہ نہیں؟ مگر آپ ہیں کہ بڑی ڈھنائی سے کہتے جاتے ہیں:

حدیث سے ثابت نہیں... بدعت ہے... نبی کریم نے ایسا نہیں کیا۔

خود کو جنوں کہہ دیا جنوں کو خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

وہابی صاحب الجبے ملاحظہ کیجئے! ایک اور حدیث مبارکہ:

حضور علیہ السلام نے خود اپنی ولادت کے حالات بیان فرمائے

سے یہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بارگاہ سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں اپنی ذات پاک کے بارے آگاہ فرمائیے! "اعبرنی عن نفسك" تو ارشاد فرمایا: "انا دعوة ابی ابراہیم وبشری عیسیٰ علیہ السلام ورات امی حین حملت بی انہ خرج منها نور اضاءت لہ قصور الشام"۔



(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰، التلخیص النکیر ج ۱ ص ۲۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۳، تاریخ الخلفاء ج ۳ ص ۱۰۰۱)  
میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا (کا شمر) ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ  
السلام کی بشارت ہوں اور جب میری والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا مجھ سے حاملہ ہوئیں تو ان  
سے ایک نور خارج ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے وہ نور میں ہوں۔

نور ازلی چمکیا غائب اندھیرا ہو گیا  
کملی والا آ گیا ہر تھاں سویرا ہو گیا  
کیوں جی وہابی صاحب! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ  
میں دعائے ابراہیم ہوں بشارت عیسیٰ ہوں وہ نور ہوں جس کی روشنی سے میری  
والدہ نے شام کے محلات دیکھ لیے۔

کیا یہ سب کچھ وہی باتیں نہیں ہیں جو ہم غلامانِ رسالت محافلِ میلاد میں بیان  
کرتے رہتے ہیں اور اسے آپ بدعت کے فتوؤں سے نوازتے رہتے ہیں حالانکہ رسول  
اللہ کے خود بیان فرمانے سے یہ بیان کرنا سنت قرار پائے ہم تو سرکار کی سنت سمجھ کر بیان  
کرتے ہیں کہ۔

ہوا پہلوئے آمنہ سے ہویدا  
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

### یومِ میلاد کی اہمیت

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنين فقال  
فيه ولدت (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کا روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو  
آپ نے فرمایا: اس دن ہماری ولادت ہوئی (لہذا روزہ رکھا کرو)

وہابی جی! جن اہل حرمین کو تم اپنے سے ملانا باعثِ افتخار سمجھتے ہو اور کہتے ہو کہ وہ بھی

ہمارے عقیدہ کے وہابی ہیں وہ آج بھی پیر کے دن کا روزہ اس لیے رکھتے ہیں کہ یہ یومِ  
میلادِ مصطفیٰ ہے مگر تم ہو کہ اس مقام پر انہیں بھی بدعتی کہنے سے نہیں چوکتے ہو؟  
ع ارے تجھ کو کھائے تپ ستر ترے دل میں کس سے بخار ہے  
اہل حرمین کا میلاد منانا ہمارے لیے کافی ہے (حاجی امداد اللہ مہاجر کی)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ  
رتب الاول شریف میں حضور علیہ السلام کا مولود شریف تمام اہل حرمین یعنی مکہ  
شریف اور مدینہ شریف کے لوگ کرتے ہیں پس ان کا میلاد شریف منانا ہی ہمارے  
واسطے حجت یعنی دلیل کافی ہے۔ (امداد الصفاق ص ۵۰، از مولوی رشید احمد گنگوہی)

بتائے ذریت نجد یہ!  
اثباتِ رفعِ یدین کے لیے تو تمہارے نزدیک اہل حرمین حجت ہیں  
اثباتِ آمین بالجہر کے لیے تو تمہارے نزدیک اہل حرمین حجت ہیں  
دیگر مساعیٰ قہبیہ میں تو آپ اہل حرمین کے ساتھ ہیں!

مگر میلاد شریف منانے میں آپ ان سے اتنا سخت اختلاف کرتے ہیں کہ وہ  
اسکے ہی اس میدان میں رہ جاتے ہیں اور آپ دُوم دبا کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں آخر  
پاکستانی وہابیوں کی اورنگی چال

پاکستان کے وہابی جیسے میلاد شریف کے سلسلہ میں اہل حرمین کے کفرِ مخالف ہیں اسی طرح ہیں رکعتِ نماز  
زادہ میں بھی ان کی ذریتِ مخالفت کرتے ہیں وہ زوائد ہیں رکعت ادا کرتے ہیں یہ اسے بدعت قرار دے کر  
آنحضرت اور کائنات بتاتے ہیں تمام اہل حرمین طبعی مقلد ہیں جبکہ یہ وہابی غیر مقلد ہیں اور تقلیدِ شخصی کو شرک  
کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ۔

شرک کی اک شاخ ہے تقلید  
تو نے سچ کہا ثناء اللہ

ہم کہتے ہیں کہ۔

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا  
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا



وجد کیا ہے؟ کہ بیٹھی بیٹھی ہب اور کڑوی کڑوی تھوہ۔ میاں محمد صاحب عارف کھڑی روی پنجاب فرماتے ہیں کہ

بعض رنگاں تے مرمر جاویں اعضاں توں وٹ کھاویں  
اعضیاں مٹیں اعضاں منکر توں منصف کیویں سداویں

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی میلاد مصطفیٰ کی محفل سجائی، ملاحظہ ہو! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

جلس لس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فخرج حتی اذا ذنی منهم سمعہم یذاکرون قال بعضهم ان  
اللہ تعالیٰ اتخذ ابراہیم خلیلاً وقال آخر "موسیٰ کلمہ اللہ  
تکلیماً" وقال آخر "فعیسیٰ کلمہ اللہ وروحہ" وقال آخر  
"آدم اصطفاہ اللہ تعالیٰ"۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) تشریف فرما تھے، پس حضور علیہ السلام تشریف لائے حتیٰ کہ ان سے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا ان میں سے بعض نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا۔

دوسرے صاحب بولے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔

ایک اور صاحب گویا ہوئے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔

ایک دوسرے صحابی نے ارشاد فرمایا:

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔

تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قد سمعت کلامکم عجبکم ان ابراہیم خلیل اللہ وهو  
کذلک وموسیٰ نجی اللہ وهو کذلک وعیسیٰ روحہ وکلمتہ  
وهو کذلک وآدم اصطفاہ اللہ وهو کذلک الا وانا حبیب  
اللہ"۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

تحقیق میں نے تمہارا کلام کرنا اور تعجب میں پڑنا سنا، یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں (جیسا کہ تم نے کہا) اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے راز کی باتیں کرنے والے ہیں واقعی وہ ایسے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی روح اور کلمہ ہیں واقعی وہ ایسے ہی ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا واقعی وہ ایسے ہی ہیں مگر خیال رکھنا کہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں۔

کیوں تجی وہابی صاحب! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ذکر انبیاء وفضائل مرسلین کی محفل (محفل میلاد) سجائی کہ نہیں؟ نبی کریم علیہ السلام نے اور دیگر ان اصحاب رسول کے سامعین نے اس محفل میں شرکت کر کے اس کو سنا کہ نہیں اور پھر اسی محفل میں سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضائل کا خطبہ ارشاد فرما کر اور صحابہ نے یہ خطبہ سن کر محفل میلاد منائی کہ نہیں؟ اور اس طرح فضائل انبیاء کی محفل (محفل میلاد) برپا کرنا سنت صحابہ بنا کہ نہیں اور فضائل سید المرسلین بیان کرنا خود سنت مصطفویہ قرار پایا کہ نہیں اور سنی بریلوی حنفی اسی طرح کر کے سنت پر عمل کرتے ہیں کہ نہیں؟

اور تم اسے بدعت قرار دے کر جہنم کا ایندھن بننے ہو کہ نہیں؟

ایک اور صحابی رسول حضرت عطاء ابن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لقیست عبد اللہ ابن عمرو بن العاص قلت اخبرونی عن صفۃ



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراة قال اجل واللہ انہ لموصوف فی التوراة ببعض صفته فی القرآن .

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲)

میں حضرت عبداللہ ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا: مجھے حضور علیہ السلام کی وہ نعمت سناؤ جو تورات میں ہے انہوں نے کہا:

۱۔ میلاد کا مقام..... نوافل و قیام..... سنت خیرات نام علیہ السلام

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شبِ اسری کے دو پہر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

انیت بدابة فوق الحمار ودون البغل خطوها عند منتهی طرفها فركبت ومعی جبرئیل علیہ السلام فسرت فقال انزل فصل ففعلت فقال اندری ابن صلیت؟ صلیت ببطیة والیہا المهاجر ثم قال انزل فصل فصلیت فقال اندری ابن صلیت؟ صلیت بطور میناء حیث کلم اللہ موسی علیہ السلام ثم قال انزل فصل فصلیت فقال اندری ابن صلیت؟ صلیت بہت لحم حیث ولد عیسی علیہ السلام الخ (سنن ابی داؤد ص ۷۷۷)

ایک پہاڑ پر آیا گیا (شبِ معراج) جو گدھے سے بڑا اور چمڑے سے چھوٹا تھا اس کا قدم منہ پر پڑتا تھا میں اس پر سوار ہوا اور میرے ساتھ جبریل علیہ السلام تھے پس میں چلا تو حضرت جبریل نے عرض کیا: اتر یہ اور نماز (نفل) ادا کیجئے ایس میں نے (ایسا) کیا تو جبریل نے عرض کیا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نفل ادا کیے؟ آپ نے طیبہ میں نفل ادا کیے جو آپ کی ہجرت گاہ ہے (پھر میں چلا تو) جبریل نے کہا: اتر یہ اور (نفل) نماز ادا کیجئے ایس میں نے نفل پڑھے تو جبریل نے عرض کیا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کس جگہ پر یہ نماز (نفل) ادا کی؟ آپ نے طور سینا کا مقام جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اس مقام پر نفل ادا کیے ہیں پھر (میں چلا تو) جبریل نے عرض کیا: اتر یہ اور (نفل) نماز ادا فرمائیے ایس میں نے نفل ادا کیے تو جبریل نے عرض کیا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے (یہ نفل) نماز کہاں ادا کی؟ آپ نے (یہ نفل) نماز بیتِ الحکم میں ادا کی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد ہوا تھا (ان کی ولادت والی جگہ پر) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تھہرو! سنو! اللہ کی قسم! وہ البتہ ضرور موصوف تھے قرآن میں ان بعض صفات سے جو تورات میں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ) اس حدیث مبارکہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

- (۱) مدینہ منورہ جا کر آپ کی ہجرت گاہ سمجھتے ہوئے نوافل ادا کرنا سنت نبوی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
- (۲) جس جگہ کو کسی اہل اللہ سے نسبت ہو جائے وہاں پر رک کر (دورانِ سفر) نفل ادا کرنا بھی میرے مدعی کریم علیہ التقدیر والتسلیم کی سنت ہے جیسا کہ طور سینا کو موسیٰ علیہ السلام سے نسبت ہے اور میرے آقائے وہاں نفل ادا کیے۔

(۳) پیغمبر کے میلاد والی جگہ پر (میلادِ واقعی کی نسبت سے) نفل ادا کرنا بھی تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ بیتِ الحکم (مقامِ میلادِ عیسیٰ علیہ السلام) پر سرکارِ نفل ادا فرمائے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے اس جگہ کا تعارف ہی میرا رکے حوالہ سے کروایا کہ "حیث ولد عیسی علیہ السلام" اس حیثیت سے (یہاں نفل ادا کیے کہ) وہ مقام ولادت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

کیوں جی وہابی صاحب!

اگر میلاد اور میلادِ انبیاء والی جگہ کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو سیدنا جبریل علیہ السلام اس مقام پر کسی اور حوالے سے تعارف کرواتے یا یہاں نفل ادا کرنے کے لیے عرض نہ کرتے کہ یہ میلاد کی جگہ ہے اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس نمونہ کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یہاں پیدا ہوئے تھے اس وقت نفل ادا کر لینے کافی تھے آپ تو سینکڑوں سال کا عرصہ گزر گیا اب کیا ضرورت ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے باقی تمام حوالے چھوڑ کر صرف اور صرف میلاد کے حوالے کا ذکر فرمایا کہ "حیث ولد عیسی علیہ السلام" تاکہ پتا چلے کہ یہ میلاد کے حوالے سے جگہ کی اہمیت کا عقیدہ اور وہاں میلاد کی وجہ سے نفل ادا کرنا (میلادِ واقعی مثلاً) اور میلاد سے سینکڑوں سال بعد نبی کریم سے وہاں نفل ادا کرنا صرف بریلوی ایجاد نہیں جبریلی اعتقاد ہے اور یہ صدیوں پرانا طریقہ ہے۔

شبِ معراج: آسمانوں کو سجا کر..... خراشیں بنا کر..... بیڑ لگا کر..... راتے سجا کر..... جنم بجا کر..... جنت کی زیبائش کروا کر..... جبرائیل و میکائیل اسرائیل و عزرائیل کو بیٹھنے سے کھڑا کر..... براق بھیج کر خصوصی طور پر اس مقام ولادت پر نفل اس لیے بھی پڑھوائے گئے کہ کل اگر میرے حبیب کے تمام اس کے میلاد سے سینکڑوں سال بعد میلاد کے موقع پر

باز آجائیں..... جنتِ یاقوت لگائیں..... جنتِ یاقوت لگائیں..... بحرائیں بنائیں..... بیڑ لگائیں..... سونے سجاائیں..... زیبائش و آرائش کا سامان کریں..... بیس..... گاڑیاں..... اونٹ و گھوڑا زادوں میں سجا کر لائیں تو



کوئی بے ایمان پاگل ان پر پھٹاں نہ کئے در بدعت و کفر و شرک کے فتوے نہ دے بلکہ ان کو یہ سب کچھ کرنے میں حق بجانب تصور کرے کہ شب معراج یہ سب اہتمام و انتہاء کر کے سیّدنا مصطفیٰ علیہ السلام ملنا چاہیے اور "وَذَرُوا حُجْرَتَهُمْ بِالنَّاسِ" کے مطابق اس دن کی یاد دہانی کی جس دن نبی علیہ السلام کا میلاد ہوا تھا اور "فَلْيُحْمَلْ لَكَ وَبِزَحْمَتِهِ فَيَذَلَّكَ فَلْيَقْرَأْ حُجْرَتَهُ" پر عمل کرتے ہوئے یہ سب اہتمام و انتہاء بھی کیا گیا اور داخل بھی پڑے گئے کہ "لَهُمْ خَيْرٌ مِمَّا يَحْتَمُونَ" کا عملی مظاہرہ بھی ہو جائے۔

شارح تفسیر پھل پر ہزار میدیں رفق الاول

سوائے انیس کے جہاں میں بھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

عدیث مبارکہ میں "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" پر توجہ فرمائیں

کہ یہ جیہ (مدینہ منورہ) آپ کی اہل بیت کا ہے۔

اچھی ہجرت کا وہی نہ کسی جگہ نہ مستقبل میں بھی نہیں مگر اس کا ادب و احترام اور اس میں تواضع پہلے سے اور کیے گئے۔

معلوم ہوا کہ جو مقام میں اللہ سے نسبت (مستقبل میں) پانے والا ہو وہی محترم و معظم ہوا کرتا ہے اس مقام میں برکت و عظمت اللہ تعالیٰ نے اپنے سے ہی رکھی ہوئی ہے ملاحظہ ہوا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدینہ منورہ کی تعظیم کی

صاحب تفسیر نعیمی جناب مفتی صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ

روایت ہے کہ ایک مرتبہ تخت سلیمانی کسی سر پر چلائے ہوئے ایک جنگل پرست گزرنے لگا تو سلیمان علیہ السلام نے ٹھہر کر دیکھا کہ تخت اتار لیا جائے چنانچہ تخت زمین پر آگیا آپ نے اپنے تمام ساتھیوں سے فرمایا کہ "یہ گیارہ میل کا میدان سب لوگ پیدل ننگے پیچھے چلیں گے۔"

جب میدان طے ہو گیا تو تخت لایا گیا سب لوگ دوبارہ تخت پر بیٹھے آپ نے اس جگہ کچھ دیر قیام فرما کر ایک محفل قائم فرمایا۔

فضل سیّدنا اور سلیمان علیہ السلام

جس میں آپ نے تقریر فرماتے ہوئے اس میدان کو پیدل اور ننگے پیچھے چلنے کی وجہ بیان فرمائی کہ

"ایک وقت آئے گا جب پہاڑ سر کا تخت لڑیں اور انبیاء علیہ السلام تشریف لائیں گے اس کو

اپنا وطن مانگیں گے تاہم آپ کا حرم مقدس ہوگا۔"

پھر کچھ تخت امر سلیمان علیہ السلام کی نعت خوانی فرمائی اور فرمایا کہ

"ساری مخلوق پر اس جگہ کا ادب واجب ہے۔"

اس وقت آپ کے ساتھ ایک بادشاہ شیخ نام کے تھے انہوں نے عرض کی کہ حضور اگر اجازت ہو تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہیں ٹھہر جاؤں سلیمان علیہ السلام نے اجازت دے دی اس طرح سب سے پہلے یہاں آبادی نور بخش کی بنیاد ان ہی بادشاہ اور ان کے ساتھیوں نے رکھی اور بادشاہ کے نام پر اس شہر کا نام شیخ یا طوطی رکھا گیا جو بعد میں طیبہ کہلا گیا۔

پھر اس کا نام ایک شخص کے نام پر یثرب رکھا گیا آقائے کائنات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر مدینہ رکھا جس کو نبی تعالیٰ نے منورہ بنایا اور طیبہ یا طوطی نام باقی رکھا مگر یثرب نام ختم کر دیا اس لیے کہ یثرب کا ایک معنی خراب بھی ہے یعنی ثرب اور پھر اس والا اب اس کو یثرب کہنا شرعاً گناہ ہے جو جان کر کہے گا وہ بد بخت چلتی ہے۔

طبع وادارہ کا مکان وہی تھا جس میں ہجرت کے وقت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ رہے تھے حضرت ایوب انصاری اسی بادشاہ کی اولاد میں سے تھے آج وہاں مسجد قائم شریف ہے۔

بادشاہ نے وقت کے وقت ایک رات لکھا تھا جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ ادب تقریر فرمایا اور انہی کی محفل اور اس سرزمین کا تعارف پھر اپنا یہاں ٹھہر جانا یعنی آباد کرنا اس کا نام رکھنا "تہات ایمان لا نا اور مشتق مصطفیٰ میں اپنا حال اور ہر چیز کا تذکرہ لکھا اور وعدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام تھا نسل و نسل ہوتا ہوا اس وقت حضرت ایوب انصاری کے پاس تھا جب اس گھر میں آقائے کائنات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو خود فرمایا:

"لاؤ ہمارے گھر کو اٹھا۔"

جب حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حیران اور خوش ہوتے ہوئے دو خط لکھے۔

(تفسیر نعیمی ج ۷ ص ۳۶۸-۳۶۹ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ ہجرات)

اس ماں ویاں دیاں کون کرے؟

روایت ہے کہ ایک مرتبہ تخت سلیمانی اڑتا چلا پار ہاتھ تو نیچے زمین پر کھڑی ایک عورت نے کہا کہ

"قربان جاؤں اس ماں پر جس کا ایسا شان و شوکت عزت و عظمت والا بیٹا ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ

"نیر کی ماں سے بھی افضل ایک اور ماں دنیا میں آنے والی ہے جو محمد مصطفیٰ سرور کائنات صلی اللہ

علیہ وسلم کی ماں ہوگی۔"

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مَبْنَعُ اللَّهِ الْعَظِيمِ

(تفسیر نعیمی پارہ ۷ ص ۳۶۸ مطبوعہ ہجرات)



آج لوگ کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ مؤمن نہ تھے معاذ اللہ! مگر سلیمان علیہ السلام انہیں اپنی والدہ سے افضل بتا رہے ہیں۔

آج سب ایمان کہتے ہیں رسولِ نبی کی نیت کر کے مدینہ منورہ نہ جاؤ مگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اسی نیت سے کر یہاں حضور کی آخری آرام گاہ ہوگی اس کا ادب و احترام کرتے اور اس زمین پاک پر ننگے پاؤں چل رہے ہیں۔

امی حضرت فاطمہؑ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ہاں ہاں وہ مدینہ ہے فاضل ذرا تو جاگ

وہ پاؤں رکھنے والے یہ جا چشمِ دوسری ہے

اور ارشاد فرمایا کہ

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلتا

اسے سر کا موقع ہے وہ جانے والے

ابھی وہاں سرکار کی جلوہ گری ہوئی تھی مرقہ منورہ بنا تھا کہ سلیمان علیہ السلام مع اپنے سارے لشکر کے تمام شہر مدینہ کا علاقہ (جو اس وقت جنگل و بیابان تھا) پیدل اور ننگے پاؤں طے فرما رہے ہیں تو آپؐ مدینہ منورہ میرے آقا کی ہجرت گاہ بن چکا ہے اور وہاں آپؐ کا روضہ انور موجود ہے تو اس مقام کا ادب و احترام کتنا ضروری اور لازم ہوگا؟

بہجرت مدینہ منورہ افضل ہے مکہ معظمہ سے بھی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَلَا تَجِدُ أُمَّةَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنَ الْوَلَدِ (پ ۳۰ النحل ۳)

”اور آخری (گھڑی) بہتر ہے آپ کے لیے پہلی سے۔“

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا إِلَيَّ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَلَيْسَ لِي الْقُدْسُ خُسْفًا (پ ۱۲ النحل ۱۲)

”اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر یا رچھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم دنیا میں ان کو اچھی جگہ دیں گے۔“

علامہ سبطی اقتدار چہرہ نمیشی مگر انی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

ان آیاتِ طیبات سے چند مسئلے مستنبط ہوتے ہیں:

پہلا مسئلہ: تمام فقہاء اور اہل علم فرماتے ہیں کہ ہجرت نبوی کے بعد مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ افضل ہے چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بہت دلائل قائم فرمائے ہیں اس آیت کریمہ نیز سورۃ الفتح کی آیت ۳ (وَلَا تَجِدُ أُمَّةَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنَ الْوَلَدِ) سے بھی یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے اس لیے کہ یہاں مدینہ طیبہ کو ”حسنة“ یعنی

دینی کائنات میں ترقی مقامات سے شرافت و فضیلت والا شہر فرمایا گیا ہے اور اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے وطن مکہ معظمہ کے مقابل دوسرے وطن مدینہ طیبہ کو ”احسن“ فرمایا گیا۔

یہ دونوں آیتیں مدینہ طیبہ کی فضیلت کے ثبوت میں اتنی مضبوط دلیلیں ہیں کہ مخالفین کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں۔ فَاحْذَرُوا لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ (تفسیر نمیشی پارہ ۳ ص ۲۸۲ مطبوعہ مکتبات)

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ شہر مدینہ منورہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ

اللَّهُمَّ اِنَّا اَخْرَجْنِي مِنْ اَحَبِّ الْبِلَادِ اِلَى اَحَبِّ الْبِلَادِ (المستدرک)

اے اللہ! تو نے مجھے اس شہر سے ہجرت کروائی جو مجھے دنیا کی تمام باتوں سے زیادہ محبوب تھا اب

مجھے وہاں سکونت عطا فرما جو مجھے تجھے تمام کائنات سے زیادہ محبوب ہو۔

تو اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ السلام کا مسکن قیامت تک کے لیے مدینہ منورہ بنا دیا معلوم ہوا کہ یہ شہر اللہ تعالیٰ کو بھی ساری کائنات کے شہروں سے زیادہ محبوب ہے اس لیے یہی افضل ہے۔

نبی اکرم علیہ السلام کا محبوب شہر مدینہ منورہ

مرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں روئی افراد ہوئے تو دعا فرمائی کہ

اللَّهُمَّ حَبِّبْنَا لِبِلَادِنَا حَبِيبًا مَكَّةَ اَوْ اَمَدًا

(جذب القلوب الی دیار الحمی ص ۲۵ الشیخ محقق دہلوی)

اے اللہ! مدینہ منورہ کو ہمارا محبوب شہر بنا دے جیسا کہ مکہ کرمہ ہمارا محبوب شہر تھا بلکہ اس سے بھی

زیادہ۔

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ حضور علیہ السلام کو مکہ کرمہ سے زیادہ پسند تھا لہذا کہ سے افضل ہے۔

صحابی رسول کا عقیدہ

حضرت اسحاق عاکم تیسرا پوری رحمۃ اللہ علیہ (السنن ۷۰۰ ج ۱) فرماتے ہیں کہ

روایات میں آیا ہے کہ مروان بن الحکم نے مکہ کرمہ میں خطبہ دینا شروع کیا ایک دن منبر پر بیٹھا مکہ کے فضائل بیان کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ پر جن اکرام و انعام کی بارش کی ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی وہ اس موضوع پر بڑی لمبی گفتگو کر رہا تھا (صحابی رسول حضرت ابراہیم بن خدیج بھی منبر کے ساتھ ہی بیٹھے اس کی باتیں سن رہے تھے وہ اٹھ اٹھ کر کہنے لگے:

آپ نے مکہ کی بڑی تعریف کی بڑا مبالغہ کیا میں سن رہا ہوں اس سے انکار نہیں کہ مکہ بڑا محترم شہر ہے مگر آپ نے مدینہ منورہ کا ذکر نہیں کیا میں نے حضور کی زبان سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:



معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب چاہتے جہاں چاہتے نبی کریم علیہ السلام کی محفلِ نعت و محفلِ میلاد سجا لیتے اور نعتیں سنتے سنتے فضائلِ محبوب کے تذکرے کرتے کراتے تھے اور اسی طرح آج بھی ہم جہاں چاہیں جب چاہیں سرکارِ المہدیۃ الفضل من مکہ (شرف النبی ص ۳۹۲)

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔

طیبہ نہ سہی زہد نہ سہی کسی عشق کے بندے ہیں کیوں بت بڑھائی ہے

پھر حضرت جبریل کا یہ عرض کرنا کہ طور بیتا پر دو نفل ادا فرمائیے اس پر بھی غور ہو کہ وہاں کلیم اللہ علیہ السلام کا مقام ہوا تو وہ مقام معصوم مکرم متبرک ہو گیا تو جہاں حبیب اللہ علیہ السلام قیام قیامت آرام فرما رہے ہیں اس مقام کی عظمت کا اندازہ کون کرے؟

علماء اہل بیت کا اجماع

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اجماع کے بعد یہ بات ثابت ہے کہ وہ کنگڑا زمین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے وہ تمام اجزائے زمین ہیں کہ کعبہ سے بھی افضل ہے بعض عام کہتے ہیں کہ وہی کنگڑا تمام آسمانوں سے بلکہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔ (جذب الطلب ص ۲۲۲) (شیخ محقق)

فقیر اس موضوع پر ہی تحریر کرتا جائے تو کتاب کا موضوع ہی فضائلِ مدینہ منورہ ہو کر رہ جائے گا مگر خوفِ طوالت اس موضوع کو یہیں چھوڑ کر آگے بڑھتا ہے۔

تو اس حدیثِ پاک میں بھی میلادِ النبی کو اجاگر کیا گیا جو منکرینِ میلاد اہل حدیث کہلا کر میلاد کو بدعت کہتے ہیں ان کے لیے لو لنگر یہ ہے کہ اس پر غور کریں ورنہ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ

اونٹ دے اونٹ تیری کون سی کل سیدی

سوائے بدعت سازی کے اور کوئی کام ان منکرینِ عظمتِ مصطفیٰ کو نہیں ہے بس توئی سازی ہی ان کا کام ہے کہ

جس نے میلاد پر جھلکا لگا دیا وہ بھی بدعتی  
جس نے گھر کو سجایا وہ بھی بدعتی  
جس نے ٹیوٹیں مرچیں لگائیں وہ بھی بدعتی  
جس نے میلاد کا جلوس نکالا وہ بھی بدعتی

کی نعتوں کی محفل (محفلِ میلاد) سجا لیتے، نعتیں پڑھ پڑھا لیتے ہیں کہ یہ سنت صحابہ کرام ہے۔

وہابی صاحب! اتنے قرآن و سنت کے دلائل ہم نے پیش کیے جن میں اثباتِ محفلِ میلاد موجود ہے کہیں تم بھی کوئی ایک دلیل پیش کرو کہ حضور نے اس سے منع فرمایا ہو یا صحابہ کرام نے کہا ہو کہ ایسا نہ کیا کرو؟

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

کسی امر کو ناجائز بدعت، منع کہنے کے لیے دلیل ضروری ہے

جس امر سے منع نہ کیا گیا ہو وہ مباح ہے اسے ناجائز قرار دینے کے لیے قرآن و حدیث سے دلیل کی ضرورت ہے کیونکہ "الأصل في الأشياء اباحة" ہر شے میں اصلِ اباحت ہے اور حلال وہ جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اعلیٰ قرآن و حدیث میں حلال فرمادیں اور حرام وہ ہے جسے حرام قرار دے دیں اور جس سے خاموشی فرمائیں وہ مباح ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ

الحلال ما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه

وما سكت عنه فهو مما عفى عنه (جامع الترمذی جلد اول ص ۲۰۶)

حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن کریم) میں حلال قرار دیا

اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن کریم) میں حرام قرار

دیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ مباح ہے۔

اور جس کو مؤمنین مستحسن قرار دیں وہ اللہ کے نزدیک بھی مستحسن ہوتا ہے ملاحظہ ہو

حدیثِ پاک!

ما راد المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن (بخاری ج ۳ ص ۳۲)

جس (امر) کو مؤمنین مستحسن جانیں وہ عند اللہ مستحسن ہوتا ہے۔

میلاد شریف کو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک امتِ مرحومہ نے



مستحسن قرار دیا اور کسی نے اس سے منع نہیں کیا سوائے ملٹی بھر وہابیوں اور قبیحین ابنی عبد الوہاب نجدی کے اور یہ لوگ میلاد شریف کو بدعت قرار دیتے ہیں نامعلوم یہ بدعت کسے سمجھتے ہیں؟

ضیاء الامت حضرت حیدر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض متقدمین محفل میلاد کے انعقاد کو بدعت کہتے ہیں اور بدعت بھی وہ جو مذموم (مستحب) ہے اور فضائل ہے بے شک حدیث پاک میں بدعت سے اجتناب اور پرہیز کا حکم دیا گیا ہے غور طلب امر یہ ہے کہ بدعت کا مفہوم کیا ہے؟

اگر بدعت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عمل جو عہد رسالت میں اور عہد خلافت راشدہ میں نہ تھا اور اس کے بعد ظہور پذیر ہوا وہ بدعت ہے اور بدعت مذموم ہے اور اس پر عمل کرنے والا گمراہ ہے اور دوزخ کا ایندھن ہے۔

تو پھر اس کی زد صرف محفل میلاد پر ہی نہ پڑے گی بلکہ امت کا کوئی فرد بھی اس زد سے بچ نہیں سکے گا یہ علوم جن کی تدریس کے لیے بڑے بڑے مدارس اور جامعات اور یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں اور جن پر کروڑ ہا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ان علوم میں سے بیشتر وہ علوم ہیں جن کا خیر القرون میں یا تو نام و نشان ہی نہ تھا اور اگر تھا تو اس کی موجودہ صورت کا کہیں وجود نہ تھا۔ صرف 'نحو' معانی 'بلاغت' اصول الفقہ اصول حدیث یہ تمام علوم بعد کی پیداوار ہیں کیا جن علماء و فضلاء نے ان علوم کو مدقن کیا اور اپنی گراں قدر زندگیاں اپنی قیمتی صلاحیتیں اور اوقات ان کو معراج کمال تک پہنچانے کے لیے اور ان کی لوک پلک سنوارنے کے لیے صرف کیے

کیا وہ سب بدعتی تھے؟

اور اس بدعت کے ارتکاب کے باعث وہ سب ان حضرات کے فتویٰ کے مطابق

جہنم کا ایندھن ہے پھر گزشتہ چودہ صدیوں میں اسلام کے دامن میں کون رہ جاتا ہے جسے جنت کا مستحق قرار دیا جائے؟ اسی طرح علوم قرآن و سنت اور فقہ کی تدوین تو خیر القرون میں نہیں کی گئی تھی یہ بھی بعد میں آنے والے علماء و فضلاء کی شہانہ روز جگر کاریوں اور کاوشوں کا ثمر ہیں پھر یہ علوم جن کا وجود ہی جسمہ بدعت ہے کی تدریس کے لیے جو جامعات اور یونیورسٹیاں آج تک تعمیر کی گئیں یا اب بھی تعمیر کی جا رہی ہیں ان پر کروڑ ہا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے

کیا یہ سب تعلیمات دینیہ کی خلاف ورزی ہے؟

اور غضب الہی کو دعوت دینے کا باعث ہے

یہ عظیم الشان مسجدیں اور ان کے فلک بوس مینار اور ان کے عزیز محراب عہد رسالت میں کہاں تھے؟

کیا ان سب کو آپ گرا دینے کا حکم دیں گے؟ کیا آپ قاطع بدعت کہلانے کے جنون میں اپنی فوج سے توپیں ٹینک بمبار طیارے سب چھین لیں گے؟ اور اس کے بجائے انہیں تیر کمان دے کر میدان جنگ میں جھونک دیں گے۔

جو بدعت کی تعریف آپ نے کی ہے وہ تو ان تمام چیزوں کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے کیا اسلام جو دین فطرت ہے اس کی ہمہ گیر تعلیمات اور اس کی جہاں پرور روح کو آپ اپنے ذہن کے تنگ زنداں میں بند کرنے کی ناکام کوشش میں اپنا وقت ضائع کرتے رہیں گے؟

ہم ان حضرات کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ علماء اسلام نے بدعت کی جو وضاحت اور تشریح کی ہے اس کو پیش نظر رکھا جائے تو اس قسم کے توہمات سے انسان کو واسطہ ہی نہیں پڑتا وہ فرماتے ہیں کہ

بدعت کی پانچ قسمیں ہیں

واجب مستحب مکروہ مباح حرام



### (۱) بدعت واجبہ

اس نئی چیز میں کوئی مصلحت ہو تو واجب ہے جیسے علوم صرف و نحو وغیرہ کی تعلیم و تدریس اور اہل زنج و باطل کا رد۔

اگرچہ یہ علوم عہد رسالت میں موجود نہ تھے لیکن قرآن و سنت اور دین کو سمجھنے کے لیے اب ان کی تعلیم و تدریس واجبات دینیہ میں سے ہے اسی طرح جو باطل فرقے اس زمانہ میں ظاہر نہیں ہوئے تھے بلکہ بعد میں موجود ہوئے ان کی تردید آج کے علماء پر فرض ہے۔

### (۲) بدعت مستحبہ

وہ (نئی) چیزیں جن میں لوگوں کی بھلائی بہتری اور فائدہ ہے وہ مستحب ہیں جیسے سرائوں کی تعمیر تاکہ مسافر وہاں آرام سے رات بسر کر سکیں یا میناروں پر چڑھ کر اذان دینا تاکہ مؤذن کی (اذان کی) آواز دور دور تک پہنچ سکے یا عام مدارس کا قیام تاکہ علم کی روشنی ہر سو پھیلے۔

یہ مستحبات اور مندوبات میں سے ہے۔

### (۳) بدعت مباحہ

جیسے کھانے پینے میں وسعت اور فراخی اچھا لباس پہننا آنا چھان کر استعمال کرنا یہ مباحات شرعیہ ہیں اگرچہ عہد رسالت میں ان چھنے آئے کی روٹی استعمال ہوتی تھی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا ظهرت الفتن او قال البدع فليظهر العالم علمه ومن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۹۷۱ انسان المیزان ج ۵ ص ۹۱ تاریخ خطیب بغدادی) جب نئے ظاہر ہوں یا فساد یا بد نہاں ظاہر ہوں تو اس وقت عالم اپنا علم ظاہر کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

ہر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان چھنے آئے کی روٹی تناول فرمایا کرتے لیکن اگر کوئی شخص آنا چھان کر روٹی پکاتا ہے تو یہ اس کے لیے مباح ہے بدعت اور گمراہی نہیں تاکہ اس کو دو زخمی ہونے کی یہ حضرات بشارت سنائیں۔

### بدعت مکروہہ

وہ کام جس میں اسراف ہو وہ مکروہ ہیں اس طرح مساجد اور مصاحف کی غیر ضروری زیب و زینت۔

### بدعت ضالہ

ایسا فعل جو کسی سنت کے خلاف ہو اور اس میں کوئی شرعی مصلحت نہ ہو یہ حرام ہے۔

(فتاویٰ ہندوستان ص ۵۲ تا ۵۴ از حضرت پیر کرم شہ رحمۃ اللہ علیہ بھیروی)

شمارح مسلم امام ابو ذر کرمی الدین بن شرف النووی نے فرمایا:

البدعة بكسر الباء في الشرع هي احداث ما لم يكن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي منقسمة الى حسنة وقيحة قال الشيخ الامام المجمع على امامته وجلالته وتمكنته في انواع العلوم وبراعته ابو محمد عبد العزيز بن عبد السلام رحمه الله تعالى ورضي عنه في آخر كتاب القواعد البدعة منقسمة الى واجبة ومحرمة ومندوبة ومكروهة ومباحة۔ (القسم الثاني من تہذیب الامام ص ۴۲)

شریعت میں بدعت (باء کے کسر کے ساتھ) اس کو کہتے ہیں کہ ایسی نئی چیز پیدا کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہیں تھی اور اس کی دو قسمیں ہیں: بدعت حسنہ بدعت قبیحہ۔ علامہ ابو محمد عبد العزیز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ ورضی اللہ عنہ جن کی امامت و جلالت شان پر ساری امت متفق ہے اور تمام علوم میں جن کی مہارت و براعت کو سب تسلیم کرتے ہیں انہوں



نے اپنی کتاب ”القواعد“ کے آخر میں بیان کیا ہے کہ بدعت کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح۔

امام ابو ذر کرمی الدین بن شرف النووی صحیح مسلم کی اپنی شرح میں ”کمل بدعة ضلالة“ الحدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

هذا عام مخصوص والمراد غالب البدع قال اهل اللغة هي كل شئ عمل على غير مثال سابق قال العلماء البدعة على خمسة اقسام واجبة ومندوبة ومكروهة ومحرومة ومباحة فمن الواجب نظم ادلة المتكلمين للرد على الملاحدة والمبتدعين وشبه ذلك ومن المندوبة تصنيف كتب العلم وبناء المدارس والربط وغير ذلك ومن المباح التبسط في الوان الاطعمة وغير ذلك والحرام والمكروه ظاهران .

(شرح صحیح مسلم امام النووی ص ۲۸۵)

”کمل بدعة ضلالة“ اگرچہ عام ہے لیکن یہ مخصوص (البعض) ہے یعنی ہر بدعت ضلالت نہیں بلکہ غالب بدعت ضلالت ہوتی ہے لغت میں اس چیز کو بدعت کہتے ہیں جس کی مثال پہلے موجود نہ ہو اور علماء کرام کہتے ہیں کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) واجب (۲) مستحب (۳) حرام (۴) مکروہ (۵) مباح

واجب کی مثال یہ وہی ہے جیسے متکلمین کا ائمہ دین اور اہل بدعت پر رد کرنے کے لیے اپنے دلائل کو منظم کرنا۔

۱۔ مثلاً فقیر اور اس کے ہم شرب علماء کا میاں مفتی کے منکرین کے لیے رد کرتے ہوئے اور مجتہد کتب کا تصنیف کرنا بھی بدعت واجب ہے کیونکہ اس طرح حضور علیہ السلام کے عہد مبارک کا رد میں اہل اللہ کے رد میں کتابیں تصنیف نہ کی گئیں تو یہ بھی بدعت ضلالت ہوگی، انہیں اور ان کے منکرین بدعت و بدعت حسنہ واجب ہے۔

مستحب کی مثال یہ ہے کہ مختلف علوم و فنون پر کتابیں تصنیف کرنا مدارس تعمیر کرنا اور سرانہیں وغیرہ بنانا۔

مباح کی مثال یہ ہے کہ جیسے طرح طرح کے لذیذ کھانے پکانا وغیرہ اور حرام و مکروہ ظاہر ہیں۔

امام موصوف نے تہذیب الاسلام واللغات میں بدعت خرمہ کی مثال یہ دی ہے: قدریہ جبریہ، مرجئہ اور مجسمہ کے مذاہب باطلہ بدعت مکروہہ کی مثال مساجد کی بلا ضرورت و مقصد تزئین وغیرہ۔ (تہذیب الاسلام واللغات ص ۲۲)

لیکن محفل میاں کے انعقاد میں نہ کسی سنت ثابتہ کی خلاف ورزی ہے اور نہ ہی کسی فعل حرام کا ارتکاب ہے بلکہ یہ نعمت خداوندی پر اس کا شکر ہے اور شکر ادا کرنا کثیر آیات سے ثابت ہے اسی طرح آیت ”فَلْيَفْسَحُوا“ سے اس فضل و نعمت خداوندی پر اظہار مسرت کرنا حکیم الہی ہے۔ (نہاد الہی جلد دوم ص ۵۸)

میاں مفتی علیہ التحیۃ والثناء کی محافل کو بدعت اونا جائز کہنے سے پہلے منکرین

۱۔ دہلیوں کی روڈنگی چال اور منافقانہ پالیسی

نواب وحید الرحمن و بانی لکھتے ہیں کہ

”لعمرت البدعة“ (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تراویح کی ایک جماعت کر دینے کی نہایت کہا، یعنی یہ بدعت اچھی ہے بدعت دو قسم کی ہے: ایک بدعت ضلالت جس کو سید بھی کہتے ہیں دوسری بدعت ہدایت جس کو بدعت حسنہ بھی کہتے ہیں جو بدعت اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے موافق ہو گو اس کی مثال پہلے سے نہ ہو مثلاً خلافت کی نئی شکلیں یا عہد اور بہتر کاموں کی نئی صورتیں (جیسے کوئی شہید خانہ یا یادگار عہد بیت السائین یا بیت المعذ و زین یا کتب خانہ یا قریں سلسلہ کا بیٹک یا مدرسہ یا صنعت و حرفت و تجارت اور زراعت و علوم و طب یا مدرسہ تعلیم طب و علاج اور یہ قائم کرے) کو بدعت حسنہ ہے اور اس پر ثواب کی امید ہے بدعت دوسری بدعت کے ”امن من سنة حسنة كان له اجرها و اجر من عمل بها ومن امن سنة حسنة كان عليه وزرها و وزر من عمل بها“ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو تراویح کو بدعت فرمایا وہی معنی میں ہے یعنی بدعت حسنہ ہے کیونکہ افعال خیر میں داخل ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے موافق ہے اور بدعت اس کو اس لیے کہ کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تراویح اس انتظام کے ساتھ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



بتائیں کہ کیا اسے بدعت کہنا از خود ایک بدعت نہیں ہے؟ اور کیا سیرت کے جلے بہیشت کذا ایسے منعقد کرنا بدعت نہیں ہے؟ اور کیا وہ ایسا کر کے بدعتی نہیں ہوتے؟

(تقریر حاشیہ) انہیں پڑھی تھی جو انعام حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کیا تھا بلکہ کئی راہیں پڑھ کر اس کو چھوڑ دیا تھا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں بھی ایسا ہی رہا حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے زمانے میں سب لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کیا اور روزانہ تراویح پڑھنے کے لیے رخصت دلائی اسی لیے اس کو بدعت کہانی اہل حقیقت دوست ہے کیونکہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الطواغيت من بعدى" اور فرمایا: "اقتلوا بسنة الذين من بعدى ابى بکر وعمر ولكن بدعة حسنة" اس سے ملکی مراد ہے کہ جو بدعت سیدہ و اولاد خلف اصول شرع ہو وہ مکرر اس سے تمام انعام ابن اثیر کا۔

مترجم (وحید الخراسانی) حدیث دہلی کہتا ہے کہ بدعت کی تحقیق اور تنقیح میں علماء نے بہت گفتگو کی ہے اور ان باب میں جداگانہ مستقل رسائے تالیف ہوئے ہیں اور قول متفق یہ ہے کہ بدعت طوائف کی دو قسمیں ہیں: حسنة اور سيئة لیکن بدعت شرعی ہمیشہ حسنة ہوتی ہے جیسے حدیث میں ہے: "كُلُّ بَدْعَةٍ حَسَنَةٌ" اب بدعت شرعی کی تعریف عامہ نے یہ کہا ہے کہ دین میں جو کوئی نئی بات بغیر شرع و اہل کتاب کے جس کی دلیل کتاب و سنت سے نہ ہو اور قرآن و سنن ثلاثہ میں اس کی نظیر نہ ملے جیسے کوئی شخص نئی طرح کی نماز یا اذان یا اور کوئی عبادت نکالے مثلاً صوم و منکوس اصول و اہل کتاب اصول نوید و غیرہ طبع و طبع طرح کے چنے اور تعلیمات تفسیرات جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے ماوراء نہیں ہیں یا جو عبادت کا طرز اور مجلس اور موقع آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہے اس کو بدل کر نئی شکل کر دے مثلاً نماز پڑھ کر اذان دے یا کمرے یا عید کی نماز سے پہلے خطبہ سنائے یا ایک رکوع کے بدلے ہر رکعت میں دو رکوع کرے یا ایک ہی عید سے دو اکٹھا کرے یا غیر کی چار رکعتیں پڑھے یا مغرب کی دو رکعتیں اذان کے بعد پھر تو یہ بات جہیم کرے لوگوں کو پکارے "السنوة ايها الصائمون" کہہ کر یا نماز کے بعد مصافحہ یا معانقہ شروع کرے (حالانکہ مصافحہ ایک ہاتھ سے صرف ملاقات کے وقت مستنون ہے) یا مجلس میلاد و سماع یا عزائم و چراغان و سندان یا میاد صوفیہ یا سوز و غم جہلم مجلس مرثیہ خوانی اور ماتم چاکر کرے اور اذان کا مومن کو بغیر شرع و اہل کتاب اور اہل جہاں کے تو یہ سب کراہی ہوں گے اور ان کا کرنے والا بدعتی گمراہ گناہگار ہے گا اب درجین رسوم شادی کی (مثلاً شادی میں ہندی یا ہندو یا عفران لگانا زرد پتھر سے پستان پچھلوں کے ہار پہنانا یا گھٹے میں پھانسا اور غنی کے دروازے پہننے کے اوضاع اور اشکال جب میت تک نہ نکلا کر کی نہ ہو بدعت شرعی نہیں ہو سکتے اس لیے کہ یہ رسوم و اوضاع بغیر شرع و اہل کتاب اور اہل جہاں کی چائیں نہ ان کا کرنے والا ان کو عبادت سمجھتا ہے اور ہمارے اور ہمارے اہل و عیال اور ہمیں اور ہمیں بدعت شرعیہ نہ ہوں گے کیونکہ اس کی دلیل کتاب و سنت میں موجود ہے بعض نے مجلس میلاد کو بھی بدعت شرعیہ سے خارج کیا ہے اور اس کو بدعت حسنة

ہم نے تو آیات قرآنیہ سے فضل و نعمت خدا پر شکر کرنے کا اثبات فراہم کیا مگر کین کہیں سے منع بھی دکھادیں ایک آیت یا حدیث پاک کی ایک روایت دکھادیں کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے حبیب اعلیٰ نے فرمایا ہو کہ حصول فضل و نعمت پر شکر نہ ادا کرو اور منہ مانگا انعام پائیں

ورنہ ہم کسی ایک آیات پیش کر سکتے ہیں منجملہ ان آیات سے ایک یہ بھی ہے ملاحظہ کیجئے:

وَأَشْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ إِنَّ كُنتُمْ لِرَبَّاهُ تَعْبُدُونَ. (انعام ۱۱۳)

"اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر تم اسی کی ہی عبادت کرتے ہو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

نعمه الله محمد صلى الله عليه وسلم.

(تقریر ابن عباس ذریعہ آیت: اَلَمْ تَرَ اِىَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا)

اللہ کی نعمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(باقی حاشیہ) قرار دیا ہے بشرطیکہ دوسرے منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔ (لغات الحدیث جلد اول ص ۱۱۸-۱۱۷) مطلوبہ نعمانی کتب خانہ لاہور

تاریخین ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ وہابی نے چاہیں یا وجود رسوم ہونے کے بدعت قرار نہ دیں اور جسے چاہیں یا وجود بدعت سنہ قرار دینے کے بھی بدعت سنہ میں بھی شامل کرتے رہیں۔

ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

شادی کی رسوم کی اصل تو قرآن و سنت سے انہیں مل چکی ہیں مگر میلاد مصلیٰ کی روایت سے اہل اہل عادت کے مطابق آخر میں مجلس میلاد کو بدعت شرعیہ سے خارج کر کے بدعت حسنة بھی قرار دے دیا جائے۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے پیٹھے ہیں

قرآن فرماتا ہے: "مَنْ تَبِعَ بَدْعِيْنَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا رَافِيَ لَهُنَّ وَلَا يَلِيَّ هُنَّ لَا يَكُنَّ مِنْكُمْ" مگر حضرت عائشہؓ ہیں نہ میں نہ شیوں میں۔



اور آیت: (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا . پ ۱۳/۱۴۸) میں شکرِ نعمت یعنی تفسیر ابن عباس کے مطابق حضور جیسی نعمت کے حصول پر شکر ادا نہ کرنا کفر ثابت ہوا کیونکہ اس آیت کا ترجمہ اس تفسیر کے مطابق یہ بنے گا کہ ”کیا آپ نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے نعمت (جلوہ گری مصطفیٰ) کو کفر سے بدل دیا۔“

عجیب منطق ہے منکرینِ میلا ایک طرف تو ”اِيَّاكَ نَعْبُدُ“ پڑھ پڑھ کر اپنی توحید کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں دوسری طرف نعمتِ خدا کا کفر کر کے ”اِيْسَاءُ تَعْبُدُوْنَ“ سے راہ فرار اختیار کرتے اور کفر کا اظہار کرتے ہیں جبکہ ارشادِ خداوندی ہے کہ

لَيْسَ شُكْرُكُمْ لَا يَبْدِلُكُمْ وَلَا يَغْنَبُكُمْ وَلَٰكِنَّ كُفْرَكُمْ اِنَّ عَذَابِيْ  
لَشَدِيْدٌ (پ ۱۳/۱۴۸)

”اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو گے تو میں مزید اضافہ کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (جان لو) یقیناً میرا عذاب شدید ہے۔“

غور کیجئے! پانی ’ہوا‘ روشنی ’کان‘ آنکھیں اور دل ’صحت‘ شباب اور خوشحالی یہ سب خداوند ذوالجلال کی نعمتیں ہیں اور ان پر شکر کرنا واجب ہے جب ان فنا ہونے والی نعمتوں پر شکر کرنا واجب ہے تو خود بتائیے اس رحمتِ مجسمہ بادیِ اعظمِ محسن کا نجات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور بعثت پر شکر ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

کیا اس احسان سے بڑا کوئی اور احسان ہے اور اس نعمتِ عظمیٰ سے بڑھ کر بھی کوئی اور نعمت ہے جس ذات والا صفات نے بندے کا نونا ہوا رشتہ اپنے خالقِ حقیقی کے ساتھ استوار کر دیا جس نے انسانیت کے بختِ خوابیدہ کو بیدار کر دیا جس نے اولادِ آدم کے جگرے ہوئے مقدر کو سنوار دیا جو کسی خاندانِ قبیلے ’قوم‘ ملک اور زمانہ کے لیے رحمتِ مبعوث نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کے لیے ابر رحمت کی طرح برسا جس کی فیضِ ربانی زمان و مکان کی حدود و قیود سے آشنا نہیں جو ہر تشنہ لب کو معرفتِ الہی کے آبِ زلال سے سیراب کرنے کے لیے تشریف لایا ہر گم کردہ راہ کو صراطِ مستقیم پر گامزن

نے کے لیے آیا ہر گم کردہ کے لیے جس نے حریمِ قربِ الہی کے دروازے کھول دیے کیا اس نعمتِ عظمیٰ اور احسانِ ابدی پر شکر ادا کرنا ہم پر فرض نہیں؟ کیا اس اوائے شکر کو چھوڑ کر بدعت کے ہم گمراہ اور اپنی ذمہ داری سے راہ فرار اختیار کرنا بھی کسی مومن کا شیوہ ہو سکتا ہے؟

کیا سنتِ الہی ’سنتِ انبیاء‘ سنتِ صحابہ کو بدعتِ خالہ قرار دینا بھی مسلمانوں کا طریقہ کہلا سکتا ہے؟

کچھ تو سوچو اور غور کرو!

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی  
”منکر“ کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا  
انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام  
لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا  
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے  
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا  
نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا  
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس سب سے بڑی نعمت کا شکر بھی سب سے بڑھ کر ہونا چاہیے تاکہ جیسی نعمت ہے ویسا چرچا بھی ہو سکے۔

نعمت بے بہا ملی ہے شکر بھی بے بہا کرو  
جو کچھ بھی ہے تمہارے پاس آقا پہ تم فدا کرو

کیونکہ سب کچھ آقا پہ فدا کرنا پاس رکھنے سے (بقولِ خدا) بہتر ہے۔ (”هُوَ خَيْرٌ  
بِمَا يَخْمَعُونَ“ پ ۱۸/۵۸) اہل سنت و جماعت کا ہی یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ آقا کی  
تشریف آوری پر دل و جان سے فدا ہو جایا کرتے ہیں اور منکرینِ عظمتِ میلا داس پر



بدعت کے فتوے دیا کرتے ہیں جبکہ ان کا اپنا وجود فی نفسہ بقول ان کی تعریف (بدعت) کے بدعت ہے۔

ذکر ولادت مبارکہ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر چیز سے قبل جب نور مصطفویہ تخلیق ہو چکا تو یہ نور پھر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے جسد اطہر میں منتقل فرمادیا گیا اور پھر جب یہ نور جبین حضرت آدم علیہ السلام میں چمکنے لگا تو تمام ملائکہ سے ان کو تجدد کروایا گیا "قرآن کریم میں کئی ایک مقامات پر "اسجدوا لآدم" ارشاد خداوندی موجود ہے کہ فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے لیے تجدد ریز ہونے کا حکم فرمایا امام رازی فرماتے ہیں کہ "کسان فی جہنہ نور محمد" (تفسیر کبیر للرازی زیر آیت: وَادْفَعْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ السُّجُودَ لِآدَمَ) حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور مصطفویہ موجود تھا اسی کو تجددہ کروایا گیا۔

(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۱۵ تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۱۳۰)

سب تھیں اول حضور دا نور بنیاں لفظ کن سی جدوں فرمایا گیا

اوہو ای نور آدم دے ویج رکھ متھے ہر اک ملک اوہدے اگے بھگایا گیا

۱۔ والدی اعلیٰ حضرت امام خطابت الہامی قول عامہ ہر تمام رسول سمندری واسے رحمۃ اللہ علیہ چک ملکہ اوالہ فیعل آباد میں ایک تقریب چہلم میں خطاب فرما رہے تھے کہ ایک ادیب عمر مومنی صاحب نے کہ ختم دوا بدعت ہے فرمایا: مولوی! آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ بدعت کسے کہتے ہیں؟ کہا: ای ہاں! بدعت وہی چیز جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نہ تھی بعد میں پیدا کی گئی وہ (چیز) ہوا کرتی ہے اور ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب اس بدعت کا کیا حکم ہے؟ کیا کاسے جڑ سے ختم کر دینا چاہیے فرمایا پھر سب سے پہلے تو آپ (جو چلتی پھرتی ستر سالہ بدعت ہیں) کو ختم کرنا چاہیے تاکہ نہ رہے ہانس نہ بچے ہاسری تہ یسے مولانا! کیا آپ حضور کے دور میں تھے؟ جب نہیں تھے تو آپ کا وجود بھی تو بدعت ہے! تو نہ پکڑو اور کاٹو اپنی گردن تاکہ بدعت ختم ہو۔ مولوی صاحب اگلے دوسرے ہانگیں رکھ کر تیزی سے چلتے چلتے تو بدعت کا صحیح مفہوم یہ ہوگا کہ ہر وہ نیا چیز جو سنت سے نکلے وہ بدعت ہے ورنہ ان تمام مولویوں کو سفر راستی سے متنازع ہے گا کیونکہ یہ اب شے پیدا ہوئے ہیں اس سے پہلے تھے۔

رکھ کے عالم الغیب دے کول برساں اوہو نور لکھایا پڑھایا گیا

اچے آکھ دے نے لونوں غیب ناہیں جیدے سامنے سب کچھ بنایا گیا

گزشتہ اور اراق میں ہم دینے وہابیہ کی کتب سے اور اکابرین امت محدثین کی تصانیف سے ثابت کر چکے ہیں کہ سب سے پہلے نور مصطفیٰ تخلیق ہوا باقی سب کچھ نور مصطفیٰ سے جیسا کہ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج میں فرمایا: (انا من نور اللہ وکل المخلوق من نوری) تو بعد میں جو کچھ بھی بنا حضور علیہ السلام کے سامنے ہی بنا حضور سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے کہ۔

نور نبی ول جھک گئے ملک سارے ایہہ پر ابلیس نوں دیکھ کے اگ لگ گئی

بے ادب نہ ادب بجا لیا ندا خبرے او سنوں کھڑی مار وگ گئی

۱۔ وہابی مفسر مولوی مجدد کہتے ہیں کہ بڑے رحمت والے خدا نے قرآن اپنے پیغمبر حضرت محمد کو سکھایا۔ (اشرف الحواشی ص ۶۳۴ ترجمہ: نواب وحید الزماں تفسیر اشرف الحواشی)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

عَلَّمَ الْقُرْآنَ فَقُلُوبُهُمْ عَلَى غَيْبِهِ آخِذِينَ وَلَا مَنِي اَوْ قُضِيَ مِنْ وَشُولِي (پ ۱۶۹ ج ۲)

"وہ ہے جاننے والا غیب کا پس نہیں خبردار کرتا اور غیب اپنے کے کسی کو مگر جس کو پسند کرتا ہے پیغمبروں سے۔"

(ترجمہ وحید الزماں ص ۶۸۵ مطبوعہ لاہور مع اشرف الحواشی مولوی مجدد وہابی)

وَمَا تَحْتٰنَ اللّٰهُ يَطْلَعُ عَلَيْكَ الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَخْصِي مِنْ رَّسُلِهِ مَنْ يَّشَآءُ .

(پ ۲ آل عمران ص ۱۷۹)

"اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ خبردار کرے تم کو اور غیب کے لیکن اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے۔"

(ترجمہ وحید الزماں تفسیر مولوی مجدد وہابی ص ۸۹ مطبوعہ کشمیری بازار لاہور)

علیٰ بن القیاس اثبات علم غیب مصطفویہ پر بے شمار دلائل موجود ہیں مگر وہابی باوجود اپنے مفسرین و مترجمین کے اسے تسلیم کرنے کے نہیں مانتے اور اسے شرکیہ عقیدہ قرار دیتے ہیں کیا وحید الزماں اور مجدد وہابی مشرک ہیں؟



اللہ فرماتا ہے:

فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۖ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ (پ ۲۳ ص ۷۳-۷۴)

”پس تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا)۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے میرے حکم کے باوجود سجدہ کیوں نہیں کیا تو بولا:

خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَ مِنْ طِينٍ ۖ (پ ۲۳ ص ۷۶)

”پیدا کیا تو نے مجھے آگ سے اور اے مٹی سے۔“

شیطان نے شروع سے مٹی کو دیکھا، نور مصطفویہ کو نہ دیکھا تو راندہ درگاہ ہو گیا اور تا

قیام قیامت لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈال دیا گیا۔

خیال کیجئے اس اہانت رسول اور انکار نور مصطفوی سے اس شیطان کی چھ لاکھ سال

کی عبادت اس کے کام نہ آئی تو ان گستاخ ایڈ کمپنی کی چالیس یا ساٹھ برس کی کیا کریں گی۔

وہ اپنی توحید بھانا بچانا (کہ میں تو غیر اللہ کی تعظیم نہیں کروں گا) راندہ درگاہ ہو گیا

اور توحید بھی محفوظ نہ رہی ان کی نمازیں عبادت و ریاضات کس کھاتے میں جائیں گی۔

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

اور مولوی ظفر علی خان نے لکھا ۔

نہاڑ اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی

مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطنی کی عظمت پر

خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: یا اللہ!

ملائکہ پہلے میرے پیچھے چلتے تھے پھر انہوں نے مجھے سجدہ کیا، اس کی وجہ کیا ہے؟

فرمایا: پیارے آدم! پہلے میرے حبیب علیہ السلام کا نور تیری پشت مبارکہ میں تھا تو

فرشتے احتراماً تیرے پیچھے پیچھے چلتے تھے پھر وہ نور تیری پیشانی میں چکا تو فرشتوں نے

تعظیم و تشریفاً میرے ہی حکم سے تجھے سجدہ کیا۔ عرض کیا: مولانا!

اس نور کی میں بھی زیارت کرنی چاہتا ہوں؟

تو پھر وہی نور حضرت آدم کے انگوٹھوں میں جلوہ گر ہوا آپ نے فرط محبت سے

دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا اور فرمایا: ”قُرۃ عَیۡنِی بَکَ یا رَسُوْلَ اللّٰہِ

صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَ سَلَمَ“۔

(معارج المروت ج ۱ ص ۲۴۵ تفسیر راجح البیان ج ۷ ص ۲۹۹ زرقانی شریف جلد اول ص ۳۱۲-۳۱۱ بیان

میاں دادعلی بی ایمن ج ۱ ص ۲۰۰ دیگر کتب)

سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انگوٹھے چومے

حضرت سیدنا بلال مؤذن رسول رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی میں اذان دی تو یہ

کلمہ فرمایا: ”اَشْهَدُ اَنْیَ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ“ تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ نے یہ کلمہ سن کر اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوما اور اپنی آنکھوں سے لگا کر کہا:

قُرۃ عَیۡنِی بَکَ یا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَ سَلَمَ ۔

اس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو یہ فرماتے ہوئے

شاکہ

مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِی فَقَدْ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِی ۔

(مقاصد حسنہ ص ۲۸۲)



جس شخص نے میرے خلیل (ابوبکر) کی طرح کیا (انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے) اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔  
ایک اور روایت کے مطابق ارشاد فرمایا: جس نے میرے خلیل کی طرح یہ فعل مبارک کیا تو

انا قالہ الی الجنة وطالبہ فی صفوف القيامة .

(شامی ج ۱ ص ۳۵۰ جلالین شریف ص ۳۵۷ توت القلوب ص ۱۰۷ روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹)  
میں جنت میں اس کا قلم ہوں گا اور قیامت کی صفوں میں اس کا طلبگار ہوں گا تو پھر۔

وَعُوْذًا ہٰی کریں صدر قیامت کے سپاہی  
وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

اصلاب طاہرہ و ارحام طیبہ میں یہ نور منتقل ہوتا رہا

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے یہ نور پاک اصلاب طاہرہ و ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا چلا گیا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَتَقَلَّبْکَ فِی السَّجْدِیْنَ (پ ۹ اشعرا: ۱۱۹)

”اور اللہ نے آپ کا ساجدین میں منقلب ہونا ملاحظہ فرمایا۔“

معلوم ہوا کہ جتنی صلیبوں میں اور جتنے رحموں میں یہ نور پاک جلوہ افروز ہوتا رہا سب پاکیزہ تھے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عبد اللہ تک اور حضرت سیدہ حوا علیہا السلام سے لے کر جناہ سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا تک سب پاکیزہ و مؤحدین و مؤمنین تھے یہ قرآن کی اس آیت مندرجہ بالا سے ثابت ہے۔

نبی کریم علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا:

لَم یَزَلِ اللّٰہُ یَقْلِبْنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّیْبَةِ اِلَى الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ  
حتیٰ اخر جنسی . (ذوالحجہ ص ۷۷ تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۹۸ انصاف الکبریٰ

ج ۱ ص ۳۹ دارالکتب العربیہ کتاب الفقہ ج ۱ ص ۳۰۰)  
اللہ تعالیٰ نے مجھے طیب پشتوں سے طاہر رحموں کی طرف منتقل فرمایا حتیٰ کہ مجھے پیدا کیا۔  
تو حضرت نبی اکرم کے تمام آباء و اُمہات تا حضرت آدم علیہ السلام پاک طیب طاہر مؤمن و مؤحد ہیں۔

مگر وہابیہ اس آیت وحدیث کے خلاف انہیں مؤمن نہیں مانتے قرآن وسنت سے ثابت ہونے والے ہر امر کی مخالفت کا ان لوگوں نے ٹھیکہ لے رکھا ہے۔  
جن اعلیٰ نفوس قدسیہ کی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں قسمیں بیان فرماتا ہے ذرا آپ ہی فرمائیے ان کی عظمت ومقام کیا ہوگا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا اُقْسِمُ بِہٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ جَلَّ بِہٰذَا الْبَلَدِ وَ وَاٰلِہٖ وَ مَا وَکَدَہٗ

(پ ۳۰ البلد: ۳۵)

”میں اس شہر کی قسم نہیں فرماتا (اور اس حال میں کہ) آپ وہاں موجود ہوں اور والد کی قسم اور ولد کی قسم“۔

آپ ہی اپنے تغافل پہ ذرا غور کریں  
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنِ حَتّٰی کُتِبَتْ رَسُوْلًا . (پ ۱۵ الاسراء: ۱۵)

”ہم کسی کو عذاب دینے والے نہیں حتیٰ کہ ہم اس کی طرف رسول کو مبعوث نہ فرمادیں۔“

یعنی بعثت سے پہلے اگر کوئی صرف ”لا الہ الا اللہ“ کا ہی اقرار و تصدیق کر دے تو وہ

۱۔ امام سیوطی محدث ابن جوزی و دیگر اکابرین محدثین امت نے حضور علیہ السلام کے والدین کے ایمان پر زبردست رسالے لکھے ہیں اور ان کا قہرہ سے ان کے ایمان کو ثابت کیا ہے۔



ناجی اور مؤمن ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ظاہری زمانہ جن لوگوں نے نہیں پایا اور وہ توحید کا اقرار کرتے تھے تو وہ مؤمن تھے اب حضور علیہ السلام کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما نے یہ زمانہ نہ پایا بلکہ اس سے قبل ہی اس دار فانی سے کوچ فرما گئے اور مطلب عبدالمطلب یعنی اقرار توحید پر فوت ہو گئے تو یقیناً وہ مؤمن اور ناجی تھے۔ (الحمد للہ علی ذلک)

وہابی جی! کیا آپ شفاعت مصطفویٰ پر بھی یقین نہیں رکھتے؟ اس پندرہویں صدی میں بھی جو لڑکا قرآن کریم کو اپنے سینے میں سمو لے وہ تو دس افراد خاندان (جن پر جہنم واجب ہو چکا ہے) کو اپنی شفاعت سے جنت میں لے جائے اور صاحب قرآن اپنے والدین کو جنت میں نہ لے جائے یہ کیسے عقیدے ہیں؟ ملاحظہ ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

حافظ قرآن اپنے خاندان کے جہنمیوں کو شفاعت سے جنت میں لے جائے گا

من قرء القرآن وحفظہ ادخلہ اللہ الجنة وشفعہ فی عشرة من

اہل بیتہ کلہم قد استوجب النار۔ (ابن ماجہ شریف ص ۱۹)

جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس کو حفظ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کی اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے متعلق شفاعت قبول فرمائے گا ایسے دس آدمی جن پر جہنم واجب ہو چکا ہو گا۔

جلدی سے بتائیے وہابی صاحب! ایک عام حافظ قرآن دس جہنمیوں کو شفاعت کر کے جنت میں پہنچا دے گا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کو جنت میں نہ لے جاسکیں گے؟ جبکہ عظمت والدین بیان فرماتے ہوئے سرکار نے ارشاد فرمایا کہ  
لو ادرکت والدی او احدهما وانا فی صلوة العشاء وقد قری

فیہا بفتاحۃ الکتاب فنادی یا محمد لا جنتھا لبیک۔

(تفسیر درمنثور اردو ج ۳ ص ۱۵۶ مسابک المصابیح ص ۵۶ از امام بیہقی)  
اگر میں اپنے والدین کو پاتا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کا زمانہ مجھے میسر آتا اور میں نماز عشاء شروع کر کے اس میں سورۃ فاتحہ مکمل کر چکا ہوتا اور وہ مجھے آواز دیتے: یا محمد! تو میں ان کی آواز کا جواب دیتے ہوئے کہتا: لبیک (میں حاضر ہوں۔)

بتائیے وہابی صاحب! جن کی آواز مبارک پر ساری کائنات کو حکم ہے کہ فوراً حاضر ہو جاؤ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

اَسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔ (پ ۹ الاطال: ۳۳)

”جب اللہ اور رسول بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔“

اور بخاری کی روایت کے مطابق حضور کی آواز پر (سعید ابن معنّی یا ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما) کچھ دیر سے حاضر ہوئے کہ (نماز میں تھے) تو سرکار نے اسی آیت کی طرف ان کو توجہ دلائی کہ کیا تم نے قرآن میں پڑھا نہیں کہ اللہ کا رسول بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔

اور جن کی نیند پر تاجدارِ محلِ اقی شیر خدا حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اپنی نماز قربان کر دیں۔

مولا علی نے واری تری نیند پر نماز  
وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

وہ آقا اور مولا جن کی آواز پر اپنی نماز چھوڑ کر لبیک کہنے کے متمنی ہوں تمہیں ان میں ایمان نظر نہیں آتا؟ اگر تمہارا عقیدہ ایسا گندا اور غلاظت کا پھندہ ہے تو پھر اپنے ایمان کی خیر مناد۔

اور پھر وہابی صاحب! ایک گنہگارِ مؤمن کی دعائے مغفرت تو والدین کے درجات



بلند کرے اور حضور کی دعائے مغفرت والدین کو فائدہ نہ دے کس طرح ہو سکتا ہے۔  
ملاحظہ ہوا! حدیث پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر روز محشر ایک گنہگار  
قبر میں دفن کرتے وقت سراپا گناہ تھا، جنت میں اسی کا درجہ بلند کیا جائے گا تو وہ عرض  
کرے گا: اے پروردگار عالم! میں تو گنہگار تھا یہ درجہ کیسے بلند ہو گیا تو جواب ملے گا:

بِاسْتِغْفَارٍ وَلَدَيْكَ. (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶)

یہ درجہ تیرے بیٹے کی دعائے مغفرت سے بلند ہوا۔

تو کیا میرے آقا کی دعائے مغفرت سے آپ کے والدین کریمین کے درجات  
بلند نہ ہوتے ہوں گے؟ اور لیجئے سنئے! حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ابن آدم کا ہر عمل  
مرنے کے بعد منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل منقطع نہیں ہوتے۔

ولد صالح يدعوه له و صدقة تجرى يبلغها اجرها و علم يعمل به

من بعده. (ابن ماجہ ص ۲۱ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶)

(۱) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے (۲) صدقہ جاریہ جس کا ثواب ملتا

رہے (۳) علم جس پر اس کے مرنے کے بعد عمل کیا جاتا رہے۔

تو ایک روسیہ گنہگار کے بچے کی دعا تو میت (والدین) کو نفع پہنچائے مگر سرور عالم

کی دعا ان کے والدین کو نفع نہ پہنچائے؟

عام مؤمن کا صدقہ جاریہ تو نفع دے اور سرکار کا صدقہ جو قیامت تک جاری رہے  
کا نفع نہ دے؟ میرا تیرا علم تو اموات کو نفع دے اور عالم ماکان و ما یکان کا عمل نفع نہ  
دے؟

ع اے تجھ کو کھائے تپ ستر ترے دل میں کس سے نجات ہے

وہابی صاحب! ہو سکتا ہے کہ تم کہو دعا صدقہ علم نافع مؤمن کو فائدہ دے گا تو ہم  
نے گزشتہ اوراق میں ایمان والدین مصطفیٰ ثابت کر دیا ہے۔

اور بتائیے کہ بے ایمان پر کیا درود پڑھنا جائز ہے؟ تم تو ایک طرف آباء مصطفیٰ (جو

آل ابراہیم ہیں) کو مؤمن نہیں سمجھتے تو دوسری طرف ہر نماز میں ان پر درود پڑھتے ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی

اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

تو بتاؤ یہ آل ابراہیم کون ہیں؟ عجیب تمہاری منطق ہے نماز میں تمام آباء مصطفیٰ

پر درود پڑھتے ہو اور سلام پھیرتے ہی ان کے عدم ایمان کی بات کرتے ہو۔

وہابی جی! میرے آقا علیہ السلام کا معروف ارشاد کہ "جنت ماں کے قدموں تلے

ہے" حضور کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مقام کو کس قدر واضح کر رہا ہے ہر

ماں کے قدموں کے نیچے اپنی اولاد کی جنت ہے تو میرے آقا علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا

کیا مقام ہوگا۔

اور بخاری کی حدیث کے مطابق نابالغ بچے جو فوت ہو جاتے ہیں رب سے

مجاہد کر کے اپنے جہنمی والدین کو جنت میں لے جائیں گے جن والدین کا تخت جگر

معصوموں کا امام ہو اور جنت کا مالک ہو وہ اپنے اس تخت جگر کے ہوتے ہوئے جنت میں

نہ جائیں گے؟

دس جنتی جانور

وہابی صاحب! ملاحظہ ہو علامہ اسماعیل حقّی تفسیر روح البیان علامہ آلوسی روح

العالی امام غزالی احسن القصص اور علامہ صفوری نزہۃ المجالس میں لکھتے ہیں:

روى الله يدخل الجنة مع المؤمنين على ما قال مقاتل عشرة

من الحيوانات تدخل الجنة ناقة صالح وعجل ابراهيم

وكبش اسماعيل وبقرة موسى و حوت يونس و حمار عزير

ونملة سليمان و هدهد بلقيس و كلب اصحاب الكهف

وناقة محمد صلى الله عليه وسلم فكلهم يصيرون على

صورة كبش ويدخلون الجنة و ذكره في مشكوة الانوار قال



الشیخ السعدی قدس سرہ۔

سنگ اصحاب کہف روز چند

پے نیکاں گرفت مردم شد

یعنی بامراداں داخل جنت شد در صورت کیش۔ (تفسیر روح البانی ج ۵ ص ۲۳۶)

انقص ص ۵۸ نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۵۸ یوسف الخاں 'نسبت ہاوث جنت ص ۸۔ ۹)

جناب مقاتل کے بقول مروی ہے کہ حیوانات میں سے دس جانور جنت میں داخل ہوں گے: (۱) صالح علیہ السلام کی اونٹنی (۲) ابراہیم علیہ السلام کا چھڑا (۳) اسماعیل علیہ السلام کا ذنبہ (۴) موسیٰ علیہ السلام کی گائے (۵) یونس علیہ السلام کی مچھلی (۶) عزیر علیہ السلام کا گدھا (۷) سلیمان علیہ السلام کی چوہنی (۸) سیدہ بلقیس کا ہد ہد (۹) اصحاب کہف کا کتا (۱۰) اور نبی کریم علیہ السلام کی اونٹنی ان تمام جانوروں کو مینڈھے کی شکل میں متشکل کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ مشکوٰۃ الانوار میں ہے کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اصحاب کہف کے کتے کو چند دن نیک مردوں کی صحبت میسر آئی تو وہ اور لوگوں کے ساتھ مینڈھے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔

وہابی جی! یہ جانور کوئی مؤمن نہیں یہ تو مکلف بالشرع بھی نہیں ہیں تو ان کے دخول جنت کی وجہ صرف اور صرف شرف نسبت و صحبت ہے وہ بھی ایسا کہ کچھ عرصہ رہا مگر میرے آقا علیہ السلام کے والدین کی حضور سے نسبت تو ایسی ہے کہ جو کبھی ختم نہ ہوگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل نسب وحسب وصہر ینقطع یوم القیامۃ الا حسبی ونسبی وصہری۔

(جامع البیہق ج ۳ ص ۴۳ الشرف ابو بلال محمد 'از امام نعمانی رحمۃ اللہ علیہ' الصواعق المحرقة)

بروز قیامت ہر حسب و نسب وصہر کا رشتہ منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ

حسب و نسب وصہر باقی رہے گا۔

تو اگر اس نسبت سے جانور جنتی ہو سکتے ہیں تو میرے آقا کی دائمی نسبت کی وجہ سے والدین مصطفیٰ جنتی نہیں ہو سکتے؟

اس لیے اہل سنت و جماعت کے نزدیک والدین مصطفیٰ ناجی و مؤمن ہیں جیسا کہ امام اجل حافظ الحدیث حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذہب جمع کثیر من الائمة الاعلام الی ان ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاجیان محکوم لہما بالنجاة فی الاخرة۔ (کتاب الدرر المہدی فی الآباء الشریفہ ص ۲)

اکثر جماعت ائمہ اعلام اس (عقیدہ) کی طرف گئے ہیں (یعنی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ناجی (جنتی) ہیں اور آخرت میں ان کے لیے نجات کا حکم دیا گیا ہے۔

زید المفسرین علامہ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اکثر مفسرین محمد شین مؤرخین کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے والدین کریمین زندگی میں بھی مؤمن تھے موت کے وقت بھی مؤمن تھے اور

اب بھی الحمد للہ اپنی قبر شریف کے اندر مؤمن ہیں۔" (تفسیر نمبر ج ۱ ص ۶۳۳)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے مؤمن و ناجی ہونے پر مستقل چھ عدد در سالہ جات تصنیف فرمائے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات تو سورج کی طرح روشن اور عقلی و نقلی طور پر انتہائی واضح ہے جو ان گستاخوں کی سمجھ میں محض ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے نہیں آ رہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ







لَمْ يَلْقَ ابُو اَيِّ قَطْ عَلَى مَفَاحٍ لَمْ يَزَلِ اللَّهُ يَنْقُلْنِي مِنْ اَصْلَابِ  
الطَّبِيعَةِ اِلَى اِرْحَامِ الطَّاهِرَةِ مَصْفًى مَهْدًى لَا تَشْعَبُ شَعْبَانِ  
الَا كُنْتُ مِنْ خَيْرِهَا - (تفسیر منثور ج ۵ ص ۹۸)

میرے آباء واجداد کبھی حرام کاری میں نہیں پڑے اللہ تعالیٰ نے مجھے طیب  
پشتوں سے طاہر رحموں کی طرف منتقل فرمایا اور وہ تمام مردوزن صاحبان صفا  
اور تہذیب تھے جب کسی سے دو شاخص بنتیں تو مجھے ان میں سے بہترین  
شاخ اور قبیلہ ملتا۔

آیت کریمہ کی مزید تفسیر ملاحظہ ہو

وَتَقَلَّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ - (پ ۱۹ اشرا: ۲۱۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف تشریف لاتے رہے  
اور وہ تمام پشتیں طاہر تھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی (نبوت کو) ظاہر کر دیا تو  
آپ کا نور نبوت آپ کے تمام آباء واجداد میں ظاہر ہوتا رہا۔

(مسالك الصحاح ۳۶-۳۵ از امام سیوطی)

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ  
فرماتے ہیں:

المصراع منه تقلبك من اصلااب الطاهرين الساجدين لله الى  
ارحام الطاهرات الساجدات ومن ارحام الساجدات الى  
اصلااب الطاهرين اى المؤمنين والموحداث حتى يدل على  
ان آباء النبي - الله عليه وسلم كلهم كانوا مؤمنين -

(تفسیر مظہری ج ۷ ص ۸۹)

اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزہ اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے  
والے مردوں کی پشتوں سے ان عورتوں کے رحموں کی طرف منتقل ہوئے جو  
طاہرات اور سجدہ کرنے والی تھیں اور پھر ان طاہرات و ساجدات کے رحموں  
سے ایسے پاکیزہ افراد کی طرف منتقل ہوئے جو تمام اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم  
تھے یہ آیت کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
تمام آباء واجداد صاحبان ایمان و توحید تھے۔  
علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ

ابو نعیم عن ابن عباس ایضاً الا انه رضى الله عنه فسر  
التقلبك فيهم بالنقل في اصلاابهم حتى ولدته امه عليه  
الصلوة والسلام وجوز على حمل القلب على النقل في  
الاصلااب ان يراد بالساجدين المؤمنين واستدل بأية على  
ایمان ابویہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ذهب اليه كثير من اجلة  
اهل السنة وانا اعشى الكفر على من يقول فيهما رضى الله  
عنهما على رغم انف علي القاري واحزاه بضد ذلك .

(تفسیر روح المعانی ج ۱۹ ص ۱۳۸-۱۳۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابو نعیم نے "تَقَلَّبَكَ" کی تفسیر یہ کہ  
ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آباء واجداد کی پشتوں میں منتقل ہوتے  
رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جٹا اور "تَقَلَّبَ" کے  
اس معنی "السَّاجِدِينَ" سے مراد مؤمنین لینا پڑے گی اس آیت کریمہ  
سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان دار ہونے پر استدلال  
کیا گیا ہے جیسا کہ یہ اہل سنت کے جلیل القدر علماء کثیر کا مذہب ہے  
اور میں اس شخص کے کفر کا خوف رکھتا ہوں جو آپ کے والدین کریمین



وصلی اللہ علی نور کند و شد نورھا پیدا  
زمیں در حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

نور مصطفیٰ جبین ہاشم میں

یہ نور مصطفویہ اللہ تعالیٰ کی منشاء قدرت کے مطابق پاکیزہ صلیبوں اور رحمتوں سے ہوتا  
ہو حضرت ہاشم (جدِ علی) کی پیشانی میں جلوہ گر ہو گیا۔ حضرت ہاشم حضرت عبدالمطلب  
کے والد گرامی ہیں اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کے دادا جان ہیں۔

ہاشم کا معنی ہے روٹیوں کا چورہ کرنے والے آپ کے اسم مبارک کی وجہ تسمیہ یہ  
بیان کی جاتی ہے کہ جب آپ اپنی زہیت کے کمال کو پہنچ گئے تو اس وقت مکہ میں  
زبردست قحط سالی ہوئی تھی کہ لوگ محتاج اور فقیر ہو گئے تو آپ ملک شام تشریف لے  
گئے وہاں سے تجارت کے نتیجہ میں جو مال حاصل ہوا اس کا آٹا خرید لائے اور مکہ  
میں آکر روزانہ ایک اونٹ ذبح کرتے اسے پکا کر اس کے شوربے میں روٹیوں کے  
کھوڑے بھجوتے اور صبح سے شام تک مکہ والوں کی عام دعوت کرتے آپ کی اسی سخاوت  
کی وجہ سے آپ کا نام ہاشم (روٹیوں کا چورہ کرنے والے) پڑ گیا آپ کا دراصل اسم  
گرامی عمرو یا عبدالمطلب تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ شان و عظمت بخشی کہ جب ان کی پیشانی  
میں حضور علیہ السلام کا نور چمکنے لگا تو

وکان نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہ یتوقد

شعاعہ وبتلا لا ضیاءہ ولا براہ حبرۃ الا قبل یدہ ولا یمر

بشیء الا مسجد الیہ۔ (زرقانی شرح مواہب ج ۳ ص ۷۷)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جو حضرت ہاشم کے چہرہ میں تھا  
اس کی شعاعیں نکلا کرتی اور اس کی روشنیاں بکھرا کرتی تھیں جو عالم بھی  
آپ کی زیارت کرتا وہ آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا کرتا اور جس چیز

کے بارے میں ماحلی القاری اور اس کے ساتھیوں کی طرح اس عقیدہ  
کے خلاف کا قائل ہے۔

تو گزارش یہ کر رہا تھا کہ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ساجدین و مؤمنین و مؤمنین میں منتقل  
ہوتا رہا گویا کہ یہ نور پاک جہاں بھی جلوہ گر ہوا اس ہستی کو عظیم بناتا اور اس کی مدد فرماتا  
گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی جبین مبارک میں آیا تو انہیں سکھو ملائکہ بنایا اور ان کی  
توبہ قبول ہونے کا سبب بنا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی پیشانی پاک میں آیا تو ان کی گشتی خوفان سے پار لگ گئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام میں جلوہ گر ہوا تو ان پر نادر و غرور بکھڑا ہو گئی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مبارک جبین میں چکا تو چھری نے ان کو نہ کاٹا۔

حضرت عبدالمطلب کی پیشانی پر ضو فشاں ہوا تو ابرہہ کے ہاتھی مجذوبہ و ریز ہو گئے۔

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

اگر نام محمد را نیا در سے شفیج آدم

نہ آدم یافتہ توبہ نہ نوح از غرق ٹھوینا

ماحلی القاری علیہ الرحمۃ الباری صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے یہی عقیدہ تھا کہ "مستحق علی الکفر" (مگر بعد میں انہوں نے اس  
عقیدہ کا سد سے توبہ کر لی تھی کہ خطہ حاشیہ غیر اس میں شرح اعتقاد صاحب نہیں کہتے ہیں کہ

علی بن السلطان القاری فقد اخطأ وذل لا یلیق ذلک له ولفظ یوتہ عن ذلک فی  
قول المستحسن۔ (پہا شیعہ ج ۱ ص ۵۲۶)

علی بن سلطان المعروف ماحلی القاری نے اس مسئلہ میں خطہ کی اور راہ راست سے بچس گئے  
انہیں ایہ نہیں کرنا چاہیے تھا اور قول مستحسن میں اس نظریہ سے ان کو توبہ کرنا منقول ہے۔

لہذا ان کو اس معاملہ میں مطعون کرنے سے باز رہنا چاہیے کیونکہ قرآن رسالت ہے کہ "الصلاب من  
الذنب کمین لا ذنب له" (مومن سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ مومن نہ ہو گیا ہو نہیں۔



کے پاس سے بھی آپ گزرے وہ آپ کو جودہ کیا کرتی تھی۔

روم کے بادشاہ ہرقل نے آپ کو پیغام بھیجا کہ

آپ مکہ میں بڑے معظم ہیں ہم تے انجیل میں آپ کے متعلق پڑھا ہے اور اب وہ معلوم ہو رہا ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آپ کی پیشانی میں موجود ہے آپ ہماری دعوت پر ہمارے ہاں تشریف لائیں تو میری دلی تمنا ہے کہ میں اپنی شیرادی جو نہایت حسینہ جلیلہ خوبصورت و نیک سیرت شیرادی ہے آپ کی زوجیت میں دے دوں امید ہے آپ میری درخواست کو ضرور شرف قبولیت سے نوازیں گے۔

(زرقاتی ج ۱ ص ۷۳)

آپ نے ہرقل بادشاہ کی اس پیشکش کو قبول نہ فرمایا بلکہ بنی نجار کی ایک نیک سیرت خاتون جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی حسین و جمیل نہ تھا جس کا نام سلمہ تھا مدینہ منورہ (یثرب) کی رہنے والی تھی اس سے نکاح فرمایا اور نور محمدی ان کے ہاں منتقل ہو گیا اور حضرت عبدالمطلب کی ولادت ہوئی تو یہ نور ان کی پیشانی میں موجود تھا۔

نور مصطفیٰ حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں

جب یہ نور حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں موجود تھا تو ابرہہ نے نوصد (۹۰۰) ہاتھیوں کا لشکر لے کر کعبۃ اللہ پر چڑھائی کی۔

حضرت عبدالمطلب جب اس سلسلہ میں ابرہہ سے بات چیت کرنے گئے تو یہ تمام ہاتھی اور ان کا سردار (محمود) نور مصطفیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔

فلما نظر الفیل الی وجہ عبد المطلب یرک کما یرک البعیر  
وخر ساجدا وانطق اللہ تعالیٰ الفیل فقال السلام علی النور  
المدی فی ظہورک یا عبد المطلب .

(زرقاتی شریف ج ۱ ص ۸۶ سیرت حلبیہ عربی ج ۱ ص ۹۶-۹۷ ماہب اللہ بیابرد ج ۱ ص ۷۰)

جب ہاتھی نے حضرت عبدالمطلب کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو وہ اونٹ کی

طرح بیٹھ گیا اور سجدہ میں گر پڑا اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویا کی عطا فرمائی

تو اس نے بول کر کہا: اے عبدالمطلب! میرا سلام ہو اس نور کو جو آپ کی

پشت میں ہے اور چہرے پہ چمک رہا ہے۔

نور مصطفیٰ حضرت عبد اللہ کی پیشانی میں

حضرت سیدنا عبدالمطلب سے یہ نور سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی جبین مبارک میں منتقل ہو گیا اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حسن و جمال کا اس نور کے سبب یہ عالم ہوا کہ آپ جدھر تشریف لے جاتے درخت آپ کو سلام عرض کرتے اور عورتیں آپ کو نکتی اتی رہ جاتیں۔

ایک عورت نے آپ سے عرض کر دی دیا کہ میں آپ سے جام وصل چاہتی ہوں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نکاح کے بغیر اس طرح نہیں کر سکتا اس نے کہا: سواونٹ کے بدلے مجھ سے نکاح کر لو آپ نے یہ قصہ اپنے والد گرامی سے عرض کر دیا اُدھر آپ کی شادی سیدہ آمنہ خاتون سے ہو گئی تو اب اس عورت کے پاس سے گزرے تو اس نے کوئی توجہ نہ دی فرمایا: اے عورت! کل تک تو مجھ پر فریفتہ تھی اور جام وصل مانگتی تھی آج توجہ نہیں دیتی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے کہا:

وہ تھا نور محمد تھی جس سے روشن تری پیشانی

اسی کی تھی میں طالب اور اسی کی تھی میں دیوانی

مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے

سنا ہے کہ وہ دولت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے

حضرت حسن بن احمد البکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ نے نور محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو رحم مادر میں منتقل کرنے کا

ارادہ فرمایا تو حضرت عبد اللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے قلب اطہر میں نکاح کی

لے... تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۰ مدارج النبوت جلد اول ص ۳۹-۴۰



تحریک پیدا کر دی اور حضرت عبداللہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے کہا:  
”میں چاہتا ہوں کہ آپ میری طرف سے کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجیں  
جو صاحب حسن و جمال ہو قد آور اور معتدل اعضاء کی ہو خوش رو اور پاکمال  
ہو عالی نسب و حسب ہو۔“

والدہ محترمہ نے فرمایا: جان مادر! تیری خواہش کا احترام کیا جائے گا چنانچہ انہوں  
نے قریش کے قبیلوں اور عرب کی دو شیرازوں کو گھوم پھر کر دیکھا اور ان میں صرف حضرت  
آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا ہی ان کے دل کو لگیں۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا: امی جان! ایک مرتبہ پھر انہیں اچھی طرح دیکھ لیجئے! لہذا  
ایک مرتبہ پھر حضرت عبداللہ کی والدہ ان کے ہاں گئیں اور دیکھا کہ

حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کے چہرہ اقدس سے نور ہویدا ہے اور وہ روشن ستارے  
کی طرح چمک رہی ہیں۔

حضرت عبداللہ کی شادی کے سلسلہ میں حضرت آمنہ کو ایک اوقیہ چاندی ایک اوقیہ  
سونے ایک سواونٹ اور اتنی ہی تعداد میں گائے اور بکریاں پیش کیں اسی طرح بہت سے  
جانور ذبح کیے گئے اور بہت زیادہ کھانا تیار کیا گیا اور یوں حضرت آمنہ ان کے ساتھ  
رخصت کی گئیں۔ (المصنف ابیہر علی العالم فی سوانحہ الامام ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ص ۳۱)

بہت سے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ والد رسول کی جبین  
اقدس میں نور مصطفویہ جلوہ کنایا دیکھ کر یہودیوں و نصرانیوں نے حسد کی آگ میں جلتے  
ہوئے آپ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا اور اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے بڑے بڑے  
منظم طریقوں سے حملے بھی کیے مگر

ع وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

کے مصداق حضرت عبداللہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر حملے سے بال بال محفوظ فرمایا حتیٰ کہ  
آسمانی فرشتوں سے آپ کی نصرت و اعانت بھی فرمائی جیسا کہ کتابوں میں موجود ہے کہ

جب یہودیوں نے آپ کو تنہا شہید کرنے کے لیے چمکتی ہوئی تلواریں اٹھائیں تو  
واذا بعسكر من السماء... فقتلوا اليهود (معارف المصنف جلد اول  
ص ۳۵ ص ۳۶) ترجمہ: انہما اس الزعماء من قریہ جلد دوم ص ۱۸۹ بیان انہما الذین من ۲۸۲  
اچانک آسمانوں سے (ملائکہ کا) ایک لشکر اتر آیا اس نے تمام یہودیوں کو قتل  
کر دیا۔

گویا کہ آسمانی فرشتوں سے اللہ تعالیٰ نے نور مصطفوی کی حفاظت کروا کر ایک  
آنے والا وعدہ پورا فرما دیا کہ اے محبوب!

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پ ۶ المائدہ: ۶۷)

”اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔“

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے  
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

اور

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن  
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اور نور مصطفوی کو مکمل کرنے کا پروگرام خالق نور نے پایہ تکمیل تک پہنچا دیا کہ  
وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (پ ۲۸ المائدہ: ۸)

”اور اللہ اپنے نور کی تکمیل فرمانے والا ہے اگرچہ کافرا سے ناپسند کریں“

تفاسیر کے مطابق اس سے مراد یہی نور مصطفویہ ہے مثلاً ملاحظہ ہو کہ  
نور اللہ سے اور نور وہ سے مراد نور مصطفیٰ ہے۔

(تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۲۳۱ مفسر مائتہ ص ۸۹ تفسیر جمل حاشیہ ج ۱ ص ۲۵۹)

نور حق شمع الہی کو بجھا سکتا ہے کون  
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون



یہودیوں نے ایمانوں کی ابتداء سے یہی کوشش رہی کہ نور مصطفویٰ کو بجھا دیا جائے اللہ فرماتا ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ . (پ ۲۸، الصف: ۸)

”کافر ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں“

مگر

پھوکاں مار بجھائیو لوڑن نور محمد والا

نور محمد کدی نہ بجھ سکی وعدہ ہے رب تعالیٰ

تو جب قتل کی سازشوں کا علم میرے آقا کے جد امجد کو ہوا تو سب نے حضرت عبد اللہ کا نکاح کرنا چاہا تا کہ یہ نور اپنی والدہ کے شکم اطہر میں منتقل ہو محفوظ ہو جائے یہی وہ نور تھا جو بوقت ولادت حضرت سیدہ آمنہ کے بطن اقدس سے خارج ہوا جیسے کہ آپ نے خود بیان فرمایا کہ

مجھ سے نور خارج ہوا حضرت آمنہ خاتون کا ارشاد پاک

خرج مني نور اضاء له قصور الشام اضاءت له الارض اضاء له ما بين المشرق والمغرب .

مجھ سے نور خارج ہوا جس کی روشنی سے شام کے محلات روشن ہو گئے اس نور کی وجہ سے زمین روشن ہو گئی اس نور کی روشنی سے مشرق و مغرب چمک اٹھے۔

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳ (۳) حیدر علی اعلمین ص ۲۲ (۴) طبقات ابن

سعد جلد اول ص ۱۳۶ (۵) الاذی ص ۵۲ (۶) ابواب اللہ فی جلد اول ص ۱۳۳ (۷) انصاف الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱۴

(۸) سیرت حلبیہ جلد اول ص ۹۹ (۹) اثبات ہائے ص ۲۸۴ (۱۰) زرقانی شریف (۱۱) انہدایہ الشہابیہ ج

ص (۱۲) ادری شریف (۱۳) دلائل النبوت ج ۱ ص ۸۰-۸۳ (۱۴) معارج النبوت جلد دوم ص

(۱۵) مدارج النبوت جلد دوم ص ۱۳ (۱۶) نسیم لریض شرح شفاء القاضی ج ۳ ص ۲۵۵ (۱۷) مولد العرب

ابن الجوزی ص ۲۵ (۱۸) الدرر العظمیٰ ص ۹۰ (۱۹) الریق المختوم ص ۱۰۱ (۲۰) نشر الطیب از قحانوی ص ۲۳-۲۴ (۲۱) سیرت مصطفیٰ ص ۱۲ از مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی دہلوی (۲۲) البشائر النعمیہ ص ۱۰ از ابوب صدیق الحسن ابو جلالی دہلوی (۲۳) مختصر سیرت الرسول از عبد اللہ بن محمد ابن عبد الوہاب نجدی ص ۱۲ (۲۴) معطر الوردہ مولوی ذوالفقار علی دیوبندی ص ۳۰ (۲۵) خطبات چتر مولوی محمد نواز چیمہ دہلوی ص ۲۱ (۲۶) اکرام محمدی مولوی عبدالستار دیوبند ص

(۲۷) شفاء اردوج ص ۳۰۵ (۲۸) مسند امام احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۲۸-۱۲۹ (۲۹) اہل البیۃ لابی نعیم ج ۱ ص ۱۳۵-۱۳۶ (۳۰) تفسیر ظہیری اردوج ص ۲۲۰

حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ کی شادی کا پروگرام بنایا! دوسری پروگرام بنا اوسر جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام حضرت عبد اللہ کو خواب میں ملے اور حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے آسمانوں پر آپ کے نکاح کے انعقاد کی بشارت دی اور مبارکباد بھی فرمائی اور پھر سیدہ آمنہ کے والد وہب کو بھی بشارت دے دی گئی۔ (ابو یوسف مصطفیٰ ص ۱۵۲-۱۵۳)

چنانچہ آپ کا نکاح سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا سے کر دیا گیا اور یہ نور پاک صدف حضرت آمنہ میں منتقل ہو گیا۔ علامہ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں کہ وہ رجب المرجب جمعہ کی رات تھی۔

وكانت ليلة الجمعة روى انه لما اراد الله ان يخلق محمدا صلى الله عليه وسلم في بطن امه آمنة ليلة الجمعة من شهر رجب الاصح . (امت اکبریٰ علیٰ العالم ص ۲۲ عربی)

اور یہ جمعہ کی رات تھی روایت کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رجب المرجب کے مہینے میں شب جمعہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آمنہ کے بطن اطہر میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا۔

تو اس روایت سے میلا والنبی کا مہینہ ماورئیع الاول شریف معلوم و متعین ہو گیا۔



عورتوں کا رشک و حسد میں مر جانا

راوی کہتے ہیں کہ مکہ کی تمام عورتیں اس معاملہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا پر حسد کرتی تھیں، سو عورتیں اسی حسرت و افسوس میں مر گئیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال سے محروم رہیں اور حضرت عبداللہ نے یہ امانت خداوندی حضرت آمنہ کو ودیعت فرمادی۔ (امامت اکبری اردو ص ۳۳ عربی ص ۲۳)

انتقال نور مصطفیٰ پر شیطان کا داؤد بٹا اور چیخ و پکار

صاحب جامع المنجزات فرماتے ہیں کہ

وہ جمعہ کی رات تھی جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں آج کی رات نور محمد منتقل ہونے والا ہے پھر وہ نور منتقل ہو گیا اس دن صنم خانے ویران ہو گئے بہت اونڈھے منہ گر پڑے ابلیس اپنے چہرہ پر خاک ڈالتا ہوا جبل ابلیس کی جانب بھاگا وہ اس زور سے چیخا کہ تمام شیاطین اس کے گرد جمع ہو گئے شیاطین نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟

ابلیس نے کہا:

وہ نور آمنہ کے شکم تک آپہنچا ہے جو ہمارے شکم کو توڑ دے گا۔

مکہ کی کئی دوشیزائیں آمنہ کے مقدر پر رشک کرنے لگیں کہ اس نے عبداللہ کی پیشانی سے چمک لوٹ لی ہے۔ (جامع المنجزات اردو ص ۲۹ مطبوعہ فرید پک سنال لاہور)

جشن نور مصطفیٰ

امر اللہ فی تلك الليلة رضوان خازن الجنان ان يفتح

الفردوس: فتنادى مناد فى السموات والارض الا ان النور

الممكنون والسر المخزون الذى يكون النبى الهادى منه

يسفر هذه الليلة فى بطن امه آمنة الذى فيه يتم كمال خلقه

ويخرج الى الناس بشيرا ونذيرا صلى الله عليه وسلم وعلى

آله وصحبه بكرة واصيلا .

(امامت اکبری ص ۲۳-۲۴)

اللہ تعالیٰ نے اس رات جنت کے خازن رضوان کو حکم فرمایا کہ جنت

الفردوس کو کھول دے اور ایک منادی کرنے والے نے آسمانوں اور زمینوں

میں نداء کی آگاہ رہو کہ وہ نور ممکنون اور سر مخزون جس سے نبی ہادی ظہور

قدسی فرمائیں گے آج رات اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

کے بطن اقدس میں قرار پا گیا ہے جہاں نور محمدی کی خلقت بشری کی تکمیل

ہوگی اور وہ تمام بنی نوع انسان کے لیے بشیر و نذیر بن کر ظہور فرمائیں

گے (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ بکرة واصيلا)

اللہ نے جب خیر مخلوقات کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنت کے باسیوں سدرہ

کے مکینوں اور عرش کے حاملوں سے جبریل نے فرمایا:

”کلمۃ اللہ تمام ہونے والا ہے حکم الہی نافذ ہونے والا ہے ان کا

ظہور ہونے والا ہے جو بشیر و نذیر ہیں اسراج منیر ہیں شافع و مشفع ہیں اور

صاحب لواء الحمد ہیں ان کی امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو

گی۔

عرش والواوہ آنے والے ہیں جو صاحب امانت و دیانت اور مجاہد فی سبیل

اللہ ہیں و خیر مخلوقات ہیں خاتم الانبیاء ہیں وہ سب جہانوں کی طرف

رحمت بھیجے گئے ہیں جن کا نام محمد و احمد ہے جو طے و یسین ہیں جن کا دین ناسخ

الادیان ہے دنیا میں ظہور فرماتے والے ہیں۔“

جبریل کا اعلان سنتے ہی ملائکہ تسبیح و تکبیر میں مصروف ہو گئے ابواب جہنم بند ہو گئے

جنت کے دروازے کھل گئے اشجار جنت بار آور ہو گئے جنت کی نہریں رواں ہو گئیں ظہور



جنت لغیر مرہو گئے خور و قحطان و جد میں آگئے عجایب آٹھ گئے اور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے عالم بالا میں تجلیاں پھیل گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم فرمایا کہ ایک لاکھ فرشتوں کو لے کر زمین پر جاؤ بحر و بر اور ارض و جبال میں پھیل جاؤ اور اہل زمین کو بشارت سناؤ کہ تمہیں پاک و صاف کرنے والا آ رہا ہے۔ (جامع التہذیب ص ۲۶۸-۲۶۹ اور)

شب انتقال نور مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صدق حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں جلوہ گر ہوئے اس رات یہ معجزہ رونما ہوا کہ

ان کل دابة كانت لسقر يش نطق تلك الليلة وقالت حمل برسول الله صلى الله عليه وسلم ورب الكعبة وهو امام اهل الدنيا وسراج اهلها .

قریش کے تمام جانور کلام کرنے لگے اور وہ بول اٹھے کہ اللہ کے رسول صلی

۱۔ شب ولادت عرش پر ملائکہ کا خوشیاں منا

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ

”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و سعادت ہوئی تمام دنیا نور سے بھر گئی اور فرشتوں نے خوشیاں منا کیں اور ہر آسمان میں ذرہ ذرہ اور یا قوت کے ستون بنائے گئے جن سے آسمان روشن ہو گئے ان ستونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معراج کا حلقہ فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ ستون آپ کی ولادت کی خوشخبری کے لیے بنائے گئے۔“

(المصنف الکبریٰ اور بیروت ص ۱۹۵)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب قلم کھینچا کہ

عرش پہ تازہ چھپر چھاؤ فرش پہ طرفہ صوم و صام  
کان جہر لکھنے میری ہی داستان ہے

اللہ علیہ وسلم حمل مادر میں تشریف لے آئے ہیں رب کعبہ کی قسم! وہ اہل دنیا کے امام اور ان سے لیے ہدایت اور روشن چراغ ہیں۔

عرب و عجم کے تمام بادشاہوں کے تخت اوندھے ہو گئے اہلیس (اللہ اس پر لعنت کرے) بھاگتا ہوا سید ساحل ابونیس پر پہنچا اور وہاں زار و قطار رونے اور چیخنے چلانے لگا جسے سن کر ہر طرف سے شیاطین دوڑتے ہوئے آئے اور اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے:

تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو نے چیخنا چلنا شروع کر دیا ہے؟

اہلیس نے بے حد حسرت و یاس کہا:

”ستیاناس ہو تمہارا نبی آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کا زمانہ ظہور قریب آ گیا ہے جو کفار کا بہت زیادہ خون بہائیں گے اور انہیں انتہائی ذلیل و خوار کریں گے جن کے ساتھ ہو کر فرشتے بھی لڑیں گے جب سے حضرت آمنہ حاملہ ہوئی ہیں! ہم تباہ و برباد ہو کر رہ گئے ہیں۔“

(المصنف الکبریٰ علی العالم اردو ص ۲۳-۲۴ عربی ص ۲۲-۲۳)

مزید امام ابن حجر نقل فرماتے ہیں کہ

وفوت وحوش المشرق الى وحوش المغرب بالبشارات وكذلك اهل البحار يبشر بعضهم بعضا وله في كل شهر من حمل فداء في الارض ونداء في السماء ان ابشروا فقد آن ان يظهر ابو القاسم محمد المصطفى صلى الله عليه وسلم ميمونا مباركا . (المصنف الکبریٰ علی العالم عربی ص ۲۴)

(جب یہ نور محمدی حضرت آمنہ کے بطن اقدس میں آیا تو) مشرق کے جانور مغرب کے جانوروں کے پاس دوڑتے ہوئے گئے اور اسی طرح سمندر کے جانوروں نے بھی ایک دوسرے کو خوشخبریاں دیں اور انہیں حضور صلی اللہ







جب تیسرا مہینہ ہوا تو ایک اور شخص خواب میں میرے پاس آئے اور کہنے لگے: السلام علیک یا نبی اللہ! اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں اور یس (علیہ السلام) ہوں میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! بشارت ہو کہ تم نبی رئیس سے بارور ہو (یعنی ایسے نبی کے حمل سے جو سب کے سردار ہیں)۔

چوتھا مہینہ اور نوح علیہ السلام کی آمد

سیدہ کا ہی بیان ہے کہ

ولما كان الشهر الرابع دخل على رجل وهو يقول السلام عليك يا حبيب الله قلت له من انت؟ قال انا نوح قلت له ما تريد قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بصاحب النصر والفتوح .

جب چوتھا مہینہ ہوا تو حسب سابق ایک بزرگ میرے پاس جلوۂ افروز ہوئے اور کہنے لگے: السلام علیک یا حبیب اللہ! اے اللہ کے محبوب! آپ پر سلام ہو میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں نوح (علیہ السلام) ہوں میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! خوشخبری ہو کہ آپ اس نبی محترم سے بارور ہیں جو صاحب نصرت و فتوح ہیں۔

پانچواں مہینہ اور ہود علیہ السلام کی آمد

حضرت سیدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ

ولما كان الشهر الخامس دخل على رجل وهو يقول السلام عليك يا صفيوة الله فقلت له من انت؟ قال انا هود قلت ما تريد؟ قال ابشرى ما آمنة فقد حملت بصاحب الشفاعة العظيمة في اليوم الموعود . (المتذکرہ ص ۳۵-۳۶)

جب پانچواں مہینہ ہوا تو اسی طرح ایک حضرت میرے پاس آئے اور کہنے لگے: السلام علیک یا صفیوة اللہ! اے اللہ کے برگزیدہ رسول! آپ پر سلام ہو! میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں ہود (علیہ السلام) ہوں میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو کہ تم اسی نبی مکرم سے بارور ہو جو قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ کے مالک ہوں گے۔

چھٹا مہینہ اور آدم حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

آپ ہی کا بیان مبارک ہے کہ

ولما كان الشهر السادس دخل على رجل وهو يقول السلام عليك يا رحمة الله قلت له من انت؟ قال انا ابراهيم الخليل قلت له ما تريد؟ قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بالنبي الجليل . (المتذکرہ ص ۳۶)

جب چھٹا مہینہ ہوا تو پہلے کی طرح ایک اور بزرگ میرے پاس آئے اور فرمانے لگے: السلام علیک یا رحمتہ اللہ! اے اللہ کی رحمت! آپ پر سلام ہو! میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) ہوں میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! تمہیں خوشخبری ہو کہ تم نبی جلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے بارور ہو۔

ساتواں مہینہ اور آدم ذبیح اللہ علیہ السلام

آپ ہی ارشاد فرماتی ہیں:

ولما كان الشهر السابع دخل على رجل وهو يقول السلام عليك يا من اختاره الله قلت له من انت؟ قال انا اسماعيل الذبيح قلت له ما تريد؟ قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بالنبي الرجيع المصلح . (المتذکرہ ص ۳۶)



جب ساتواں ماہ ہوا تو ایک اور صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے: السلام علیک یا من اختارہ اللہ! اے اللہ کے مختار رسول! آپ پر سلام ہو! میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں اسماعیل ذبیح اللہ (علیہ السلام) ہوں! میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! خوشخبری ہو کہ تم نبی رحیم و صلح یعنی افضل اور حسن تمک پاش والے نبی سے بارور ہو۔

آنحواں مہینہ اور آدمی علیہ السلام

حضرت سیدہ کاہی ارشاد ہے کہ

ولما كان الشهر الثامن دخل على رجل وهو يقول السلام عليك يا خيرة الله فقلت له من انت؟ قال انا موسى ابن عمران فقلت له ما تريد؟ قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بمن ينزل عليه القرآن. (المست الکبریٰ ص ۶۰)

جب آنحواں مہینہ ہوا تو حسب دستور ایک اور بزرگ میرے پاس جلوہ فرما ہوئے اور کہنے لگے: السلام علیک یا خیرۃ اللہ! اے اللہ کے پسندیدہ رسول! آپ پر سلام ہو! میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں موسیٰ ابن عمران ہوں! میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو فرمایا: اے آمنہ! خوشخبری ہو کہ تم اس نبی معظم سے بارور ہو جس پر قرآن کریم نازل ہوگا۔

نواں مہینہ اور آدمی علیہ السلام

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ

ولما كان الشهر التاسع دخل على رجل وهو يقول السلام عليك يا خاتم رسل الله دنى القرب منك يا رسول الله قلت له من انت؟ قال انا عيسى ابن مريم فقلت له ما تريد؟ قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بانبي المكرم والرسول المعظم

(صلی اللہ علیہ وسلم) و زال عنك البؤس والعنا والسقم والالیم. (المست الکبریٰ ص ۶۱)

جب نواں مہینہ ہوا تو اسی طرح ایک اور حضرت میرے پاس آئے اور کہنے لگے: السلام علیک یا خاتم رسل اللہ! اے رسولان الہی کو ختم کرنے والے! آپ پر سلام ہو! آپ کا وقت ظہور قریب ہے! میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) ہوں! میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! خوشخبری ہو کہ تم نبی مکرم اور رسول معظم سے بارور ہو (صلی اللہ علیہ وسلم) تم سے ہر قسم کی تکلیف، درد و دکھ اور بیماری زائل ہوگئی ہے۔

ایسے ہی جامع المعجزات ص ۲۹۹، ۳۰۲ پر علامہ اشیح محمد الواعظ الرضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا عوارضات نساء سے محفوظ رہیں!

حضرت علامہ معین کا شفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱۔ چنانچہ سیدہ آمنہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ

دوران حمل مجھے ایسی کوئی وقت نکل یا بوجہ محسوس نہ ہوا جس طرح عورتوں کو دوران حمل ہوا کرتا ہے حتیٰ کہ ابتدائی چھ ماہ میں مجھے یہ احساس بھی نہ ہوا کہ میں حاملہ بھی ہوں یا نہیں؟ صرف اتنا احساس تھا کہ اس دوران عوارض نسوانی (ہواری) منقطع ہو گئے تھے چھ مہینہ گزارنے کے بعد خواب و بیداری کے عالم میں کسی نے مجھ سے کہا کہ اے آمنہ! کیا تجھے اپنے حمل کی خبر ہے؟ میں نے کہا: نہیں! تب انہیوں نے بتایا کہ تم اس امت کے پیغمبر کے حمل سے ہو جب مجھے اپنے حاملہ ہونے کا یقین ہوا۔ (معارج البیوت جلد اول ص ۳۵، ۳۶)

فقیر محتاج الی المولی القدر عبداللہی الاکبر محمد مقبول احمد سرور عرض کرتا ہے کہ جس پاکیزہ خاتون کی پوتی شہزادی رسول سیدہ بتول سلام اللہ علیہا کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف طہارت عطا فرمایا ہو کہ ان کے ہاں شہزادہ کی ولادت ہو اور ولادت ہونے کے لمحہ ایک گھنٹہ بعد انہیوں نے نماز ادا فرمائی ہو اس جاہرہ آمنہ خاتون کی پاکیزگی کا کیا عالم ہوگا؟

حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اقدس (اپنی والدہ ماجدہ کے) شکم اطہر میں جلوہ افروز ہوا تو والدہ ماجدہ کو دوسری عورتوں کی طرح طبیعت میں کسی قسم کی گرانی ہرگز محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی بوجھ کا احساس ہوا حتیٰ کہ جسمانی عوارض کی وجہ سے شکم اطہر بھی نہیں بڑھا تھا، حضرت عبدالمطلب اس بات کو تسلیم نہ کرتے تھے کہ سیدہ آمنہ حاملہ ہیں کیونکہ حمل کا کوئی اثر سیدہ رضی اللہ عنہا میں وہ محسوس نہ کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم والدہ کے شکم اطہر میں تکبیر و تسبیح پڑھتے تھے جس کی آواز سنائی دیتی تھی وقت ولادت والدہ کو تکلیف نہ ہوئی۔

(معارف النبۃ جلد دوم ص ۶۹ اشارۃ العبرہ ص ۸۸ مولد العروس تذکرۃ میلاد رسول)

### حضرت عبد اللہ والد رسول رضی اللہ عنہ کا انتقال

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل کو چھ ماہ گزرے تھے کہ میں نے ہاتھ (نجبی) سے ندا سنی:

آمنہ! تجھے امن والا مبارک ہو۔

(بقیہ حاشیہ) سیدہ فاطمہ الزہراء کے ہاں ان کے فرزند ارجمند حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی غم و غیرہ نہ دیکھا تو میں نے اس کا ذکر حضور علیہ السلام سے کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے امما!

اما علمت ان ابنتی طاهرة ومطهرة، (اعراف الراغبین ص ۱۷۲)

کیا تو نہیں جانتی میری بیٹی طاہرہ و مطہرہ ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ "انما كانت لا فحیض" (اشرف الموبدال محمد ص ۷۷) سیدہ حبشہ سے پاک تھیں۔ مزید فرمایا کہ "وكانت اذا ولدت طهرت من نفسها بعد ساعة حتى لا تلوثها صلوة" (اشرف الموبدال محمد ص ۷۷-۷۸)

اور آپ بچے کی ولادت کے ایک ساعت بعد پاک ہو جاتیں حتیٰ کہ آپ کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی مزید معلومات کے لیے فقیر کی تصنیف اسرار خطابت ص ۶ کا مطالعہ فرمائیں۔

تو جب حسین کریمین رضی اللہ عنہما کی والدہ کی طہارت کا یہ عالم ہے تو جو نبی لوگوں کو پاک کرنے آیا ہے اس محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی طہارت کا کیا عالم ہوگا؟

سات ماہ گزرے تو حضرت عبدالمطلب نے سیدنا عبد اللہ سے فرمایا: خوشی کے لمحات آنے والے ہیں ظاہر ہے کہ اس وقت ہمیں دعوت عام کرنا ہوگی بیٹا! تم طیبہ جاؤ اور وہاں سے عمدہ پھل اور مویشی لے آؤ۔

سیدنا عبد اللہ فوراً روانہ ہو گئے لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ طیبہ میں وصال فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ کے وصال پر آسمان کے فرشتوں نے کہا:

الہ العالمین! تیرے محبوب دنیا میں یتیم پیدا ہوں گے؟

اللہ نے فرمایا: فرشتو! اس کا ناصر و نگہبان اس کے والدین سے بہتر ہے اس کا محافظ و مربی میں ہوں۔

سیدہ آمنہ نے اپنے سرتاج کے وصال کی خبر سنی تو ان پر سخت طاری ہو گیا، یہ مرحلہ ان کے لیے برا صبر آزمائ تھا۔ (پانچ الحجرات ص ۲۹۸-۲۹۹ اردو)

پیدا ہوئے تو باپ کا سایہ اٹھا لیا

بڑھنے لگے تو مادر و عم ہو گئے جدا

گھٹنوں چلے تو دادا عدم کو رواں ہوا

ایک ایک سایہ یونہی اٹھتا چلا گیا

سائے پسند آئے نہ پروردگار کو

بے سایہ کر دیا گیا اس سایہ دار کو

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اس بچہ نورانیت کا جسم بھی سایہ نہ بنا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "لسم یکن للنبی ظل لانه نور والنور لا ظل له" "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اس لیے کہ نبی نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوا کرتا دوسری روایات میں ہے کہ "لسم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوئہ وضوئہا ولا مع سراج الا غلب ضوئہ وضوئہ" رسول کریم علیہ الخیرہ و السلام کے جسم نورانی کا سایہ نہ تھا کیونکہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک سورج کے نور پر غالب آ جاتا اور اگر چہ اشکے پاس (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



ایک عاشق رسول نے کیا خوب کہا کہ ۔

محبوب الہی سہ کوئی نہ حسین دیکھا  
حد یہ ہے کہ حضرت کا سایہ بھی نہیں دیکھا  
اللہ نے چاہا نہ سائے کو جدا کرنا  
جب وقت نزع آئے دیدار عطاء کرنا

قبل ولادت ہی والد گرامی کا سایہ اس لیے بھی اٹھایا گیا کہ پتا چل جائے کہ اس محبوب علیہ السلام کا سایہ رحمت ساری کائنات پر اور میرا (اللہ تعالیٰ کا) سایہ رحمت اس محبوب کائنات پر یہ دیرتیم قیہوں کا والی اور میں اس درتیم کا والی میرے علاوہ اس پر کسی کا احسان نہیں بلکہ ساری کائنات پر اس کا احسان ہوگا۔ والد گرامی حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ نے کتنا خوبصورت شعر فرمایا کہ ۔

یتیم ہو کے یتیموں کو پالنے والے  
سنبھال ہم کو بھی اے سب کے سنبھالنے والے

اور مولانا حالی نے کہا:

یتیموں کا والی غلاموں کا مولا  
وہ اپنے پرانے کا غم کھائے والا

(بظہر حاشیہ) جلوہ گر ہوتے تو چراغ پر حضور کا نور مبارک غالب آجاتا۔ ایک اور روایت میں یوں ہے کہ ”میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹے کو دیکھ کر کہتا تھا: اے بیٹے! میں نے تجھے اپنے گھر میں پیدا کیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے گھر سے لے کر اپنے گھر میں لے آیا۔“ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

دوران ایام حمل نور خوشبوؤں کے حلقے

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ ان ایام میں

رات کو میں سونے کے لیے لیٹتی تو چاند اور ستارے میرے نزدیک آتے اور مجھے سلام عرض کرتے دن کو میں قیلولہ فرماتی تو سورج کے سلام کرنے کی آوازیں آیا کرتیں۔ مجھ سے ایسی خوشبوؤں کے حلقے پھوٹتے کہ کرہ ہی نہیں گھر بھی..... گھر ہی نہیں پوری گلی..... پوری گلی ہی نہیں سارا محلہ..... سارا محلہ ہی نہیں بلکہ پورا مکہ معطر ہو جاتا۔

حضرت عبدالملک نے ایک دن اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا:

”آج شام جب سب لوگ دسترخوان پر کھانے آئیں تو اپنی بہو کو میری طرف سے کہنا کہ باہر لوگ مجھے کہتے ہیں: آپ کی بیوہ بہو یہ خوشبو کہاں سے منگواتی ہے کہ جس سے سارا مکہ معطر ہو جاتا ہے ہمیں بھی وہ دوکان بتائی جائے تاکہ ہم بھی وہاں سے خوشبو خریدیں تو مجھے شرمندگی ہوتی ہے دراصل لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ بیوہ ہو کر ایسی خوشبو بہو کو استعمال نہ کرنی چاہیے۔“

جب شام کو دسترخوان پر بات ہوئی تو سیدہ آمنہ کی چشمان معصرہ سے آنسوؤں کے موتی جاری ہو گئے اور رو کر عرض کیا:

”ابا جان! آپ کو معلوم ہے کہ میں کتنی عفت و حیا کی مجسم پیکر ہوں! میں تو کبھی گھر کے دروازے تک نہیں آتی، دراصل یہ خوشبو کسی دکان کی نہیں بلکہ اس عرش کے مہمان کی ہے جو عنقریب میری گود میں آنے والا ہے۔“

(سیرت حلبیہ و دیگر کتب سیرت)

چاند جس کی بلائیں لیتا ہے اور ستارے سلام کرتے ہیں

یہ تو اس پیکر حسن و جمال کی خوشبو ہے کہ جس کا پسینہ خوشبوؤں کا معنیٰ ہے



ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں  
جیسی میرے نبی کے پسینے میں چلا

۱۔ مسلم شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دہر کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تیلوہ فرما رہے تھے آپ کے جسد منورہ سے پسینہ نوتیوں کی طرح بہہ رہا تھا اور ام سلمہ اسے ایک شیش میں جمع کر رہی تھیں کہ نبی کریم نے فرمایا: ام سلمہ! یہ کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا: حضور! اس پسینہ مبارک کو اپنے عطریات میں ملاؤں گی تاکہ وہ اور لطیف و خوشبودار ہو جائیں فرمایا: "انصبہ" (۱) لے لٹیک کیا ہے۔ (۱) مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۷ (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۵۷ (۳) مواہب لعد بن ۲ ص ۲۱۲ (۴) مصابح السنہ ج ۳ ص ۳۸

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں  
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "لا شمس مست مسحا ولا عتبرا اطیب من رائحة النبی صلی اللہ علیہ وسلم" میں نے کبھی کوئی کستوری یا عطر ایسا نہیں سونچا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو۔ (۱) بخاری شریف ج ۲ ص ۲۶۲ (۲) مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۷ (۳) مصابح السنہ ج ۳ ص ۳۸ (۴) البرہان ص ۱۵ (۵) مشکوٰۃ شریف ص ۵۷

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے فجر کی نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چڑھ کر نماز سے فارغ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلو و السلام اپنے دروالت کی طرف نکلے اور میں بھی ساتھ ہوں تو ایک سامنے بچے آگئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بچے کے رخسار پر ہاتھ مبارک پھیرتے تھے میرے بھی دونوں رخساروں پر دست و دست پھیرا تو "ھو جدت لیدہ یوذا او دینھا کانا اخر جھا من جو نہ عطار" میں نے ایسی خوشبو اور ایسی خوشبوئیں کی جیسے کہ میرے دستان مبارک عطار کی صندوقی سے نکلا ہے۔

(۱) مشکوٰۃ ص ۵۷ (۲) مصابح السنہ ج ۳ ص ۲۹ (۳) مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۶ (۴) البرہان ص ۱۷  
حضرت سیدنا جابر فرماتے ہیں: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یسلک طریقا فیتبعہ احد الا عرف انہ قد سلکہ من طیب عرقہ او قال من یدع عرقہ"۔

(۱) سنن دارمی ج ۱ ص ۶۹ (۲) مطبوعہ قاہرہ ج ۳ ص ۳۲ (۳) مطبوعہ لبنان (۴) مشکوٰۃ ص ۵۷ (۵) مصابح السنہ ج ۳ ص ۵۱ (۶) البرہان ص ۱۸

چنی کہ اگر کسی نے سر کا مدد نہ کرنا قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا ہو تو (۱) اسے پاجھنے کی ضرورت پیش نہ آتی بلکہ جس گلی سے وہ نماز خوشبو آتی اور کھوکھار کا روکا پالینا آپ کی خوشبو کی وجہ سے۔

(ہاتی حاشیہ اگلے صفحات پر)

جہ حاشیہ  
دو گنی ساری زمیں عطر سارا ہو کر

حضرت سیدنا قتیبہ بن قرقہ سلمی صحابی رضی اللہ عنہ کے جسم سے ہر وقت بہترین خوشبو مکتی رہتی تھی حالانکہ آپ خوشبو لگا یا نہیں کرتے تھے اور آپ کی چادر بویاں تھیں وہ آپس میں کوشش کرتیں کہ میری خوشبو سب سے اچھی ہو لیکن جب ان کے شوہر سیدنا عتبہ مگر تشریف لاتے تو سب خوشبوئیں مات ہو جاتیں اور حضرت عتبہ کی خوشبو غالب رہتی ایک دن چادروں بویاں اکٹھی ہو کر عرض کرتی ہیں: اے ہمارے آقا! ہمارے شوہر ہمارے کیا مات ہے؟ ہم ایک دوسری سے بہت لے جانے کے لیے اچھی سے اچھی خوشبو لگاتی ہیں مگر آپ آتے ہیں تو اور کسی کی خوشبو کا پتا ہی نہیں چلتا صرف آپ ہی کی خوشبو مکتی رہتی ہے ایسا کیوں؟ یہ سن کر حضرت عتبہ نے فرمایا: میں نے تو کبھی کوئی خوشبو نہیں لگائی اب اس وجہ سے کہ میں ایک مرتبہ جا رہا ہوں کیا تھا میرے جسم پر پھنساں (بھٹ) نکل آئی تھی تو میں اپنے آقا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور باری کی شکایت کی تو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عتبہ! کرت اتار دے اور پٹہ چا میں کر دے اتار کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا "الفت صلی اللہ علیہ وسلم فی بدہ الشریفة وذلک بھا الاخری ثم مسح ظہری و بطنی بیدہ فبقی هذا الطیب من یدہ یومئذ"۔

(۱) زرقانی علی المواہب ج ۳ ص ۲۲۳ (۲) مدارق النبوت ج ۲ ص ۲۳ (۳) سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۰۳ (۴) مواہب لعد بن جلد دوم ص ۳۱۱-۳۱۰ (۵) انصاف الکبری ج ۲ ص ۸۳ (۶) البرہان ص ۱۹-۲۰

یعنی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دس مبارک پر پانچویں لگائی پھر اس ہاتھ مبارک کو دوسرے ہاتھ مبارک سے مل کر میری پشت اور میرے پیٹ پر دونوں ہاتھ مبارک پھیرا دینے اس وقت سے یہ خوشبو مہک رہی ہے اس حدیث مبارک کے متعلق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اخرج الطبرانی فی الکبیر والاوسط بسند جید (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)  
ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں  
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

ام ابو مثنیٰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جس روز جانا جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر آپ کے سینہ مبارک پر رکھ دینے تو کئی مہینوں تک میرے ہاتھوں سے خوشبو آتی اور کھانا کھاتے وقت ملک و مگر کی خوشبو مکتی تھی۔ (۱) شواہد النبوت ص ۱۸ (۲) انصاف الکبری ج ۲ ص ۸۳ (۳) البرہان ص ۲۱-۲۲ (۴) استاذی المکرم نقیبہ عمر مفتی محمد امین صاحب امت برکات جم العالیہ



(بقیہ حاشیہ) شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالقادر عتبات دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی اس کے خاوند کے ہاں جھپٹے کے لیے خوشبو عشا کی مگر خوشبو نہ مل سکی تو اس نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا اور درخواست کی کہ آٹا آپ ہی کو ملی خوشبو عطا فرمائیں اسی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیشی طلب فرمائی تاکہ اس میں خوشبو ڈالی جائے شیشی حاضر کرنے پر صاحبِ خدا جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم انور سے پینڈ لے کر اس شیشی میں بھر دیا اور فرمایا: چاکر اسے اپنی لڑکی کے جسم پر مل دو اور جب اسے پینڈ مبارک مل گیا تو سارا بدن اس خوشبو سے مہک گیا اور پھر جس گھر کا رہی "بیت المصلین" رکھ دیا گیا۔

(مدارج المعیت فارسی ج ۱ ص ۲۴۰، اردو ج ۲ ص ۱۴۷)

استاذی الکرمی حضرت امیرِ مصلیٰ امین صاحب فرماتے ہیں کہ

عاشقِ رسول تاکہ اہل سنت علامہ سید احمد سعید ناظمی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ رضویہ کے جلسہ عام میں اس واقعہ کو بیان فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا: اس لڑکی کو ناحیات پھر کبھی خوشبو دینے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی بلکہ اس کی اولاد اولاد کی اولاد میں جو بچہ پیدا ہوتا اس کے جسم سے بھی خوشبو نکلتی تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب) (المہربان ص ۳۸)

والدِ گرامی امامِ خطابت علامہ سید محمد رسول المعروف سندری والے رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مرتبہ بیان فرمایا کہ حضرت امیر ملت علی پوری الخاں سید محمد علی شاہ صاحب گندھ پوری پر مولود شریف کے پاس حاضر تھے کہ ایک چشمی بھی وہاں حاضر تھا اس میں سے ایسی خوشبو آ رہی تھی کہ کبھی نہ کبھی نہ سو لگتی آپ نے اس سے کہا: چشمی! میرے مریدین میں نواب آف دکن و حیدر آباد تک شامل ہیں جو مجھے خوشبو عطریات کے تحفہ جات بھیجتے رہتے ہیں مگر ایسی خوشبو جو تجھ سے آ رہی ہے آج تک میں نے نہیں دیکھی نہ سونگھی ڈرا مجھے بھی بتا یہ خوشبو کہاں سے ملتی ہے؟ چشمی نے زاد و قطار روئے ہوئے روئے رسول کی طرف اشارہ کیا اور کہا: یہ خوشبو میں نے اس روئے والے آقا سے لی ہے آپ نے فرمایا: وہ کیسے؟ آپ نوچو وہ صدیوں سے اس سرقد منور و تربت مقدسہ میں آرام فرما رہے ہیں تو نے خوشبو آپ سے کیسے حاصل کر لی؟ تو اس نے کہا: شاہ صاحب! وہ جس لڑکی کو سرکار نے اپنے پیوندِ مبارک سے شرف فرمایا تھا جس کا ذکر احادیث میں آپ لوگ بیان کرتے رہے ہیں میں اس لڑکی کی نسل سے ہوں اللہ اکبر! چودہ صدیوں کے بعد بھی اس کی نسل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیوندِ مبارک کی خوشبو موجود ہے۔

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں

جیسی میرے نبی کے پیٹے میں ہے

تاجدارِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پینڈ

مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دہن پھول

## ربیع الاول شریف کی بابرکت راتیں

امامِ اوقادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جب ربیع الاول کی پہلی شب ہوگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی ذاتِ اقدس سے عجیب کیف و سرور حاصل ہوا۔ دوسری شب حصولِ مقصد کی بشارت دی گئی۔

تیسری شب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر کہا گیا: اے آمنہ! اب اس جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور شکر و احسان بجالائے گا۔

چوتھی شب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ملائکہ کی بلند آواز سے تسبیح سنی۔

پانچویں شب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت کی وہ فرما رہے تھے:

”اس نبی جلیل صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری ہو جو صاحبِ نور و جمال اور

افضل و کمال کے مالک ہیں اور تعریف و ثناء جن کو سزاوار ہے۔“

چھٹی شب صاحبِ مدح و ثناء حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارِ سارے عالم میں جلوہ گر ہوئے۔

ساتویں شب ملائکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آئے جس سے خوشیاں دوبالا ہو گئیں۔

آٹھویں شب فرج و سرور اور مبارکبادی کے فرشتے نے نداء کی اور کہا:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔“

نویں شب لطف و مہربانی کے فرشتے نے مہین عطف سے نگاہ کی کہ حضور کی والدہ سے غم و الم زائل ہو گئے۔

دسویں شب خیف و غمی نے بشارت دی۔



گیارہویں شب زمین و آسمان والوں نے ایک دوسرے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی اور پھر وہ شب بھی جلوہ نما ہوئی کہ

جو قسمت کے لیے مقوم تھی وہ آج کی شب تھی  
 مشیت ہی کو جو معلوم تھی وہ آج کی شب تھی  
 خدا نے ناقدائی کی خود انسانی سفینے کی  
 کہ رحمت بن کے چھائی بارہویں شب اس مہینے کی  
 وہ دن آیا کہ پورے ہو گئے تو رات کے وعدے  
 خدا نے آج ایفا کر دیئے ہر بات کے وعدے  
 مبارک ہو کہ دور راحت و آرام آ پہنچا  
 نجات دائمی کی شکل میں اسلام آ پہنچا  
 بعد انداز یکتائی بغایت شان زیبائی  
 امیں بن کر امانت آمنہ کی گوہ میں آئی  
 فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی  
 جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی  
 سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی  
 سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی  
 سلام اے آفتیں زنجیر باطل توڑنے والے  
 سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے  
 تر ہے آنے سے رونق آ گئی گلزار ہستی میں  
 شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی  
 مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے  
 جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

پر نور ہے زمانہ صبح شب ولادت

شب میلاد

خدا کی قسم! اس کائنات رنگ و بو میں اس ذات وحدہ لا شریک نے جتنی راتیں تخلیق فرمائی ہیں ان سب سے افضل یہی رات ہے کیونکہ اگر یہ رات نہ ہوتی تو پھر کوئی رات نہ ہوتی۔

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لیلۃ المیلاد لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے اس کی تین وجوہات ہیں:

(۱) لیلۃ المیلاد میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا جبکہ لیلۃ القدر آپ کو عطاء کی گئی، مشرف کی ذات کے سبب جو شرف پائے وہ اس شئی سے اشرف ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطاء کی جائے اس اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

(۲) لیلۃ القدر میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور لیلۃ المیلاد میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے، حضور ملائکہ سے یقیناً افضل ہیں لہذا حضور سے منسوب رات بھی ملائکہ سے منسوب رات سے افضل ہے۔

(۳) لیلۃ القدر میں صرف امت مصطفویہ پر رحم و فضل ہوتا ہے مگر لیلۃ المیلاد میں تمام موجودات و کائنات پر رحم و فضل ہوا۔

(سیرت محمدیہ اردو ترجمہ مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۵۶)

حقیقت ہے کہ یہ رات

بہت ہی مسرتوں بھری رات

اپنے دامن میں اس خوشی کا احاطہ کرنے والی رات کہ جس کے عدم وجود سے کائنات میں مسرت کی کوئی چیز تخلیق نہ کی جاتی بلکہ خود کائنات ہی معرض وجود میں نہ آتی



ان فرحتوں کو اپنے دامن میں سینے والی شب مبارکہ کہ جو زندگی کی تمام تر رعنائیوں کے وجود کا سبب بنی

شادمانی و سرور سے لبریز رات  
جملہ عظمتوں، بلند یوں اور مرتبوں کی جامع رات  
قدر و منزلت کے اعتبار سے ضرب المثل رات  
وجدان و عرفان سے بھرپور رات  
حسن و جمال، نور و سرور سے مزین رات  
وہ رات کہ جس پر شب قدر بھی رشک کرتی ہے

وہ رات کہ جس کی عظمت و شوکت کے سامنے شب برأت کی اہمیت بھی نیچ ہے  
جس کی فضیلت چاند راتوں سے بھی بڑھ کر اور جس کی قدر و منزلت قیامت تک کی  
تمام راتوں سے زیادہ اور جس کی علاؤ مرتبت ایام حج و عیدین سے بھی فزوں تر ہے  
اگر یہ شب سعادت نہ ہوتی تو شب برأت نہ ہوتی نہ شب قدر بلکہ ایام حج ہوتے نہ  
عیدین! ہاں ہاں! قصہ مختصر کہ

اگر یہ رات اور اس میں تشریف لانے والی محبوب کی ذات نہ ہوتی تو پھر کبھی اظہار  
ربوبیت رب کائنات نہ ہوتا۔

لولا لک لما اظهرت الربوبية۔ (حوالے نذر پئے ہیں)

اے حبیب! اگر آپ کا میلاد نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا۔  
ایہ دھرتی نہ ہندی نہ آسمان ہندا جسے پیدا نہ عرشاں و امہان ہندا  
ایہہ شمس و قمر کہکشاں نہ ستارے نہ جنت نہ جنت و سماں ہندا  
ایہہ جلوس ایہہ منظر ایہہ نگین نظامے محمدی ہوئے تھیں ہوئے نے سارے  
جے پیدا نہ ہندے محمد پیارے نہ ظاہر کدی آپ رحمان ہندا

اگر میلاد مصطفیٰ نہ ہوتا تو کلیم نہ ہوتے

اللہ تعالیٰ کے لاڈلے پیغمبر سیدنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہ  
خداوندی میں عرض کیا: اے میرے مولا!

میں تیرا کلیم ہوں! کیا مجھ سے زیادہ شان والا بھی کوئی تو نے پیدا فرمایا ہے؟ آواز  
قدرت آئی: ہاں! عرض کیا: یا اللہ! وہ کون ہے؟ فرمایا: اے کلیم! وہ میرا محبوب سید و آدمہ کا  
درتیم عبد اللہ کا فرزند محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور سن لو!

لولا محمد وامته لما خلقت الجنة ولا النار ولا الشمس ولا  
القمر ولا ملکا مقربا ولا نبیا مرسل ولا ایاک مت علی توحید  
وعلی حب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (منہجیات کبیر ص ۱۵۹)  
اگر محمد اور ان کی امت (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) نہ ہوتے تو میں جنت  
جہنم سورج چاند فرشتے نبی رسول اور (کوئی شی) حتیٰ کہ اے کلیم! تجھے بھی  
پیدا نہ کرتا قائم رہ توحید اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت پر۔

اگر میلاد مصطفیٰ نہ ہوتا تو آدم علیہ السلام نہ ہوتے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ  
علیہ السلام کو فرمایا:

لولا محمد ما خلقت آدم۔ (انوار احوال مصطفیٰ ابن جوزی ج ۱ ص ۳۲)

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد نہ ہوتا تو میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا۔

اور ایک روایت میں حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا: اے آدم!

لولاہ لما خلقتک۔ (انوار احوال مصطفیٰ ابن جوزی ج ۱ ص ۳۲)

اگر ان کا میلاد نہ ہوتا تو میں تمہیں (بھی) پیدا نہ کرتا۔

اگر میلاد النبی اور شب میلاد نہ ہوتی تو آدم نہ ہوتے آدم نہ ہوتے تو آدمی نہ ہوتا

آدمی نہ ہوتا تو کائنات نہ ہوتی۔



دنیا کا طول و عرض نہ ہوتا کسی کا کوئی فرض و قرض نہ ہوتا یہ رنگ و بو نہ ہوتا یہ نور و سرور نہ ہوتا یہ لیل و نہار نہ ہوتے یہ باغ و بہار نہ ہوتے۔  
 گراں و سہا کی محفل میں لولاک لہا کا شور نہ ہو  
 یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں  
 یہ سب کچھ اسی شب میلا اور اسی صاحب میلا کی بدولت ہے  
 عرش بنایا ہے اس کو بلانے کے لیے  
 کرسی بنائی ہے اسے بٹھانے کے لیے  
 لوح بنائی ہے اسے پڑھانے کے لیے  
 قلم بنایا ہے اسے تھمانے کے لیے  
 لامکان بنایا ہے اسے سیر کرانے کے لیے  
 بس میں ہوں اور وہ ہے (افانٹ) اور باقی جو کچھ ہے اسی کے لیے ہے  
 (وما سواک خلقت لا جلتک)  
 یہ شب ولادت ہی تو وہ لیلۂ مبارکہ ہے کہ جس میں جلوہ گری محبوب کے لیے  
 آسمان کو چھت بنایا گیا  
 زمین کو پچھونا بنایا گیا  
 چاند جیسا بلب روشن کیا گیا  
 سورج جیسا فانوس لگایا گیا  
 ستاروں جیسے قندے لگائے گئے  
 عرش پر آرائشوں کے جامان کیے گئے  
 آسمانوں پر زیباش کی گئی  
 فلکیات کو سجایا گیا  
 ہواؤں کو معطر کیا گیا

جنت کو مزین کیا گیا  
 جہنم کو بھجایا گیا  
 حوروں کا بناؤ سنگھار کیا گیا  
 مشرق و مغرب و کعبۃ اللہ کو جھنڈوں سے مزین کیا گیا  
 کعبہ کے بتوں کو لرزہ بر اندام کیا گیا  
 مقام ابراہیم کی طرف بیت اللہ کو جھکایا گیا  
 فارس کا آتش کدہ جو ہزاروں سال سے جل رہا تھا سرد کر دیا گیا۔  
 ان فی صبیحة تلك الليلة اصبحنا اصنام الدنيا منكوسا۔  
 (سیرت علیہ)  
 صبح شب ولادت ساری دنیا کے بت سرنگوں کر دیئے گئے۔  
 ولم یبق سریر ملک من ملوک الدنيا الا اصبح منكوسا۔  
 (خصائص کبریٰ)  
 تمام دنیاوی بادشاہوں کے تخت اونڈھے کر دیئے گئے۔  
 کیوں؟ کس لیے؟  
 صرف اور صرف اس لیے کہ  
 ع انیس دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزم امکاں میں  
 روز ازل سے اس مبارک رات کا یہ مقدّر لکھ دیا گیا تھا اسی شب کو یہ مرتبے مرحمت  
 فرمانے تھے ان بلند یوں سے نوازا تھا اور میلا و محبوب سے سرفراز فرمانا تھا۔  
 اسی شب مبارکہ میں حکم خداوندی ہوا:  
 یا جبرئیل خذ علم الهدایة و یا میکائیل خذ علم القبولیة و یا  
 عزرائیل لا تقبض الارواح هذه الليلة۔  
 اے جبریل! ہدایت کا جھنڈا پکڑ لو اے میکائیل! قبولیت کا جھنڈا تھام لو



اے عزرائیل! آج کی رات ارواح کو قبض نہ کرنا۔

اگر کسی کی روح قبض کی گئی تو اس کے گھر صف ماتم بچھ جائے گی اور آج ماتم کا نہیں جشن محبوب کا موقع ہے لوگ ایک جھنڈے کو روئیں گے ہم آج ہر فرشتے سے جھنڈے اٹھوائیں گے تاکہ جشن محبوب دوبالا ہو۔

حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں ہر رات قدرت کے عجائبات دیکھتی رہی حتیٰ کہ شب ولادت (بارہویں کی رات) جلوہ گر ہوئی یہ ایک منور رات تھی چاند جو بن پر تھا مکہ چاندنی میں نہایا ہوا تھا۔ حضرت عبدالمطلب اپنے بچوں کے ہمراہ دیوار کعبہ کی مرمت کر رہے تھے اس وقت میرے پاس کوئی فرومو جو نہیں تھا میں گھر میں اکیلی رہ گئی تو خوفِ ساحسوس ہونے لگا کہ اگر اسی رات بچے کی پیدائش ہو گئی تو کیا ہوگا؟

جنابہ آمنہ کے ہاں جنابہ حوا سارا آسیدہ مریم کی آمد

جنابہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں انہی خیالات میں تھی کہ کمرے کی ایک دیوار شق ہو گئی اور چار دروازہ قد خواتین کمرہ میں داخل ہو گئیں وہ باوقار تھیں اور حسن و جمال میں ایک دوسرے سے بڑھ کر یوں محسوس ہوا کہ جیسے نور و نکہت کی بارشیں ہونے لگی ہیں ایک نے بڑھ کر مجھ سے کہا: آمنہ! تمہاری مثل کون ہو سکتی ہے اتم سید البشر کی ماں بننے والی ہو۔

یہ کہہ کر وہ میری دائیں جانب بیٹھ گئیں میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ بولیں: ام البشر حوا پھر دوسری نے مبارکباد دی وہ میری بائیں جانب بیٹھ گئیں میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ بولیں: سہارہ زوجہ خلیل اللہ۔

پھر تیسری خاتون مبارکباد دے کر میرے پیچھے بیٹھ گئیں میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ بولیں: آسیدہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی۔

آخر میں چوتھی نے بھی مبارکباد دی اور سامنے بیٹھ گئیں میں نے پوچھا: آپ کون

ہیں؟ بولیں: مریم بنت عمران عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ۔

پھر چاروں نے یک زبان کہا:

ہم دایہ بن کر تمہاری خدمت کے لیے حاضر ہوئی ہیں۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں جلد ہی ان سے مانوس ہو گئی۔

(جامع التجرات ص ۳۰۳-۳۰۴ احمد الکبریٰ اردو ص ۹۷۷ مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۶۰ مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۲۱ الشیخ الریاض ج ۳ ص ۲۷۲ کرام محمدی ص ۲۷۲ مولوی عبدالستار دہلوی

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پاکیزہ بیبیاں جو ہزاروں سال اس میاں دالنبی سے پہلے انتقال فرما چکی اور اپنی اپنی مقدس قبروں میں جا چکی تھیں یہ آ کیسے گئیں؟

جواب یہ ہے کہ ایسے ہی جیسے شب معراج تمام انبیاء کرام علیہم السلام مسجد اقصیٰ میں آ گئے تھے تو یہ عقیدہ درست ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اولیائے عظام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور مشیت الہی سے وہ آ جا بھی سکتے ہیں۔

تو اگر وہ سب زندہ ہیں آ جا سکتے ہیں تو امام الانبیاء علیہ السلام جو کہ باعث تکوین عالمیاں ہیں وہ کیوں زندہ نہیں اور کیوں آ جا نہیں سکتے؟ تا جدار بریلی امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

انبیاء مزارات میں زندہ ہیں

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث پاک روایت فرمائی ہے کہ سرکار ابد قرار نے ارشاد فرمایا:

الانبياء احياء في قبورهم يصلون .

(مذہب القلوب اردو از شیخ محقق دہلوی ص ۲۰۶ انصاف الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۱ امام بیہقی)

انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں نمازیں ادا فرماتے ہیں۔



حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو شہد معراج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو نماز کی حالت میں حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا کہ

هو قائم یصلی فی قبرہ۔ (التولید ص ۱۶۸)

وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

فبسی اللہ حی یوزق۔ (مکتوٰۃ ص ۱۲۱ ابن ماجہ ص ۷۶)

پس اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دینے جاتے ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ یہ حدیث امام الوہابیہ ابن قیم نے بھی اپنی کتاب جلاء الافہام ص ۳۴ عربی نقل کی ہے اور پھر جس نبی کی ولادت پر قبروں والی زندہ ہو کر تشریف لے آئیں وہ نبی خود قبر میں زندہ کیسے نہیں اور تشریف کیوں نہیں لاسکتے اور ان مستورات محترمات کا شہد ولادت حضرت آمنہ کے ہاں آنا خود ہانیوں نے بھی تحریر کیا ہے۔

(دیکھیں: اشعۃ العصر یا کرام محمدی الاموالی عبدالستار وغیرہ)

### شب ولادت کعبہ اللہ مقام ابراہیم کی طرف جھک گیا

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں شب ولادت کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف سجدہ ریز ہو گیا اور جھک گیا۔ (الاسیرۃ الخلیفہ ج ۱ ص ۱۵ شواہد النبوت ص ۷۵ معارج النبوت ج ۲ ص ۷۵ مدارج النبوت ج ۳ ص ۶۷ معراج النبوت ج ۳ ص ۱۳۵)

۱۔ حضرت سیدنا علیہ رضی اللہ عنہا فرمائی ہیں کہ وہ آپ کو حجر اسود کے پاس لے گئیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بوسہ دیں تو حجر اسود اپنی جگہ سے اٹھا اور آپ کے چہرہ اقدس کے قریب ہو گیا تاکہ آپ بوسہ دے سکیں۔ (تفسیر مظہری اردو ج ۲ ص ۶۲)

عربی عبارت ملاحظہ ہو: "جاءت به السی الحجر الاسود لیقبلہ اذ خرج من مکانہ حتی التصق لوجه"۔ (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۵۳۸)

بارک اللہ عروج عالم نبی سرکار ہے

مقام ابراہیم سرکار کی ولادت گاہ کی سائیڈ پر ہے گویا کعبہ مقام ولادت محبوب کی طرف جھک گیا۔

جھکتے ہیں ہم نماز میں کعبہ کے روبرو

کعبہ جھکا ہوا ہے ترے در کے سامنے

تین دن تک کعبہ اللہ زلزلہ میں رہا۔ (الخصائص الکبریٰ سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۱۶)

گویا جشن آمد رسول کے سلسلہ میں تین دن تک وجد کرتا رہا۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجھے کو جھکا

تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کر گر گیا

### دیگر واقعات شب ولادت

نہر کوثر کے کنارے پر مشک وغیرہ کے ستر ہزار درخت لگائے گئے۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۵ اللہ در العلم ص ۹۶)

فارس کی وہ آگ بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے نہ بجھی تھی چشمہ بخیرہ ساود خشک ہو

گیا جہاں بت پرستی ہوتی تھی۔ (الخصائص شواہد النبوت ص ۵۸ الوقایع ص ۷۵ نسیم الریاض ج ۳ ص ۷۵ انظر الملیح نقالی ص ۲۵ مختصر سیرت الرسول ص ۱۲ تذکرہ میلاد رسول اللہ ص ۱۱۸)

شب ولادت کسریٰ کے محلات میں زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنکڑے گر گئے

دیواریں چر گئیں۔ (الخصائص کبریٰ شواہد النبوت ص ۵۸ مولد العربی، بیت ہامنہ زینۃ النجاس جلد دوم الوقایع ص ۷۵ مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۸ مختصر سیرت الرسول ص ۱۲ نسیم الریاض ج ۳ ص ۷۵ امور الروی ص ۸۷ تذکرہ میلاد رسول اللہ ص ۱۱۸)

اس سے قبل قریش معاشی بد حالی و قحط سالی کا شکار تھے بے آب و گیاہ زمین کو سرسبز

و شاداب کر دیا ہر طرف ہریالی ہو گئی سوکھے درخت ہرے بھرے ہو گئے پھل دینے

لگے اور اہل قریش اس طرح ہر طرف سے نفع آنے اور کثرت خیر آنے سے خوشحال ہو

گئے۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۷۵)



چن چنہیا آمنہ دے لال دا  
مک کلیاں دنیا جگ توں راہاں کالیاں  
اس سال سب کوڑے کے عطاء کیے گئے

قد اذن اللہ تبارک السنتہ لسناء الدنیا یحملن ذکورا کرامۃ  
لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم . (سیرت حلبیہ ج ۸ ص ۷۸ انوار محمدیہ ص ۲۲)  
الذکر العظم من اخصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱ امواب اللہ بیج ص ۱۱۱  
اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی تمام عورتوں کے لیے اس سال مقدر کر دیا کہ وہ محمد  
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے لڑ کے جنمیں۔

نداء آئی: در پیچے کھول دو ایوان قدرت کے  
فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ

اے فرشتو! آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو سورج کو بھی مزید نور کا  
لباس پہنا دو۔ (اینا)

نداء آئی در پیچے کھول دو ایوان قدرت کے  
نظارے خود کرے گی آج قدرت شان قدرت کے  
تارے حضرت آمنہ کے مکان کے صحن کی طرف اترے  
فرشتے فوج و رفوج استقبال کے لیے آئے  
مشرق و مغرب اور کعبہ و بیت المقدس پر جھنڈے لگ گئے  
نور کے درخت نہر کوثر کے کنارے لگ گئے  
جنت کے دروازے کھل گئے  
کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھٹک گیا  
خوشالیاں آئیں

جہنم بجھ گیا  
عورتوں نے چہروں پہ غارہ لگا گیا آبیہ مریم حوا و سارہ دایاں بن کے آئیں  
آسمانوں پر ستون بن گئے خراب ج گئے بیسز لگ گئے  
جبریل اہل آسمان کو خوشخبریاں اور اہل زمین کو مبارکبادیاں دیئے گئے  
ملائکہ میلاد کا جلوس نکالنے گئے  
جانور ایک دوسرے کو مبارک دینے گئے  
توپھر ۔

جاء محمد سراجا منیرا

فصلوا علیہ کثیرا کثیرا

زندگی آگئی رونقیں آگئیں بزم عالم میں کیف و سرور آ گیا  
آمنہ کے مقدر پہ قربان میں گود میں جس کی خالق کا نور آ گیا  
بیٹیاں زندہ درگور کرنے والے معاشرہ میں بیٹی کی حرمت محفوظ کرنے والا آ گیا  
بیوی کو بچہ کی جوتی سمجھنے والوں میں بیوی کو مقام دلانے والا آ گیا  
مال کے رہنے کو ملیا میٹ کرنے والے گنواروں میں مال کی عظمت کا رکھوالا آ گیا  
بہن کے حقوق غصب کرنے والوں میں وہ حقوق دلانے والا آ گیا  
اندھیروں میں نور بانٹنے والا آ گیا  
یتیموں کو قرار بخشے بیواؤں کا پانی بھرنے والا بے بسوں کا بس بے کسوں کا کس  
تشریف لے آیا ۔

وہ دیکھو نور برساتا عرب کا تاجدار آیا  
ملی راحت غلاموں کو یتیموں کو قرار آیا  
ہوئی انوار کی بارش قدم رکھا محمد نے  
زمین کو چومنے عرش معنی بار بار آیا



آئینہ جمال کبریا آگئے... امام الانبیاء آگئے... بے سہاروں کے سہارے آگئے... بے چاروں کے چارے آگئے... نبی پیارے ہمارے آگئے۔

خطا کاراں نوں پچین آیا خطاواں مسکرا پیاں  
محمد مصطفیٰ آئے نقضاواں مسکرا پیاں

ہے کعبہ وی جھکدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے درتے۔

صاحب جامع المعجزات فرماتے ہیں کہ جب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو سیدنا عبدالمطلب گھر میں موجود نہیں تھے کعبہ کی دیوار مرمت کرنے تشریف لے گئے تھے عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ

میں مرمت کے بعد کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ کعبہ چاروں جانب جھکا اور مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں پڑ گیا اور تکبیر و تسبیح کی آوازیں آنے لگیں تھوڑی دیر بعد کعبہ دیواروں پر کھڑا ہو گیا اور جوف کعبہ سے ندا آئی:

”سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کر دیا۔“

ارکان کعبہ پھر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے گئے حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں باب الصفا سے نکل کر آمنہ کے گھر کی جانب روانہ ہوا تو میں نے کچھ فرشتے دیکھے جو کہہ رہے تھے:

”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ“ صلی اللہ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

میں نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا کہ یہ خواب ہے یا بیداری؟ آمنہ کے مکان پر کچھ پرندے چکر کاٹ رہے تھے اور کمرہ سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی میں نے پوچھا: کیا ہوا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا: خیر البشر کی ولادت ہوئی ہے۔

میں نے دروازہ پر دستک دی تو آمنہ نے خود دروازہ کھولا ان پر نفاس کا کچھ اثر نہ

تھا میں نے آمنہ سے پوچھا: تمہاری پیشانی کی چمک کہاں گئی؟ آمنہ نے کہا: وہ چمک دنیا میں اتر آئی ہے۔

ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا

مجھے ہاتھ سے یہ ندا آئی

عبدالمطلب اپنے پوتے کا نام محمد رکھنا ان کا نام آسمانوں میں محمود تو ریت میں مویذ زبور میں ہادی انجیل میں احمد اور قرآن میں طہ النبین اور محمد ہے۔

میں نے آمنہ سے کہا: مجھے پوتا دکھاؤ! آمنہ نے کہا: آئیے! وہ کوٹھڑی میں ہے۔

کوٹھڑی میں داخل ہوا تو ملائکہ زیارت کے لیے فوج در فوج اتر رہے تھے۔

(جامع المعجزات اردو ص ۲۰۶-۲۰۷)

نوری پیکر سیدہ آمنہ کے حجرہ طاہرہ میں

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میرے کمرے میں حضرت حوا سارہ مریم آسیہ جلوہ افروز ہوئیں اسی دوران مجھے لمبے لمبے نوری پیکر نظر آنے لگے جو جوق در جوق میرے حجرہ طاہرہ میں داخل ہو رہے تھے ان کی آوازیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں لیکن زبان مختلف تھی جن میں سریانی غالب تھی یوں نظر آتا تھا کہ مکان کی دیواریں میری طرف جھکی ہوئی ہیں اور میرے دائیں بائیں نور کے بجائے اُڑ رہے ہیں۔ (الامت النبییہ ص ۸۰)

محفل نوں سجائی رکھیو اوہدے اون دا ویلا اے

میلاد حبیب کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم فرمایا کہ اے جبریل!

جنت میں پینے کے جام بہترین خوشبوؤں سے بھر دو اور اے رضوان خازن جنت! جنتی خوشبوؤں کی زیبائش و آرائش کرو مشک پاکیزہ کے نافے کھول دو کہ تمام مخلوقات کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظہور فرمانے والے ہیں۔

اے جبریل!

محبوب اعظم کے لیے جو نور مجسم اور سب سے مقرب اور افضل و اعلیٰ ہیں قرب و



وصال کے سچاؤ سے پھیلا دیا لک کو حکم دو کہ جہنم کے دروازے بند کروئے رضوان سے کہو کہ جنت کے دروازے کھول دے۔

اسے جبریل! خود حلقہ بہشتی زیب تن کرو اور زمین و آسمان کے طول و عرض میں منادی کرو کہ محب و محبوب اور طالب و مطلوب کے ملنے کا وقت آ گیا ہے۔

جبریل امین علیہ السلام نے رب جلیل جل جلالہ کے حکم کی تعمیل کی اور فرشتوں کو کہہ کے پہاڑوں پر لاکھڑا کیا۔ ان فرشتوں نے کعبہ کو گھیرے میں لے لیا، ان کے پاؤں سفید کا فوری بادلوں کی طرح تھے اطراف و اکناف میں پرندے گیت لاپنے لگے اور جنگلوں اور صحراؤں کے جانور خوشی سے شور مچانے لگے اور یہ سب کچھ کائنات کے شہنشاہ حقیقی رب العزت کے حکم سے ہوا۔ (احمد اکبری علی العالم اردو ص ۸۰-۸۱)

### مکاشفات سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

وقت ولادت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے تمام حجابات اٹھا دیئے اور مجھے سر زمین شام میں بصری کے محلات نظر آنے لگے میں نے تین عظیم الشان جہنم دیکھے جو مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پر نصب تھے اس عالم میں مجھے پرندوں کا ایک غول نظر آیا جن کی سونے کی طرح سرخ چونچیں تھیں اور پر آبدار موتیوں کی طرح تھے انہوں نے میرے حجرہ انور میں آکر زرد جواہرات اور لؤلؤ و مرجان بچھا دیئے وہ میرے ارد گرد آکر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے لگے میں انہیں لمحہ بہ لمحہ اپنے سے ہناتی اسی دوران میں فرشتے فوج در فوج میرے ہاں اترتے رہے ان کے ہاتھوں میں سرخ سونے اور سفید چاندی کی لوہانیاں تھیں اور وہ عود و عنبر اور مختلف خوشبوئیں بکھیرتے رہے اور بلند آواز سے رسول مکرم حبیب معظم پر صلوٰۃ و سلام بھیجے لگے۔

صلی اللہ علیہ وسلم و شرف و عظم۔

سیدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ چاند خیمہ کی طرح میرے سر پر ضوئیں ہو گیا اور

ستارے خوبصورت اور روشن قدیلوں کی طرح لٹک گئے۔ (احمد اکبری ص ۸۱)

مجھے سخت پیاس محسوس ہوئی تو ایک مشروب پیش کیا گیا جو دودھ سے سفید، مشک سے زیادہ خوشبودار اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا میں نے وہ مشروب پی لیا اس سے زیادہ لذیذ مشروب میں نے کبھی نہیں دیکھا یہ شربت پینے کے بعد مجھ پر ایک نور عظیم ظاہر ہوا میں نے دیکھا کہ ایک سفید رنگ کا پرندہ میرے کمرے میں آیا اور میرے دل پر سے پرواز کی اچانک کیا دیکھتی ہوں کہ

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا

میرے پہلو میں سید الاولین والآخرین جلوہ گر ہو چکے تھے میں نے دیکھا کہ وہ سجدے میں تھے۔ (جامع المعجزات ص ۳۰۴)

فقیر کہتا ہے: مقام غور ہے کہ

کوئی مولوی ملاں پیدا ہو تو

کوئی عالم و فاضل پیدا ہو تو

کوئی شاہ و گدا پیدا ہو تو

کوئی زاہد و عابد پیدا ہو تو

کوئی صغیر و کبیر پیدا ہو تو

کوئی فقیر پیدا ہو تو

پلید پیدا ہوتا ہے

مگر میرے آقا پیدا ہوئے تو پاک و پاکیزہ..... سجدہ فرماتے ہوئے..... خود ہی پاک نہ تھے بلکہ ان کا پاکیزہ قدم مبارک فرش زمین پر سایہ گلن ہوا تو پوری روئے زمین پاک کر دی گئی۔

جعلت لی الارض مسجدًا و طہورًا (بخاری انوار کد جلد اول ص ۲۲۲)

میرے لیے پوری زمین کو پاک کر دیا گیا اور مسجد بنا دیا گیا۔

مسجد اوشد ہمہ روئے زمین آں امام اولین و آخرین



کوئی بھی انسان پیدا ہو تو..... روتے ہوئے اور میرے آقا تشریف لائیں تو مسکراتے ہوئے۔

ولادت ہندیاں سوہنے نے جدِ سجدے چہ سر رکھیا  
خطا کاراں نوں چین آ یا خطاواں مسکرا پیاں

بے مثل نبی کی بے مثل ولادت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو

ولد مسروراً مخولاً مکحولاً مغسولاً مدھوناً۔

(مولد المردی ص ۶۷، اوقاف النہال ص ۶۶، الفتاویٰ ص ۱۲۸، شاہد المنہ ت)

ناف کئی ہوئی تھی، خندہ شدہ تھے سر، لگا ہوا تھا غسل، ہوا ہوا تھا تیل لگا ہوا تھا۔

سینکڑوں کتب سیرت میں یہ حوالیات موجود ہیں، حتیٰ کہ تھانوی نے نشر الطیب اور صدیق الحسن بھوپالوی و ہالی نے اشمامۃ العنبر یہ میں یونہی لکھا ہے۔

مشکم مشکم کی صبح و شام تبلیغ کرنے والوں بناؤ!

کیا تم بھی ناف بریدہ، مختون، مکحول، مغسول، مدھون پیدا ہوتے ہو؟

مولانا دنیا پر آئیں تو ہارن بجاتے ہوئے اور اگر ہارن نہ بجا ئیں تو سب لوگ پریشان ہو جاتے ہیں کہ کہیں مردہ تو پیدا نہیں ہوئے۔

اور میرے آقا علیہ السلام جلوہ گر ہوں تو انگشت شہادت اٹھائے ہوئے سجدہ ریزی

۱۔ حضرت آدم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے تخت چکر تو نہ فکر کو پیدا ہوتے ہی سجدہ فرماتے ہوئے دیکھا اور دونوں انگشت مبارکہ اور دو مبارک آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے گویا کہ دعا فرما رہے ہیں۔ حوالہ کے لیے ملاحظہ ہوا۔

مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۶، النہال ص ۶۶، سیرت علیہ ج ۱ ص ۸۸، معارج النبوت ج ۱ ص ۱۲۸، النبوت مولد المردی ص ۶۷، اکرام محمدی مولوی عبدالستار و ہالی ص ۵۷، اوقاف ابن جوزی ص ۵۵، تفسیر عزیزی ص ۱۳۰، اردو ص ۸۳، مولد المردی ص ۸۳، تذکرہ مصیبا رسول ص

(باقی ماحیہ اگلے صفحہ پر)

مولوی عبدالستار و ہالی لکھتے ہیں کہ

فرماتے ہوئے اور یہ کلمات ارشاد فرماتے ہوئے کہ

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انی رسول اللہ۔

مولوی کا کلمہ اور میرے آقا کا اور..... اور اگر مولوی بھی مشکل کم کا دعویٰ کرے تو پڑھے وہی کلمہ تاکہ پتا چلے کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ انشاء اللہ محققین ختم نبوت اس ناپاک وجود کو زندہ ہی نہ چھوڑیں گے اور آئے دال کا بھڑا معلوم ہو جائے گا ساتھ ساتھ زمین پر یہ بوجھ بھی ختم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے یہ بھی واضح ہوا کہ نبی بوقت ولادت بھی نبی ہوتا ہے اگرچہ بالقوۃ ہی ہو جس کی شہادت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اشھد انی رسول اللہ" فرما کر دی۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ہنگھوڑے میں ارشاد فرمایا تھا:

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ الْاِنَّیْ الْکِتَابَ وَجَعَلْنِیْ نَبِیًّا (پ ۶، مریم ۳۰)

"بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے

نبی بنایا ہے۔"

مولوی کہتا ہے: چالیس سال تک نبی کو اپنی نبوت کا علم نہیں ہوتا اور نبی ہنگھوڑے میں اپنی نبوت کا اعلان کر رہے ہیں اور امام الانبیاء علیہ السلام بوقت ولادت ہی اپنی رسالت کی شہادت دے رہے ہیں۔

پہلے سجدے پھر روز ازل سے درود

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا (سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی بھین)

یا رب اِنِّیْ یا رب اِنِّیْ کرے سوال دعا میں

بکلیش کریں بکلیش کریں میری امت تاج میں

حضرت صفیہ فرماتی ہیں: میں نے آپ کے دامن مبارک سے کان لگا کر نہ تو آپ فرما رہے تھے "امعی امعی"۔ (مدارج النبوت ج ۱ ص ۸۸، اردو)



محترمہ) بوقت ولادت سرکار حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس بغرض خدمت حاضر تھیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب ولادت مبارکہ ہوئی تو سب سے پہلے آپ نے سجدہ فرمایا پھر فصیح و بلیغ لہجہ میں پڑھا: "لا الہ الا اللہ انسی رسول اللہ" آپ کے چہرہ انور کے نور سے تمام گھر روشن ہو گیا میں نے آپ کو نہلانے کا ارادہ کیا تو آواز آئی: اے صفیہ! ہم نے اپنے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پاک و صاف پیدا فرمایا ہے آپ مثنوی (خندہ شدہ) پیدا ہوئے آپ کی پشت مبارکہ پر میں نے مہر نبوت دیکھی کہ اس پر کلمہ طیبہ شریف لکھا ہوا تھا۔

(معارج النبوت جلد دوم ص ۹۲، شہداء النبوت مولد انور ص ۲۸، اکرام محمدی ص ۲۷)

علامہ طبری و امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ پیدا ہوتے ہی سرکار ابد قراری علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کلام فرمایا:

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ  
واصلیلا۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۹۲، انصاف کبیری جلد اول ص ۵۲)

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت آپ کچھ پڑھ رہے تھے جس کی آواز میں نے خود سنی۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ہاتھ سے پیندا سنی:

میں تجھے عطاء کرتا ہوں، خلق آدم معرفت شیث شجاعت نوح، خلقت ابراہیم میں لسان اسماعیل، حلم نوح، جہد یوشع، شدت موسیٰ، حکمت لقمان، حب دانیال، ملک سلیمان، صبر ایوب، ردائے ہارون، وقار ایسا، قبول ذکر یا عصمت یحییٰ اور زہد عیسیٰ علیہم السلام۔

یا محمد! آپ کو کعبۃ اللہ مبارکہ ہو..... کعبۃ اللہ قیامت تک آپ کا اور آپ کی امت کا قبلہ ہوگا۔ (جامع الحجرات ص ۳۰۵ اور ۳۰۶)

ایک اور روایت کے مطابق سیدہ فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت جب مجھے سخت پیاس

محسوس ہوئی تو اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک شربت کا پیالہ لے کر حاضر ہوئے جو دودھ سے سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، کستوری سے زیادہ خوشبودار، برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور مجھے کہا کہ اسے پی لیں میں نے اس سے پیا دوبارہ کہا: اور نوش فرمائیں! میں نے اور پی لیا تیسری مرتبہ پھر خوب سیر ہو کر پیا اور پینے کی گنجائش نہ رہی اور نہ ہی اس پیالہ شربت میں کچھ کمی واقع ہوئی پھر جبریل میرے سامنے کھڑے ہو گئے اور یوں کہا:

اظہر یا سید المرسلین..... اظہر یا خاتم النبیین..... اظہر یا

رحمة للعالمین..... اظہر یا رسول اللہ..... اظہر یا نوراً من نور

اللہ..... بسم اللہ اظہر یا محمد بن عبد اللہ۔

(بیان السیما والنبی الامین الجوزی ص ۳۳)

ظاہر ہو جائیں اے سید المرسلین..... اے خاتم النبیین! تشریف لے

آئیں..... اے رحمة للعالمین! جلوہ فرما ہو جائیں..... یا رسول اللہ!..... یا

نور من نور اللہ ظاہر ہو جائیں..... اے محمد ابن عبد اللہ برکت اسم اللہ تشریف

لے آئیں۔

ادھر صبح صادق کا نام ہو اور ادھر

فولدت محمداً۔

نبی اکرم پیدا ہوئے۔

وہ تشریف لائے سویرے سویرے

گلے گلے رہے تھے اُجالے اندھیرے

دن آ رہا تھا..... رات جاری تھی کہ صبح صادق کے وقت نبی صادق جلوہ گر ہو گئے۔

مہر نبوت اور حکومت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ



میں نے نبی کریم علیہ السلام کو کرت پہنانے کا ارادہ کیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی پشت منورہ پر دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت لگی ہوئی ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے:  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔  
(انوارِ محمدیہ: المصاحف الکبریٰ شواہد و تواتر ص ۵۵ معارج النبوت ج ۲ ص ۹۸)

### مشرق مغرب ان کی حکومت سینہ آمد فرماتی ہیں:

و ادت کے بعد حضور میری نظروں سے غائب ہو گئے اور ایک آواز آئی:  
طوفوا به مشارق الارض ومغاربها۔  
میرے حبیب کو مشارق و مغارب ارض کی سیر کراؤ۔  
تاکہ تمام اہل زمین کو معلوم ہو جائے کہ اس کائنات کا فرماں روا آج جلوہ افروز ہو  
گیا ہے پھر زندائیں آنے لگیں کہ

قبض محمد علی مفتاح النصره ومفتاح الربح ومفتاح  
النبوة۔  
نصرت کی نفع کی اور نبوت کی تمام چابیوں پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قبضہ ہو گیا۔  
اور

صبح بفتح قبض محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الدنيا  
کلها۔۔۔۔۔ لم یبق خلق من اهلها الا وخذ فی قبضته۔  
مبارک مبارک مبارک! اے محمد کریم! آپ نے ساری دنیا کی چابیاں اپنے قبضے  
میں لے لی ہیں ایسی کوئی مخلوق باقی نہ رہی جو آپ کے قبضہ و اختیار سے باہر  
رہ گئی ہو۔ (المصاحف الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۳-۱۲۵)

اللہ اللہ شہ کو نین جلال تیری  
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

اور  
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جائیں  
خسروا! عرش پہ اُڑتا ہے پھر برا تیرا  
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ

او تبت مفتاح کل شیء۔ (المصاحف الکبریٰ ج ۱ ص ۱۹۵)  
اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز کی چابیاں عطا فرمادی ہیں۔

اعطیت مفتاح خزائن الارض۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۸)  
مجھے زمین کے تمام خزانوں کی تمام چابیاں دے دی گئی ہیں۔  
کنفی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے  
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

سینہ آمد فرماتی ہیں کہ پھر ایک فرشتے نے میرے نورِ نظر کے بوتے لیتے ہوئے نداء  
کی:

ابشر یا محمد۔۔۔۔۔ فانت اکثرهم علما۔

یا محمد آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ تمام انبیاء سے علم میں زیادہ ہیں۔

(انوارِ محمدیہ ص ۳۵ مولدِ اعراب ص ۶۷-۶۸ معارج النبوت)

### نبوت بنی اسرائیل سے رخصت ہو گئی

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ  
مکہ مکرمہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس رات نبی مکرم حبیب معظم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اس خاکدانِ ارضی کو اپنے جمالِ جہاں آراء سے منور فرمایا اس یہودی نے پوچھا:  
اے گروہِ قریش! کیا آج تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ سامعین نے اعلیٰ کا اظہار  
کیا تو اس نے کہا: جاؤ دیکھو کہ اسی رات نبی آخرِ ازمان صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے  
ہیں جن کے کندھوں کے درمیان ایک نشانی یعنی مہرِ نبوت ہے۔



چنانچہ وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹے اور اس بارے میں دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے یہ سن کر یہودی ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کی خدمت قدسیہ میں حاضر ہوا حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو نکال کر ان کے سامنے پیش کیا جب یہودی نے وہ نشانی یعنی مہر نبوت دیکھی تو غش کھا کر گر پڑا جب اسے آفاقہ ہوا تو کہنے لگا:

ذهبت النبوة من بنی اسرائیل بما معشر قریش اما واللہ  
یسطون بکم سطوة یخرج خیرھا من المشرق الی المغرب .

(المستکبر فی عربی ص ۲۵)

اے گروہ قریش! نبوت بنی اسرائیل سے رخصت ہو گئی اللہ کی قسم! یہ بچہ تم پر غالب آئے گا اس کا چہرہ چاشرق سے مغرب تک ہوگا۔

(فتح الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۳۲۵ قطعات ۳۲۰ و ۳۲۱ شرح الطیب تھانوی ص ۱۲۷)

المشاعر المعربہ ص ۷۷ مواب اللہ فیہ ص )

پھو کاں مار بھجائیو لوڑن.....!

مروی ہے کہ

جب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو اس وقت کوئی یہودی عالم ایسا نہیں رہا تھا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا علم نہ ہو گیا ہو ان (یہودیوں) کے پاس ایک اونٹنی جبہ تھا جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون سے رنگین تھا اور وہ اپنی کتابوں میں یہ لکھا پاتے تھے کہ

”جب اس جبہ سے خون کے قطرے ٹپکنے لگیں گے تو اس وقت حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے ہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ

وسلم پیدا ہوں گے جو ان کے ادیان کو معطل کریں گے۔“  
لہذا جب جبہ سے خون کے قطرے ٹپکے تو تمام یہودیوں کو معلوم ہو گیا کہ حضور سید عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہو گئے ہیں۔

سب نے اجتماع کیا اور حضور کو اذیت پہنچانے کے لیے کید اور مکر و فریب کی سوچنے لگے مختلف شہروں میں ایچیوں کو بھیجا کہ ایک دوسرے سے مل کر کوئی حیلہ تدبیر دریافت کریں اور ان بد نصیبوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کے مکر و فریب کو مٹانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تدبیر کر رکھی ہے اور حضور کے وجود مسعود سے دین اسلام کو قائم اور روشن کر دیا ہے اور اہل کفر کے دین کو سرنگوں اور ناکارہ کر دیا ہے۔ (نعت کبریٰ اردو ص ۶۸)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى  
الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (پ ۲۸ الصف: ۹)

”وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے بھیجا رسول (اللہ کو) ہدایت اور سچے دین کے ساتھ تاکہ غالب فرمائے وہ اس دین کو تمام ادیان پر اور اگرچہ مشرک اسے اچھا نہ جانیں۔“

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ  
الْكَافِرُونَ (پ ۲۸ الصف: ۸)

”کافر ارادہ کرتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل فرمانے والا ہے اگرچہ کافر اسے بُرا جانیں۔“

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اکھاں وچہ قدرتی سرے دی دھاری

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ



وضعتہ مطہوراً مطیباً مکحولاً مسروراً مختوناً مدھوناً .

(مولد العروس ص ۶۶ انصافس الکبریٰ جلد اول ص ۱۳۶ قاضی میاض باغی جلد اول ص ۱۲۸ شاہد

النبوت علامہ جانی ص )

میں نے اسے جٹا پا کیزہ و طاہر معطر و خوشبودار آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہنستا مسکراتا ہوا چہرہ فختہ شدہ اور تیل لگا ہوا۔

مولانا غلام رسول عالم پوری کہتے ہیں کہ۔

اکھال وچہ قدرتی سرے دی دھاری

دلاں نوں قل کردی جیوں کناری

زلیخا اوس نوں جے وکچہ لیدی

نہ پچھے یوسف شامی دے پندی

آئے محمد (ﷺ) رحمتاں والے

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں: جب میرے ہاں میرے نور نظر کی آمد ہوئی تو میں

نے دیکھا کہ

اعلنت الملكة سرّاً وجہراً جاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(مولد العروس لابن جوزی ص ۲۹)

ملائکہ نے بلند آہستہ اعلانات کیے..... نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے

آئے۔

دونوں جگ وچ ہوئے اُجالے

ہر آئے محمد رحمتاں والے

رحمتاں والے برکتاں والے

آئے محمد رحمتاں والے

نور ازلی ہمنگیا غائب اندھیرا ہو گیا

کملی والا آ گیا ہر تھاں سویرا ہو گیا

اللہ نوں دی ہوگئی دھرتی بڑی محبوب اوہ

جہڑی تھاں تے احمد مرسل دا ڈیرا ہو گیا

ہمارے ہاں بچہ پیدا ہو..... ہم خاکی..... بچہ خاکی..... اعلان کرنے والے خاکی

عرش کا دولہا پیدا ہوا..... بچہ افلاکی..... اس کا اعلان کرنے والے بھی افلاکی

بلکہ ہم خاکی..... ہمارے کھلونے بھی خاکی..... کملی والا افلاکی..... اس کا کھلونا

بھی افلاکی۔

ملاحظہ ہو حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

میں نے عرض کی کہ میں دیکھا کرتا تھا جبکہ آپ جھولے میں چاند سے باتیں کیا

کرتے تھے اور آپ جدھر انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے چاند اُدھر جھک جایا کرتا تھا۔

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انہی کنت احدثہ ویحدثنی ۔

بے شک میں چاند سے اور چاند مجھ سے باتیں کیا کرتے تھے۔

(انصافس الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵۲ ماہیت ہائے اشیاء محقق دہلوی ص ۲۹۲ مولانا ابوبکر صدیق ص ۱۲۸ امام محمدی

ص ۲۸۶ مولوی عبدالستار دہلوی)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

حضور کا نوری جھولا

ہم خاکی..... ہمارا جھولا جھلانے والے بھی خاکی..... مصطفیٰ نوری..... ان کا جھولا

جھلانے والے بھی نوری..... حافظ ابن حجر نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ سیر الواقدی



میں ہے:

ان مہدہ کان يتحرك بتحرك الملائكة .

(نفس الطیب ج ۱ ص ۲۵۸ اکرام محمدی دہلی ص ۲۵۸ تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۶۷ مدارج النبوت

ج ۲ ص ۲۱ الخصاص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۵۸)

فرشتے آپ کا جھولا جھلاتے تھے۔

میرا نبی خود نور

اس کو بھیجنے والا نور

اس پر نازل ہونے والا قرآن نور

قرآن لانے والا جبریل نور

میرے نبی کا کھلونا چاند بھی نور

میرے نبی کا جھولا بھی نور

میرے نبی کا جھولا جھلانے والے بھی نور

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

مبارک تھے یہ بڑائی حلیمہ (رضی اللہ عنہا)

انشاء اللہ العزیز جب تک

سورج چمکتا رہے گا

چاند و مکتار ہے گا

ستارے جگمگاتے رہیں گے

اے اماں حلیمہ سعدیہ..... آپ کا ذکر مبارک بھی ہوتا رہے گا اور اہل ایمان آپ

۱۔ کہ کمرے سے جمن دن کی راہ پر خانقہ کے قریب ایک مقام ہے جمن جہاں کی حضرت حلیمہ رہے والی تھیں۔

(تفسیر فی پارہ ۱ ص ۲۱۹ مطبوعہ گجرات)

کی بارگاہ مبارکہ میں سلام بھی عرض کرتے رہیں گے..... جہاں میاں دہلی کے تذکرے ہوں گے وہاں آپ کی اس کنیا کے تذکرے بھی ہوں گے جہاں چودہ طبق کے والی نے ایام رضاعت بسر فرمائے اور اس کنیا کو عرش اعلیٰ سے بھی فزوں تر مقام دے دیا۔

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ

کہ تو ہے محمد کی دائی حلیمہ

مبارک تھے یہ بڑائی حلیمہ

بڑے حلم والے کو لائی حلیمہ

بعض لوگ بڑی ذہنائی سے کہا کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا شیر مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پیا کیوں؟ اس لیے کہ وہ مؤمنہ نہ تھیں۔ (معاذ اللہ)

فقیر انہی لوگوں کے مجتہد سے سرکار کو حضرت حلیمہ کا دودھ پلانا ثابت کرتا ہے ملاحظہ فرمائیے مجتہد ملّا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ

وابن شہر آشوب روایت کردہ است کہ اول مرتبہ ثویبہ آزاد

کردہ ابولہب آنحضرت را شیر داد و بعد از و حلیمہ سعدیہ

شیر داد و پنج سال نزد حلیمہ ماند۔

(مناہد القلوب ج ۲ ص ۲۶۱۔ ۲۶۲ مطبوعہ تہران)

اور ابن شہر آشوب نے روایت کیا ہے کہ پہلی مرتبہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ

وسلم) کو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا اس کے بعد حلیمہ

سعدیہ (رضی اللہ عنہا) نے دودھ پلایا اور پانچ سال حلیمہ کے پاس رہے۔

اب یہ شیعہ مجتہد ہی بتا سکتے ہیں کہ ثویبہ دودھ پلاتے وقت کس کیفیت میں تھیں؟

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بات بعد میں آتی ہے اور ملّا باقر مجلسی کی تحریر کے مطابق

حضور نے ان دونوں کا دودھ نوش جان فرمایا ہے۔



کتب فکر اہل حدیث (وہابی) کے بہت بڑے عالم و سیرت نگار مولوی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں کہ

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ  
”جب میں آپ کو گود میں اٹھانے لگی تو آپ نے فرمایا کہ پہلے کلمہ طیبہ پڑھ لو پھر پاک ہو کر مجھے ہاتھ لگانا۔“

بول شہادت کلمہ اول کہیا حلیمہ تا کہیں  
ہو کر پاک اسماڑے تا کہیں بچپنوں ہتھ لگا کہیں

(اکرام محمدی ص ۲۸۲)

قدرت کا انتخاب..... حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا

میرے آقا نبی مصطفیٰ ہیں یعنی چنے ہوئے تو آپ سے منسوب ہر چیز بھی چنی ہوئی ہے مثلاً:

شب ہجرت آپ کے بستر پر آرام فرمانے اور لوگوں کو امانتیں واپس کرنے کے لیے مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کو قدرت نے خود چنا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت کو بھی شب ہجرت قدرت نے خود ہی چنا۔

شب معراج نوشہ بزم جنت کے لیے سواری یعنی براق کو بھی قدرت نے خود ہی چنا۔

ایسے ہی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلانے کے لیے سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا۔

صاحب جامع الحجرات اور صاحب مولد العروس فرماتے ہیں کہ

”حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت ہوئی تو سوال یہ پیدا ہوا کہ اس انمول موتی کو دودھ کون پلائے گا؟“

بہت سی بدوی آیاؤں نے خواہش ظاہر کی لیکن حضرت آمنہ ان سے یہی فرماتی رہیں کہ اس امر کا فیصلہ عبدالمطلب کریں گے ایک رات حضرت آمنہ نے ہاتھ (غیبی) سے ندا سنی:

اے طاہرہ و کریمہ اغور سے سن لو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دودھ پلانے والی دایہ قبیلہ بنی سعد سے ہے جس کا نام حلیمہ ہے۔

اس کے بعد جو دایہ آتی سیدہ آمنہ اس کا نام اور قبیلہ ضرور دریافت فرماتیں۔  
(جامع الحجرات ص ۳۳۲ ارہ زمولد العروس ص )

حضرت حلیمہ کے حالات

حضرت حلیمہ کے مقدر میں سید الکونین کی رضاعت لکھ دی گئی تھی حالات نے انہیں مکہ آنے پر مجبور کر دیا حلیمہ کا قبیلہ ان دنوں شدید قحط سے دوچار تھا اس بحران میں حلیمہ سب سے زیادہ متاثر ہوئی تھیں وہ خود فرماتی ہیں کہ

میں تہی دامن ہو چکی تھی حتیٰ کہ صحرا کے خورد و پودے تو ذکر ان کے پتے کھایا کرتی ہمارے گھر میں اکثر فاقے ہوا کرتے تھے ایک دن میں بنی سعد کی سہیلیوں کے ساتھ باہر گئی میں نے پتے تو ذکر کھائے اور پانی پی لیا اچانک ہمیں وادی میں کسی کی آواز آئی لیکن بولنے والا نظر نہ آیا پکارنے والے نے ہمیں مکہ جانے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا:

مکہ میں ایک محمد نامی بچہ ہے اسے دودھ پلاؤ۔

ہم پتے توڑنا بھول گئیں اور گھبرا کر اپنے گھر کی طرف دوڑ پڑیں گھر پہنچی تو میرے خاوند حارث نے کہا: حلیمہ! خالی ہاتھ واپس آگئی ہو؟

میں نے حارث کو آواز کا قصہ سنایا تو وہ کہنے لگے: حلیمہ! چلو ہم مکہ چلتے ہیں شاید وہ بچہ ہماری تقدیر میں لکھا ہو؟

میں ان دنوں حاملہ تھی جلد ہی میں نے ایک بچے کو جنم دیا جس کا نام ہم نے ضمیرہ رکھا ان دنوں میں بھوک اور پیاس سے بڑھ چکا تھا ایک دن مجھ پر غنودگی طاری



ہو گئی تو ایک نادیدہ قوت نے مجھے اٹھا کر ایک نہر کے کنارے بٹھا دیا اور کہا: حلیمہ! اس پانی سے غسل کرو۔

میں نے غسل کیا تو پھر آواز آئی: اب نہر سے پانی پی لو۔

میں نے جی بھر کر پانی پیا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر شیریں تھا نہر سے مشک و عنبر کی خوشبو نہیں اُڑ رہی تھی پانی پی چکی تو پھر ندا آئی:

حلیمہ! مبارک ہو کہ رسول عربی کی رضاعت تیرا مقدر بن چکی ہے فوراً مکہ جاؤ تم اپنے قبیلہ میں سب سے زیادہ خوشحال اور خوش نصیب ہونے والی ہو۔

پھر نادیدہ قوت نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

خدا تجھے شیر اور خیر کثیر عطا فرمائے۔

اچانک میری غنودگی دور ہو گئی کیا دیکھتی ہوں کہ نہ وہ نہر ہے اور نہ ہی وہ کیفیت میں اپنے کمرہ میں پڑی تھی لیکن مجھے اپنے رب کے جلال کی قسم ایوں محسوس ہونے لگا جیسے میرے سینے میں دودھ کے سوتے پھوٹنے والے ہیں میرا لہر پین دور ہو گیا چہرہ پر تازگی آ گئی اور اپنی سہیلیوں میں سب سے زیادہ صحت مند دکھائی دینے لگی سہیلیوں نے مجھ سے کہا:

حلیمہ! ہم نے تمہیں اس حال میں دیکھا تھا کہ فاقوں کی وجہ سے تم دہلی پتلی اور زرد و تھیں اچانک تم اتنی تنومند کیسے ہو گئی ہو؟ میں نے ہنس کر بات نال دی اور حقیقت حال کچھ نہ بتائی۔

اپنے اپنے مقدر دی ہندے اے گل

ایک دن میں اپنے شوہر حارث سے کہا: مجھے مکہ لے چلو! ہمارے پاس ایک لاغر اونٹنی تھی حارث نے کہا: تم اونٹنی کو ایسی زحمت دینا چاہتی ہو جو وہ برداشت نہ کر سکے گی۔ میں نے کہا: خدا نے چاہا تو گرے پڑتے مکہ پہنچ ہی جائیں گے۔

حارث اونٹنی لے آیا وہ اتنی کمزور تھی کہ ہم اس کی پسلیاں شمار کر سکتے تھے حارث

نے مجھے اونٹنی پر بٹھایا میں نے ضمروہ کو گود میں لیا حارث نے نکیل تھامی اور اونٹنی کچھوے کی چال چلنے لگی مکہ کی سڑک پر پہنچے تو اونٹنی رک گئی حارث نے کہا: چلو واپس چلیں! مکہ تک جانا اس کے بس کا روگ نہیں۔

میں نے کہا:

اللہ کا نام لے کر چلتے رہے دیر سے سہی لیکن بالآخر مکہ پہنچ ہی جائیں گے۔

ہم گوملو کی حالت میں تھے کیا دیکھتے ہیں کہ گھائی کی اوٹ سے ایک شخص نمودار ہوا اس کے ہاتھ میں چمکدار چھتری تھی اونٹنی کے قریب آیا اور چھتری سے اشارہ کرتے ہوئے بولا:

”چلو جلدی چلو! نبی صادق و امین کی خدمت میں۔“

پھر وہ شخص مجھ سے مخاطب ہوا

”حلیمہ! مبارک ہو کہ خدا نے تجھے سیدہ المرسلین کی رضاعت کے لیے چن لیا ہے۔“

اجنبی کا یہ کہنا تھا کہ اونٹنی اصل گھوڑے کی طرح دوڑنے لگی سب سے پہلے میں حرم میں پہنچی مکہ کے ماحول پر طائرانہ نگاہ ڈالی یوں محسوس ہوا جیسے حرم دہن کی طرح سجا ہوا ہے اور مکہ کے گرد و نواح میں رنگا رنگ کے پھول کھلے ہوئے ہیں میرے علاوہ دوسری آیاؤں نے بھی حرم کے دامن میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا ہر دایہ کی یہی خواہش تھی کہ وہ مبارک بچہ اسے مل جائے۔

سیدہ آمنہ نے سنا کہ بنی سعد کی دایاں مکہ میں آ چکی ہیں تو انہوں نے سیدنا عبدالمطلب سے عرض کی:

سیدی! آپ دایوں کے پاس جاییے اور اپنے پوتے کے لیے بھی دانی لائیے۔

عبدالمطلب سیدہ آمنہ کی بات سنتے ہی گھر سے باہر تشریف لے گئے ابھی وہ گھر سے نکلے ہی تھے کہ ہاتف سے ندا آئی:

”بنت وہب کا یتیم بہترین مخلوقات ہے جس کی رضاعت کے لیے قدرت



نے حلیمہ کا انتخاب کر رکھا ہے آمنہ اپنے کو حلیمہ کے سوا کسی دوسری دایہ کے سپرد نہ کرنا۔

تھوڑی دیر بعد دایوں نے آنا شروع کر دیا سیدہ آمنہ ہر دایہ سے نام اور قبیلہ دریافت کرتیں جب وہ حلیمہ کا نام نہ سنتیں تو بڑی ملاحت سے فرماتیں:

بہن میرا بیٹا یتیم ہے۔

یہ سنتے ہی دایاں چلی جاتیں انہیں اس بچے سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی جس کا باپ زندہ نہ تھا۔ دایاں عبدالمطلب سے پوچھتیں: یہ آپ کا بیٹا ہے؟ تو آپ فرماتے:

نہیں! لیکن مجھے یہ بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے، ابھی یہ ماں کے شکم میں تھا کہ اس کا باپ وصال کر گیا تھا۔

یہ سن کر کوئی دایہ آپ کے گھر نہ ٹھہری سب چلی گئیں۔ (جامع البحر ات ۳۲۲-۳۲۳) سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ

میں شہر مکہ میں داخل ہوئی تو پوچھا: خادم حرم کون ہے؟ جواب ملا: عبدالمطلب

تو میں عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں سلام کیا اور عرض کیا:

سیدنا شراف مکہ پیکر جو دو کرم! میں قبیلہ بنی سعد کی ایک ستم رسیدہ قحط زدہ اور مفلوک

ہوں۔ کیونکہ تمام دایاں انعامات و اکرامات کا تصور لے کر آتی تھیں لہذا حضرت آمنہ ان سے ایسا فرماتیں تاکہ یہ خود بخود حضور کو چھوڑ دیں اور حضور کی رحمت پر کوئی حرف نہ آئے کہ وہ لعل العالین نے میں چھوڑ دیا۔

محدث ابن جوزی فرماتے ہیں کہ وہ دایاں ایک ایک کر کے حضور کو لینے کے لیے آگے بڑھیں مگر سرکار نے ان سے اعراض فرمایا اور جب حضرت حلیمہ سعدیہ آگے بڑھیں تو سرکار مسکرا دیے اور جب سیدہ نے دودھ پلانے کے لیے اپنا پستان مبارک حضور کے قریب کیا تو فوراً حضور نے دودھ نوش جان فرمایا۔ (مولد المرسل ص ۱)

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی ذاتی فشاء و مرضی یہ تھی کہ مجھے حضرت حلیمہ ہی لے جائیں اور میں انہیں کا دودھ پیوں۔

داؤد! وہ نہیں حلیمہ میرے لئے اب کرم کمایا جاتا ہیں

اک یکتا میری بھولی وجہ اب گوہر پالا جاتا ہیں

الحال عورت ہوں ہمارے موسیٰ قحط کی نذر ہو چکے ہیں موجودہ سال نے تو یہی کسی کسر بھی پوری کر دی ہے۔

معدن کرم! میں نے سنا ہے کہ آپ کو دایہ کی ضرورت ہے میں اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں شاید اسی بہانے ہمارے دن پھر جائیں۔

آپ نے پوچھا: خاتون! آپ کا نام کیا ہے؟

میں نے کہا: حلیمہ نام ہے قبیلہ بنی سعد سے ہوں۔

آپ نے فرمایا: حلیمہ! ہمارے ہاں بچہ ضرور ہے اور وہ بچہ ایسا عذیم النثال ہے کہ آج تک کسی ماں نے ایسے صبح و صبح بچے کو جنم نہ دیا ہوگا لیکن..... لیکن حلیمہ! وہ باپ کے سایہ سے محروم ایک یتیم بچہ ہے اگر تم اس کی رضاعت پر راضی ہو تو بسم اللہ کرو اور لے جاؤ۔

میں نے کہا:

سیدی! میرا شوہر بھی میرے ساتھ مکہ آیا ہوا ہے اس کی اجازت کے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتی اجازت ہو تو میں شوہر سے مشورہ کر لوں؟ اگر وہ یتیم بچے کو لے جانے پر راضی ہو گیا تو بسر و چشم حاضر ہو جاؤں گی۔

آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے! تم مشورہ کر کے جلد بتا دینا میں وہاں سے مایوس اور دل گرفتہ لوٹ آئی میں عبدالمطلب سے سیدھی حارث کے پاس آئی خاوند نے کہا: کیا خبر لائی ہو؟ میں نے کہا: عبدالمطلب کے گھر میں ایک حسین و جمیل بچہ ہے لیکن وہ یتیم ہے میں نے فی الحال آپ کے ذمے قبول نہیں کیا، کہنے آپ کا کیا ارادہ ہے؟ حارث نے کہا:

حلیمہ! خود سوچو کہ ہم قحط زدہ لوگ یتیم لے کر کیا کریں گے؟ میں نے کہا: لیکن اس کے دادا نے خیر کثیر کا وعدہ کیا ہے۔

حارث نے کہا: دایاں ہمیشہ بچے کے باپ سے اجرت اور انعام وصول کیا کرتی



ہیں! دادا سے نہیں یتیم بچہ کی پرورش کر کے ہمیں انعام و اکرام کی توقع رکھنا عبث ہے چھوڑو اس قصہ کو۔

دوسرے دن میری ہم سفر دایاں واپسی کی تیاریاں کر رہی تھیں! انہیں دیکھ کر میرے آنسو خساروں پہ نکلے حارث نے دیکھا تو کہا: کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہ روؤں! بنی سعد کی تمام دایاں بچے لے کر جا رہی ہیں اور میں قہمی دامن ہوں۔ حارث نے کہا: تو کیا چاہتی ہو؟ میں نے کہا: وہی یتیم! ممکن ہے کہ اس کی برکت سے اللہ ہمارے دن پھیر دے! حارث نے کہا: تو جاؤ اور اسے لے آؤ۔

یہ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔  
ادھر عبدالمطلب میری تلاش میں گھر سے نکلے اور ادھر میں ان کے گھر جا رہی تھی راستہ میں ہی ان سے ملاقات ہو گئی! میں نے پوچھا: کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

تمہارے پاس ہی تو جا رہا تھا! حلیمہ میں نے کہا:

اور اے سید عرب! میں بھی آپ ہی کی خدمت میں جا رہی تھی اور خوشی سے مسکراتے ہوئے بتایا:

”در یتیم کی رضاعت کے لیے شوہر کی اجازت لے آئی ہوں۔“

یہ سنتے ہی عبدالمطلب مجھے اپنے ساتھ گھر لائے! میں نے سیدہ آمنہ کو سلام کہا! وہ بڑی خندہ پیشانی سے ملیں اور فرمایا: واللہ! میرے بچے کی رضاعت کے لیے (اس کے قابل) تم ہی تھیں۔

۱۔ والد محترم حضرت امام لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (سند دیوالی) یوں بیان فرمایا کرتے کہ حضرت حلیمہ جب شوہر سے مشورہ کرنے آئیں تو ان کی اونٹنی نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: مولیٰ! مجھے زبان دے کہ آج میں بھی تیرے محبوب کی تعظیم پر عین اللہ تعالیٰ نے زبانِ معارفِ ربانی تو اونٹنی نے کہا: حلیمہ! کیا (باقی حاشیہ لکھنوی)۔

اور میرا ہاتھ تمام کمر اس کمرے میں لے گئیں جہاں سیدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے خواب تھے۔ (جامع الحجرات ص ۳۲۸-۳۲۹)

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں حضور علیہ السلام کے کمرہ میں داخل ہوئی تو وہ نور سے جگمگا رہا تھا! میں نے سیدہ آمنہ سے کہا:

سیدہ یوں لگتا ہے جیسے آپ کے فرزند کے گرد ستارے جھلملا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

یہ تو میرے صبیح و لیح بیٹے کے مکھڑے سے نکلنے والی شبنم ہیں۔

آپ پیٹھ کے بل سیدھے لیٹے ہوئے تھے اور انگشت مبارک چوس رہے تھے اور گہری نیند آرام فرما رہے تھے! میں ان کی جانب بے اختیار لپکی تو سیدہ آمنہ نے فرمایا:

”میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ اسے دودھ پلانے والی قبیلہ بنی سعد کی حلیمہ ہوگی۔“

میں نے عرض کیا: سیدہ! حضور کا حسن و جمال دیکھ کر میرے انگ انگ میں ان کے لیے شفقت و محبت سا گئی ہے۔

یہ کہہ کر میں آپ کے مراقبہ کی جانب کھڑی ہو گئی! میں نے آپ کی جانب باز پھیلا دیئے کہ اٹھا کر سینہ سے لگا لوں۔

(بقیہ حاشیہ) کہتی ہو کہ یہ یتیم ہے اور مل دیا نہیں ملے گا! سنو! ۱۔  
ہے چھڑ دیویں دنیا ہو! سکدا ای گزرا  
محمد نون چھڑ دیویں گزرا نہیں ہوا  
ہٹاں در سے بچنے نگارہ نہیں ہوا  
جدلی را صدر گوارا نہیں ہوا  
چنانچہ سیدہ حلیمہ نے حضور علیہ السلام کو بیا اور محل پر لیا۔



اچانک آپ نے چشمان مبارک کھولیں اور مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے آپ کی

حضرت امام خطابت علامہ غلام رسول سندری والے رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ

حضرت علیر سعدیہ نے پہلی مرتبہ سرکار کے چہرہ منورہ کو دیکھا تو نشہ چڑھ گیا جیسا کہ اعلیٰ حضرت کوثری فرماتے ہیں کہ

کچھ جن بد شعنائی میں  
تھے چنے اٹ نورانی میں  
کافی زلف تے اکھ مستانی میں  
نخور اکھیں بن نہ بھریاں  
اس صورت نوں میں جان آکھاں  
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں  
بج آکھاں تے سب دی شان آکھاں  
جس شاں توں شانیں سب بیان  
سیحان اللہ ما لحدک ما لحدک  
کھئے مہر علی کھئے تیری ثنا  
گستاخ اکھیں کھئے جا اڑیاں

جب بازار کی آنکھوں میں نظریں جیس نشہ آیا اور حسن مصطفیٰ کے نشہ سے سرشار ہوئیں تو عرض کیا: آٹا!

نشہ پلا کے گراتا تو سب کو آتا ہے  
حرا تو جب ہے گرنے کو قحام لے ساقی

اسی نشہ میں سرکار کو اٹھایا اور بیٹ سے لگایا زبان سے اللہ اللہ کے نعرے بلند ہونے لگے تو انہیں الفاظ سے

لوری دے چکے گئیں

اللہ اللہ اللہ صو لا الہ الا صو

پھر آپ کے چہرہ مقدس کی طرف بغور دیکھا اور زلفوں کو ملاحظہ کیا اور کہتی ہیں:

پہلاری پیاری صورت تیری گھوگر والے ہال  
لوری دیوے مائی علیر ۱۱ سینے ہال نمی جی

اللہ اللہ اللہ صو لا الہ الا صو

بارہ ربیع الاول کو یہ یاد ترقیم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسکراہٹ کے ساتھ ہی کمرے میں نور کی چادر تن گئی یوں محسوس ہوا کہ جیسے شعاعیں آسمان تک بلند ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

میں نے آپ کو گود میں لے کر چوما اور دایاں پستان آپ کے دہن مبارک میں ڈال دیا آپ نے دودھ نوش فرمایا بایاں پستان پیش کیا تو آپ نے قبول نہ فرمایا گویا دوسرا پستان آپ نے اپنے دودھ پیتے بھائی ضمیرہ کے لیے چھوڑ دیا تھا آپ دائیں سے ہی دودھ نوش فرمایا کرتے تھے جبکہ بائیں سے ضمیرہ پیا کرتا تھا۔

(جامع الحجرات اردوس ۳۳۰-۳۳۱)

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں

آپ کو لے کر انھی تو مسرتیں میرے انگ انگ میں سا لگیں اور میں اپنے آپ کو

(بقیہ حاشیہ) ماہیوت مہر رسالت صاحب خلق عظیم نجما جی

اللہ اللہ اللہ صو لا الہ الا صو

حضرت امام خطابت ایک مقام پر یہ بیان فرما رہے تھے کہ ایک پٹھان اٹھا اور اس نے کہا: مولوی کیا کہتی ہے؟ فرمایا: کچھ خدا کا خوف کرو خان بابا! تمہیں یہ ادھی بھی نظر نہیں آتی کہتے ہو کیا کہتی ہے؟ کہا: تو یہ تو بہ اتنا بڑا شرک کہ نبی کو اللہ کہہ دیا۔

فرمایا: خان صاحب کچھ بڑے بھی ہو؟ کہا: خوجے اتنا موتا بکاری (بخاری شریف) پڑھا ہے فرمایا: اچھا پتاؤ! بخاری شریف میں ولی کی علامت کیا بیان کی گئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں خرچے! نبی پاک پر مائی (فرماتے) ہیں کہ ولی کا نشانی یہ ہے کہ "اذا رزوه ذکر اللہ" جب تم ولی کو دیکھو اللہ یاد آئے۔

فرمایا: چشم مارو شہ دل ماشاد! خان صاحب بناؤ کہ جب ایک ولی کو دیکھتے سے اللہ یاد آتا ہے تو اسام الانبیاء علیہ السلام کو دیکھتے سے یاد نہیں آتا۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ

یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

تو حضرت حلیمہ نے دیکھا انہیں بھی اللہ یاد آیا جیسی تو انہوں نے کہا:

اللہ اللہ اللہ صو لا الہ الا صو

خان صاحب! اب تم بھی کہو:

اللہ اللہ اللہ صو لا الہ الا صو



دنیا کی خوش قسمت ترین عورت تصور کرنے لگی دروازہ سے باہر نکلے لگی تو عبدالمطلب نے فرمایا:

حلیہ انصہروا پاکیزہ زاو سرفعتی جاؤ

میں نے کہا: مجھے اب زاو سرف کی ضرورت نہیں رہی ہے میرے لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کافی ہیں لیکن عبدالمطلب نے مجھے زاو سرف دے دیا مگر سے باہر لگی تو سیدہ آمنہ (رضی اللہ عنہا) نے بیٹے کو گلے لگا لیا چوہا اور زار و قطار رونے لگیں ماں بیٹے کی فرقت کے لحاظ بڑے صبر آزمائے تھے جب ماں نے یہ کہا:

”میرے یتیم خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔“

تو میں بھی آنسوؤں پر مضبوط نہ کر سکی۔ (جامع لمصنوع ص ۲۲۱)

محدث ابن جوزی کہتے ہیں کہ

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں اور سات دیگر عورتیں حضرت عبدالمطلب کے ساتھ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچیں تو ہر ایک نے چاہا کہ میں ان کو اٹھاؤں اور دودھ پلاؤں مگر جب وہ عورتیں آپ کے پاس اٹھائے کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ہر ایک سے اعراض فرماتے (چہرہ انور پھیرتے) رہے۔

فتقدمت الیہ فحین رانی قسسم۔ (مولد امرؤں ص ۳۰)

جب میں آگے بڑھی تو آپ نے مجھے ملاحظہ فرمایا تو آپ مسکرا دیئے۔

واقبل علی فوضعتہ فی حجری۔ (ابنہ)

اور آپ میری طرف بڑھے پس میں نے آپ کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔

آواز قدرت آئی:

یہ حلیمہ بھیج کھلا نہیں یہ مقام چون و چرا نہیں

تو خدا سے پوچھ یہ کون ہیں تیری گود میں ہیں جو آگئے

سوال یہ ہے کہ آپ نے بائیں پستان سے دودھ نوش کیوں نہ فرمایا: جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ

کیونکہ آپ کو علم تھا کہ آپ کا ایک دودھ شریک بھائی بھی ہے آپ نے ہمیشہ ایسا

ہی (انصاف) فرمایا۔ (مدارج اللہ ص ۲۰۰ مولد امرؤں ص ۳۰ ما شیت بالزمن ص ۲۹۱ شواہد النبوت ص ۶۲)

نشر المذہب ص ۲۳۱/۲۳۲ ام المومنین ص ۲۸۶ مدارج اللہ ص ۳۰۰ انصاف المصنف ص ۳۰۰ بحوالہ تقریری نکات ص ۱۹۳

خطبات پیر ص ۲۵)

سوال یہ ہے کہ حضرت حلیمہ تو بہت لاغر و کمزور تھیں پستانوں میں دودھ بالکل نہ تھا تو پلایا کس طرح؟

جواب حضرت حلیمہ خود ارشاد فرماتی ہیں کہ

ان دنوں میرے ایک پستان سے دودھ نکلیں آتا تھا جب میں نے آپ کو اٹھایا تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے دودھ جاری ہو گیا۔ (سیرت حلبیہ جلد اول ص ۱۳۷ بحوالہ

تقریری نکات ص ۱۹۳)

فقیر کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قاسم نعمت خدا ہیں ارشاد محبوب ہے کہ

انما انا قاسم واللہ يعطی۔

(بخاری مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۳۳ مسلم شریف جلد اول ص ۳۳۳)

اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔

اسی قاسم نعمت نے سیدنا ابو ہریرہ کو فرمایا کہ اس ایک پیالہ سے پلانا شروع کرو تو

پھر ستر آدمیوں نے پیا خود حضرت ابو ہریرہ نے پیا مگر پیالہ میں دودھ کا قطرہ بھی کم نہ

ہوا۔ (مدارج اللہ ص ۲۰۰)

کیوں جناب ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر

جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

اور پھر شب ہجرت جو سفر مدینہ شروع ہوا تو درمیان میں ام مہدیہ کا مکان بھی



آیا جن کے پاس ایک خشک دودھ بکری تھی اسی قاسم نعت نے اپنے پید اللہ والے دست قدرت سے بکری کے تھنوں کو چھوا تو سارے برتن دودھ سے بھر گئے۔

(مدارج الملوٰت ص ۱)

اور پھر سیدہ حلیمہ کی بکریوں کو اسی قاسم نعت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا تو دودھ ختم نہ ہونے والا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔

تو جس رضاعی ماں کو رضاعت کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے چنا تھا اس کے پستان خشک کیسے رہ سکتے تھے جس محبوب کی انگشت مبارکہ سے پانچ نہریں پانی کی جاری ہوں وہ اپنے لیے دودھ کیوں جاری نہیں فرما سکتے؟

انگلیاں ہیں فیض پر نولے ہیں پیاسے جمجوم کر  
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ  
سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا جب آپ کو لے کر شوہر کے پاس آئیں اور اس نے سرکار کا حسن و جمال دیکھا تو دیکھتے ہی سجدہ میں گر گیا۔ (مدارج الملوٰت ج ۲ ص ۲۰)  
دہالی جی! بتائیے ان کے لیے کیا فتویٰ ہے کیونکہ آپ تو فتوؤں کی توپ گرم کیے بیٹھے ہیں ہمارا تریہ عقیدہ ہے کہ

بے مخودی میں سجدہ در ' یا طواف  
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا  
کیونکہ وہ حسن و جمال مصطفیٰ دیکھ کر بے خود ہو گئے تھے اس لیے انہوں نے سجدہ کیا  
اور اچھا کیا اور کائنات کو بتا دیا کہ  
سجدہ کرنا ہے تو یوں کر سر ہو سجدے میں تیرا  
سر خدا کے واسطے دل مصطفیٰ کے واسطے

تے کعبے دا سجدہ محمد دے درتے

ہم نے گزشتہ اوراق میں بیان کیا کہ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں: کعبۃ اللہ

مقام ابراہیم (بجانب ولادت گاہ محبوب) کی طرف جھک گیا۔

حضرت سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں جب آپ کو لے کر سواری کے پاس آئی تو وہ سواری سجدہ میں گر پڑی جب میری سواری کعبہ کے بالمقابل ہوئی تو اس نے کعبۃ اللہ کو تین سجدے کیے اور پھر آسمان کی طرف منٹھا لیا (گو یا سجدہ شکر ادا کیا)۔

(ماہیت ہائے ص ۲۹۱ مدارج الملوٰت جلد دوم ص ۱۷)

فضل رب العلیٰ اور کیا چاہیے  
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے  
سواری تو سرکار کو پار کر خوشی سے سجدہ شکر ادا کرے اور دہالی بدعت کے فتوے دے؟ ہوا نہ پھر جانوروں سے بھی بدتر! ہم تو گلی گلی کوچہ کوچہ، نگر نگر، بستی بستی، شہر شہر یہ شور مچاتے ہیں کہ

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے  
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے  
اور دامن مصطفیٰ جن کے ہاتھوں میں ہے  
ان کو روز جزا اور کیا چاہیے  
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے  
مولوی عبدالستار دہالی لکھتا ہے کہ

پہلے حلیمہ جد جا کر کعبے وچہ بھلوئی  
عالی ذات نبی سرور دی عظمت ظاہر ہوئی  
حجر اسود خود بوسہ دیوں آپ نبی ول آیا  
شان نبی سرور دامنوں رب کریم دکھایا

(اکرام محمدی ص ۲۸۲ بحوالہ تقریری نکات ص ۱۹۴)

حضرت حلیمہ انٹنی پر سوار ہوئیں تو آتے ہوئے جو اونٹنی سب سے پیچھے رہ گئی تھی



ایسی برق رفتار ہوئی کہ اب جاتے ہوئے سب سے آگے نکل گئی۔

دائیاں کہنے لگیں: حلیمہ!

تیری اونٹنی تو اتنی لاغر تھی کہ چلنے سے معذور تھی لیکن یہ تو فرہ اندام اور سبک خرام ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اونٹنی کو قوت گویائی عطا فرمائی اور وہ فصیح زبان میں بولی:

خواتین بنی سعد! اس میں کیا تعجب کی بات ہے؟ دیکھو تو سہی کہ میری پشت پر سید الاولیٰین والآخرین سوار ہیں انہیں کی برکت سے میری طاقت کو قوت میں اور ست روی کو برق رفتاری میں تبدیل کر دیا ہے۔ (جامع البحر ات ص ۳۳۶-۳۳۷ میرت علیہ ج ۱ ص ۱۳۸)



## جانوروں کے کلام کرنے کا ثبوت

عین ممکن ہے کہ کسی کج فہم اور بد عقیدہ شخص کے ذہن میں یہ سوال جنم لے

کہ کبھی جانور بھی کلام کرتے ہیں جو اونٹنی بولی اور اس نے کہا کہ سعد یہ سرکار کو آگے بٹھا؟ اور دائیوں سے بھی کلام کیا۔

تو ان لوگوں کی تسلی و آگہی کے لیے فقیر عرض کرتا ہے کہ جی ہاں! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے متعدد موقعوں پر جانوروں کو قوت گویائی بخشی اور انہوں نے کلام کیا۔

اصحاب کہف کا کتابولا

ملاحظہ ہو آیت کریمہ: ”وَكَانَ لَهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعُهُ بِأَلْوَصِيدٍ“ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب کتا ان کے پیچھے چلا تو انہوں نے کہنے کو مارنے کے لیے روڑے اٹھائے تو کتابولا:

فَقَالَ لَهُمُ الْكَلْبُ مَا تَفْعَلُونَ مَنِ لَا تَخْشَوْنَ جَالِسِي الْمَاحِبِ

احباب اللہ۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۳۳ مطبوعہ مکتبہ علوم اسلامیہ اردو بازار لاہور)

کتے نے ان سے کہا: آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ مجھ سے مت ڈریں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں (اولیاء کاملین) سے محبت کرتا ہوں۔

یعنی آپ سمجھتے ہیں کہ میں بھوکوں کا تو اس طرح آپ کے متعلق خبری ہو جائے گی

۱۔ حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے:

حضرت حلیمہ نے آگے شہر کو بٹھایا اور پیچھے خود سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گود میں لے کر بیٹھ گئیں اور اونٹنی کو چلنے کا اشارہ دیا کہ اگر اونٹنی نہ چلی۔ سیدہ حلیمہ نے فرمایا کہ ابھی تو مجھے مشورہ سے رہی تھی کہ حضور کو چھوڑ کر گزرا نہ ہوگا اور اب حضور تجھ پر ٹکا رہے تو چلتی نہیں تو اونٹنی نے جواب لا جواب دیا کہ شاعر نے اسے یوں بیان فرمایا۔

اونٹنی نے دی صدا یہ بڑا سعدیہ سرکار کو آگے بٹھا  
میں نہ انھوں کی قیامت تک کبھی جب تک آگے نہ بٹھیں گے نبی  
اور پھر جب سرکار آگے جہود افراد ہوئے تو اونٹنی نے نکلی کی ہی تیز رفتاری دکھائی اور براق کی طرح دوڑتے ہوئے سب مسافر انہیوں سے آگے نکل گئی۔



مگر میں عرض کرتا ہوں کہ میں بھونکوں گا نہیں بلکہ

فناموا وانا حرمکم۔ (تفسیر لکڑی ج ۷ ص ۳۳۳ مطبوعہ لاہور)

جب آپ سوچایا کریں گے تو میں آپ کا پہرہ دیا کروں گا۔

جسے پنجابی کے شاعر نے یوں بیان کیا ہے کہ کتے نے ان اولیاء کا ملین (اصحاب

کہف) کی بارگاہ میں عرض کیا کہ

نہ میں بھونکاں تے نہ نوکاں تے نہ میں شور مچاواں

رل صحبت ولایاں دی میں وتی سدھا امی جنت جاواں

یعقوب علیہ السلام سے بھیڑیے کا کلام

اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے جب ان کے بیٹوں نے ایک

بھیڑیا زنجیروں سے جکڑا ہوا پیش کیا کہ اس بھیڑیے نے یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے تو

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیے سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

ایہا الذئب ہنسما ما فعلت حیث اکلت وجہا کالبدر المنیر

ما رحممت علی ذلک الصغیر وما اشغفت علی الشیخ

الکبیر۔

اے بھیڑیے! تو نے میرے چودھویں رات کے چاند جیسے چہرے والے

یوسف کو کھا کر بہت بُرا کیا ہے، تجھے اس معصوم بچے پر رحم نہ آیا اور تجھے

میرے بڑھاپے کا بھی خیال نہ آیا؟

(نہجۃ المجالس ج ۱ ص ۱۵۱ حسن القصص ص ۳۹ تفسیر مظہری ج ۵ ص ۱۳۲)

اور فرمایا:

اکلت انت یوسف (علیہ السلام) قال لا۔

کیا تو نے میرے یوسف کو کھایا ہے؟..... بھیڑیا بولا: نہیں! میں نے نہیں

کھایا۔

قال فاحیرنی اولادی قال لا۔

فرمایا: میری اولاد نے مجھے خبر دی ہے..... بھیڑیے نے پھر زبان کھولی اور

جواب دیا: نہیں! آپ کی اولاد جھوٹ بولتی ہے۔

فرمایا: تیرے نہ کھانے کی دلیل؟

بھیڑیے نے جواب دیا کہ بھیڑیے کا کلام کرنا کرامت ہے اور کسی درندے کا کسی

انسان کے بچے کے بدن کو کھانا ظلم اور گناہ ہے اور ظالم و گنہگار سے کرامت ظاہر نہیں

ہوتی اور اگر میں نے یوسف کو کھایا ہوتا تو میں کلام نہ کرتا اور مجھ سے یہ کرامت ظاہر نہ

ہوتی۔

والسلام علیک یا نبی اللہ لحوم الانبیاء حرام علینا الخ۔

اور آپ پر اے اللہ کے نبی سلام ہو! ہمارے اوپر انبیاء کا گوشت حرام ہے۔

اس سے آگے مفسرین نے بھیڑیے کی طویل گفتگو نقل کی ہے۔

کنعان کی ڈاچی کا کلام

ایسے ہی مولانا غلام رسول عالم پوری سورۃ یوسف کی تفسیر میں واقعہ نقل فرماتے ہیں

کہ

اک دن یوسف بندی خانے نماں ستایا ہویا

باہر نظر جھروکے بیٹھا برقعہ پایا ہویا

کرناواں دا قافلہ اتول شام دیاروں آیا

وطنیں لوگ نظر وچ آئے یوسف دل اچھلایا

وکیہ وطن دیاں لوکاں تائیں مین رئے وچہ پردے

رو رو کے دل گھائل ہویا وچہ فراق پردے

نام سپر دل آھا اوہٹاں وچہ اک بندہ کنعانوں

اس دے کول آہی اک ڈاچی تیز قدم پرشانوں



جاں ڈاچی نے یوسف ڈنھا روز زنداں ول آئی

میں یوسف کنھاوں آئی دے سلیہوا کائی

(یوسف زیلا از مولا انعام رسول عالم پوری)

ایسے ہی بھیڑیے نے میرے آقا علیہ السلام کی رسالت و نبوت کی شہادت فصیح و بلیغ زبان میں دی ملاحظہ ہوا!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ریوڑ پر بھیڑیے نے حملہ کر دیا اور بکری کو دیوچ لیا، چرواہے نے دوڑ کر بھیڑیے سے بکری آزاد کرائی، بھیڑیا ایک پہاڑی پر چڑھ کر بولا:

چرواہے! تو نے مجھ سے میرا رزق چھین لیا ہے۔

چرواہے نے بھیڑیے کو کلام کرتے دیکھا تو حیرت سے کہنے لگا:

خدا کی قسم! کتنے تعجب کی بات ہے کہ میں نے آج تک بھیڑیے کو انسان کی طرح بات کرتے نہیں سنا تھا۔

بھیڑیے نے چرواہے سے کہا:

اس سے بھی زیادہ تعجب تو تم لوگوں پر ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں نجات کی طرف بلاتے ہیں اور تم لوگ ہو کہ ان سے فرار کرتے ہو! ان کی بات تک سننا گوارا نہیں کرتے! چرواہا یہودی تھا فوراً بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، بھیڑیے کی داستان سنا کر کلہ پڑھا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ (جامع المسجرات اردو ص ۲۲۹)

حضور علیہ السلام کی اونٹنی نے کلام کیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے صدقہ کے موضوع پر خطاب فرمایا، ایک اعرابی اتنا متاثر ہوا کہ فوراً پکار اٹھا:

”یا رسول اللہ! یہ اونٹنی میں خدا اور رسول کے نام پر صدقہ کرتا ہوں۔“

حضور نے اونٹنی کو دیکھ کر تعجب فرمایا اور فرمایا:

”عمر! اگر یہ اونٹنی فروخت کی گئی تو میرے لیے خرید لینا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اونٹنی خرید لی، حضور علیہ السلام نے بعض غزوات میں اس ناقہ پر سواری فرمائی، ایک رات آپ گھر سے باہر نکلے، آپ کی ناقہ دوسرے جانوروں میں پیٹھی ہوئی تھی، آپ قریب سے گزرے تو ناقہ بولی:

السلام علیکم اے کائنات کی زیب و زینت

وعلیکم السلام

حضور نے سلام کا جواب دیا تو ناقہ نے پھر کہا:

”یا رسول اللہ! سب سے پہلے میں ان غضب نامی ایک قریشی کے پاس تھی،

ایک دن میں بھاگ نکلی، رات ایک بیابان میں آ گئی، میں درندوں سے

خوفزدہ تھی، لیکن انہوں نے مجھے کچھ نہ کہا، وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ

اسے کچھ نہ کہنا، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے، صبح ہوئی تو مجھے

درختوں سے آواز آنے لگی: اے ناقہ! ہمارے پتے کھاؤ تم حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی سواری ہو، بالآخر میں آپ کے قدموں تک پہنچ گئی ہوں۔“

حضور نے پہلے مالک کے نام پر اس کا نام غضباء رکھ دیا، آپ نے اونٹنی کو تھپتھپایا تو

وہ پھر بولی:

آقا! میری ایک آرزو ہے؟

فرمایا: کہو! کیا تمنا ہے؟

بولی: میرے حق میں اللہ سے یہ دعا فرمائیے جس طرح آپ نے دنیا میں مجھ پر

سواری فرمائی ہے، اسی طرح آخرت میں بھی میں آپ کی سواری بن جاؤں، اگر آپ مجھ

سے پہلے وصال فرما جائیں تو حکم دے جائیں کہ کوئی دوسرا مجھ پر سوار نہ ہو، کیونکہ میرا دل

یہ گوارا نہ کر سکے گا۔



یہ سن کر حضور نے فرمایا: میں نے تیری آرزو کو پورا کر دیا۔

آپ نے جب وصال فرمایا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ اس اونٹنی پر کوئی سواری نہ کرے جب یہ اونٹنی مر جائے تو اپنے ہاتھوں سے اسے دفن کر دینا۔ ایک رات حضرت سیدہ فاطمہ اونٹنی کے قریب سے گزریں تو اونٹنی نے کہا: السلام علیک یا بنت رسول اللہ۔

فرمایا: "وعلیک السلام یا ناقة رسول اللہ" کہو! کیسی ہو؟ عرض کیا: کیا بتاؤں سیدہ! جب سے حضور نے وصال فرمایا ہے مجھے کھانا پینا بھول گیا ہے۔ سیدہ امیرا خیر وقت آپہنچا ہے لہذا اپنے ابا جان کی وصیت پوری فرمائیے گا۔ یہ کہہ کر اونٹنی نے اپنا سر سیدہ کی گود میں ڈال دیا اور دم توڑ دیا۔ علی الصبح حضرت فاطمہ نے گڑھا کھودنے کا حکم دیا تا کہ پرثاٹ لپیٹ کر اسے دفن کر دیا۔

(جامع المعجزات اردو ص ۹۷-۹۹)

فانہا لم تنطق الا لہا ولا بیہا۔

اس اونٹنی نے حضرت فاطمہ اور ان کے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی سے کلام نہیں کیا۔

جامع المعجزات کے علاوہ ملاحظہ ہو!

ترجمہ البحار ج ۲ ص ۲۲۸ معارج النبوت ص ۶۰۱-۶۰۲ نسبت باعث جنت

ص ۱۸۸ تا ۱۹۱

یعفور گدھا بولا

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ خیبر کے بعد ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

"ما اسمک" تیرا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: "یزید ابن شہاب" میرا نام یزید ابن شہاب ہے۔

اخرج اللہ من نسل جدی ستین حملاً کلہم لا یرکبہم الا لہی۔

اللہ تعالیٰ نے میرے واد کی نسل سے ساٹھ گدھے ایسے پیدا کیے ہیں جن پر سوائے نبی کے کسی اور نے سواری نہیں کیا اور اب میری نسل میں کوئی گدھا میرے سوا باقی نہیں رہا۔

ولم یبق من الانبیاء غیرک۔

اور آپ کے علاوہ نبیوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ آپ مجھ پر سواری فرمائیں تاکہ میری نسل کی رسم پوری ہو جائے۔ میرا یہودی مالک جب بھی مجھ پر سوار ہونے کی کوشش کرتا تو میں اسے سوار ہونے کی ہرگز اجازت نہ دیتا۔

وہ مجھے بُری طرح مارتا، میرے پیٹ پر ڈنڈے برساتا، میری پشت پر بے پناہ کوڑے برساتا تھا۔

فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت یعفور۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یعفور ہے (یعنی حکم کی تعمیل کرنے والا)۔ اور اس یعفور گدھے کا کمال یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو بلانا ہوتا تو آپ اسی یعفور گدھے کو حکم فرماتے کہ فلاں صحابی کو بلا لاؤ، تو یہ یعفور گدھا گلیوں، بازاروں اور راستوں سے گزرتا ہوا اس صحابی کے دروازے پر پہنچ جاتا۔

فیقرعہ برأسہ۔

اپنے سر سے اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔

جب گھر والا (صحابی رسول) دروازے سے باہر آتا تو اشارہ کرتا کہ حضور تجھے بلا رہے ہیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یعفور یہ صدمہ برداشت نہ کر سکا







قَتَبْتُمْ ضَا حِجَا قِنْ قَوْلُهَا (پ ۱۹، اہل ۱۹)

”اس کی اس بات پر حضرت سلیمان (علیہ السلام) مسکرا کر ہنس دیئے۔“  
علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام چونکہ جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے اس بات کو بھی سمجھ گئے اور بے اختیار ہنسی آ گئی۔ (تفسیر ابن کثیر اردو ج ۳ ص ۵۹ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)  
مزید فرماتے ہیں کہ

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام استقاء کے لیے نکلے تو دیکھا کہ ایک چوئی الٹی لیٹی ہوئی اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کر رہی ہے کہ  
”اے اللہ! ہم بھی تیری مخلوق ہیں پانی برسنے کی محتاجی ہمیں بھی ہے اگر پانی نہ برسا تو ہم ہلاک ہو جائیں گی۔“

چوئی کی یہ دعا سن کر آپ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ لوٹ چلو کسی اور ہی کی دعا سے تم پانی پلائے گئے۔“ (تفسیر ابن کثیر اردو ج ۳ ص ۵۹)

ہد ہد نے کلام کیا

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں ہد ہد بھی ہوا کرتا تھا ایک دن ہد ہد آپ کو نظر نہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھ رہا قرآن کریم نے فرمایا:

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهَذَّةَ أَمْ تَكَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ لَا عُدَّةَ لَهُ عَزَّابًا شَدِيدًا أَوْ لَا ذُبْحَنَ أَوْ لِيَأْتِنِي بِسُلْطَنِي مُبِينٍ (پ ۱۹، اہل ۲۰ ص ۲۱)

۱۔ عذاب دینا اللہ تعالیٰ کی محنت ہے اور سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”لا عذبہ“ میں سے عذاب اول کا معلوم ہوا کہ عذاب حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور عذاب مجازی حضرت سلیمان علیہ السلام اسی طرح باقی متعدد صفات کا حقیقی موصوف اللہ تعالیٰ ہے مجازی طور پر مخلوق کو اللہ تعالیٰ وہ صفات عطا فرماتا ہے۔

”آپ نے پرندوں کی دیکھ بھال کی اور فرمائے گئے: یہ کیا بات ہے کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا؟ کیا واقعی وہ غیر حاضر ہے؟ یقیناً میں اسے سخت تر مرزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے کوئی معقول وجہ بیان کرے۔“  
تھوڑی ہی دیر کے بعد ہد ہد آیا اور اس نے بیان کیا:

فَمَسَكْتُ عُيْرَ يَعْقِبَ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تَحِطُ بِهِ وَجَنَّتْكَ مِنْ مَسَاكِنَ بَنِي يَاقِينَ ۝ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوقِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ (پ ۱۹، اہل ۲۰ ص ۲۱)

”کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ آراس نے کہا: میں ایک ایسی چیز لایا ہوں کہ آپ کو اس کی خبر ہی نہ تھی میں سب کی ایک سچی خبر آپ کے پاس لایا ہوں میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کر رہی ہے جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دیا گیا ہے اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا ہے میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا شیطان نے ان کے کام انہیں بھٹکے کر کے دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے پس وہ ہدایت پر نہیں آتے۔“

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

۲۔ عرش عظیم بھی اللہ تعالیٰ کا ہی ہے سب کا وہ فرماتا ہے کہ ”فَسَوْفَ رَأَى الْمُسْرِئِينَ الْعَظِيمِ“ اور عرش عظیم کا مالک ہے لیکن مجازی طور پر فرمایا ”وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ“ اس بات کو عرش عظیم ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری خدائی کا مالک بنایا اور ہر چیز ان کی ملکیت میں دے دی ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ



تو عرض کر رہا تھا کہ حضرت سیدہ حلیمہ کی ڈاچی نے فصیح و بلیغ زبان سے دوسری دانیوں کے ساتھ کلام کیا، گویا کہ حضرت حلیمہ کی ہم سفر دانیوں نے کہا:

حلیمہ! رک تو سہی! اتنی تیز رفتاری کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کسی امیر گھرانے کا بچہ لے لیا ہے کہ تمہیں ایڈوانس فیس مل گئی اور تم نے سواری تبدیل کر لی ہے۔

تو انہی نے کہا: یہ بات نہیں کہ سواری تبدیل ہو گئی ہے، ذرا غور سے دیکھو کہ سواری کا سوا تبدیل ہو گیا ہے۔

اپنے اپنے مقدر دی بندی اے گل  
آئیاں دایاں ہزاراں سی مکے دے ول  
جس دی ڈاچی قدم دی نہ سکدی سی چل  
عرش دے شہسواراں دے کم آ گئی  
لین خوشبوئے زلف حبیب خدا آئی  
آئی جنت دے وچوں سی باد صبا  
چھو کے لٹھی جدوں گیسوئے مصطفیٰ  
جاندی جاندی بہاراں دے کم آ گئی

یہ کس بارغ سے پھول لائی حلیمہ

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: آقائے عالمین صاحب گیسوئے مشکیں و عنبریں کو جب سواری پہ ساتھ لے کر میں چلی تو سارا راستہ خوشبوؤں سے معطر ہو گیا اور پندرہ میلوں پر آبا قبیلہ بنی سعد کے ہر گھر سے خوشبوؤں کے جلے آنے لگے۔

ما بقی منزل من منازل بنی سعد الا وقد شمو اریح المسک منه۔ (سل الہدی)

بنی سعد کا کوئی مکان ایسا باقی نہ رہا جو سرکار سے مشک کی خوشبو نہ سونگھتا ہو۔

مولانا تھانوی لکھتے ہیں کہ

لم یبق منزل من منازل بنی سعد الا شمعنا منه ریح المسک  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بنی سعد کے تمام گھروں سے گلاب کی خوشبو نکلی آتی تھیں۔ (نثر الہیب ص ۳۱ اور تھانوی صاحب)

معطر دو عالم کو جو کر گیا ہے  
یہ کس بارغ سے پھول لائی حلیمہ

محمد مصطفیٰ آئے بہاراں مسکرا پچیاں

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور کی تشریف آوری سے قبل میرا سارا علاقہ قحط سالی کا شکار تھا اور جب سرکار علیہ السلام جلوہ گر ہوئے تو تمام علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا، دنیا و کائنات کی کوئی زمین ہماری زمین سے بڑھ کر سرسبز و شاداب نہ تھی۔

(سیرت حلیمہ ج ۱ ص ۱۲۸ بیان میلاد النبی ﷺ لابن الجوزی ص ۱)

تمہارے حسن کا کوئین میں جواب نہیں

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں:

میں حضور کو لے کر آئی تو گرد و پیش کی ہر چیز سے مجھے یہ آوازیں آنے لگیں:

مبارک ہو حلیمہ! محمد ربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت مبارک ہو

بنی سعد کی دایاں مجھے دیکھتے ہی بول اُٹھیں:

حلیمہ! تیرے گرد و پیش انوار کیسے ہیں؟

میں نے آپ کے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا اور کہا: یہ چمک چمک اس کھڑے کی بدولت ہے، بنی سعد کی دانیوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرہ انور پر انوار کی بارش دیکھی تو کہا:

یہ کھڑا حسن و جمال میں اپنی مثال نہیں رکھتا، ایسا بچہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا، یہ



کھڑا اس لائق ہے کہ ہر زبان سے اس کی صفت و ثناء ہوتی رہے۔ (جامع البحر ات ص ۳۳۲)  
تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں  
غروب ہوتا کہیں بھی یہ آفتاب نہیں

خدائی حکیم آگئے

فرماتی ہیں کہ

میرے علاقے میں جب بھی کوئی بیمار ہوتا  
اخلا کہہ صلی اللہ علیہ وسلم فیضعہا علی موضع الاذی  
فیبرء باذن اللہ سریعا۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۵)  
تو وہ بیمار آپ کی مبارک ہتھیلیوں کو مرض کے مقام پر رکھتا تو فوراً باذن اللہ  
تعالیٰ شفاء یاب ہو جاتا۔  
مزید فرماتی ہیں کہ حضور کو جب میں اپنے ہاں لے آئی تو جب میری بکریاں گھر  
آئیں تو ایک بکری آگے بڑھی اور

سجدت لہ و قبلت رأسہ۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۸)

اس نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کے سر انور کا بوسہ لیا۔

دیئے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوہ فرمانے کے بعد  
مجھے کبھی گھر میں چراغ یا دیا جلانے کی ضرورت پیش نہ آئی بلکہ

اذا ارضعتم فی المنزل استغنی بہ عن المصباح۔

جب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلاتی تو مجھے گھر میں چراغ کی

ضرورت نہ رہتی۔

سرکارِ دو عالم کے انوارات نے مجھے دیے اور چراغ سے مستغنی کر دیا۔

دیے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت

عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ

ساری ساری رات گھر جگمگاتا رہتا حتیٰ کہ ایک دن حضرت ام خولہ سعدہ رضی اللہ  
عنہا نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے حلیمہ! کیا تم اپنے گھر میں ساری  
ساری رات آگ روشن رکھتی ہو؟ تو آپ نے فرمایا:

لا واللہ لا اوقد ناراً ولکنہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

نہیں اللہ کی قسم میں آگ روشن نہیں رکھتی لیکن یہ روشنی نور مجسم صلی اللہ علیہ

وسلم کا نور ہے۔ (بیان اسرار النبوی ص ۵۳ تفسیر مفسر ص ۱)

عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ

عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ

بنی تو محمد کی دائی حلیمہ

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ

غربت و افلاس شتم طعام کی کثرت فرشتے بھولا جھڑکتے اور حلیمہ فرماتی ہیں کہ

مجھے حاجت نہیں تھی اب کسی کھانے پکانے کی

کہ میں تو بن گئی مالک خدا کے کل خزانے کی

تمام دن میں اپنے کوچہ بھر میں گھوم لیتی تھی

مجھے جب بھوک لگی تھی لیوں کو چوم لیتی تھی



## اظہارِ خطابت

6 جلدیں مکمل

صاحبزادہ محمد قبول احمد منتر

## اسرارِ خطابت

8 جلدیں مکمل

پیر محمد قبول احمد منتر

## تفہیم اللہ والاعظمین

ترجمہ علامہ محمد منشا تاجی قسودی

## نزہت المجالس (اردو)

2 جلدیں مکمل

امام عبدالرحمن ابن عبد السلام  
ترجمہ علامہ محمد منشا تاجی قسودی

## تفہیم اللہ والاعظمین

2 جلدیں مکمل

مصنف: ابوہاشم محمد قسودی  
ترجمہ: ابوہاشم محمد اسد انصاری

## نزہۃ الوعظین درة الناصحین (اردو)

2 جلدیں مکمل

شیخ عثمان بن حسن ابن النصار  
ترجمہ: مولانا حبیب احمد قسودی

## تذکرہ الواعظین

ترجمہ: محمد عبدالستار طاہر مسعودی

## اصلاحی بیانات

مولانا محمد چمن زمان نجم القاری

## خطبات غزالی

حجت الاسلام حضرت امام غزالی

## خواتین کیلئے بارہ تقریریں

مرتبہ: نسیم فاطمہ

شبیر برادرز نیو سنٹر، ۴۰، اردو بازار لاہور فون: 042-37246006



St. Ignace, Michigan

سہ ماہی

100



بسم الله الرحمن الرحيم

مناقب امام حسن مجتبیٰ

1874



042-37246006

042-37246006